

سلسلہ دارالمصنفین

۱۰

تاریخ

اخر الثقلان

جلد دوم

زمینِ نبو ابراہیم کی تاریخ اور عربوں کی قبل اسلام تجارتِ زبان اور مذہب پر حسب بیان
قرآن مجید و تطبیق آثارِ توراہ و تاریخِ یونان و روم، تحقیقات و مباحثِ بین

تالیف

مولانا سید سلیمان ندوی، ناظم دارالمصنفین

ایتمام، مولوی، خود علی صاحب ندوی

معارف پریس، دارالایمان عظیم گڑھین چھپی،

(۱۹۱۰ء تا ۱۳۳۶ھ)

اشتباق سن

مارہ وی تحریر نمود

فہرست ارضالفران جلد دوم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۶	صدر	۳۳	مملکت ادوم	۱	نبو ابراہیم
۶۰	یطور	۳۴	شلمان ادوم		نبو قطوراء
"	تافیش	"	ادوم کی تاریخ	۳	مدین
۶۱	دوما	۳۵	یوباب اور ایوب		مدین کی تاریخ
"	تیمہ	۳۸	سفر ایوب اور ایوب	۵	مدین اور حضرت موسیٰ
"	قیدما	۴۰	حضرت ایوب کا زمانہ اور وطن	۸	مدین کی تباہی
"	اصحاب الیس	۴۱	حضرت ایوب کا قصہ	۱۰	حوباب یا شعیب
"	اصحاب الیس اور قرآن	۴۲	قرآن مجید اور حضرت ایوب	"	حضرت شیث اور ستران
۶۳	نباتوت یا نابط		نبو ماجرہ	"	مدین اور ستران
"	انباط اور روایات ۶ ب	۴۵	ماجرہ	۱۴	مدین کے متعلق ایک آیت کی تفسیر
۶۵	انباط انبایوط اور نبات کا تراوت	۴۷	اسماعیل	۲۰	توراة و قرآن کی مطابقت
۶۶	انباط کا عہد حکومت	۴۸	فرج اسماعیل تھے	۲۲	شہر مدین کی پچھلی تاریخ
۶۷	انباط کا قبہ حکومت	۵۰	فاران کی بحث	۲۴	اصحاب الایکہ
۶۸	انباط کا دارالحکومت	۵۵	حضرت اسماعیل کی اولادین	۲۵	اصحاب الایکہ کون ہیں
۶۹	شلمان نبات	۵۶	نبو اسماعیل	۲۶	ایک کی تحقیق
۷۱	تمدنی حالات	۵۸	بنشام	۲۸	اصحاب الایکہ اور قرآن
۷۴	سیاسی حالات	"	ادبائیل		بنو سارہ
۷۵	یونانیوں اور رومیوں سے تعلق	۵۹	شماع	۳۲	نبو ادوم
۸۱	انباط اور یہود	"	مشا	"	یسو

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	قرآن مجید اور مذاہب	۱۷۴	مشتشرقین کے بیانات	۱۵۰	جنوبی اور شمالی زبانوں میں فرق
	عرب قبل اسلام	۱۸۳	شمالی عربوں کے مذاہب		چوتھی صدی ہجری میں عرب کی
۲۰۱	اعظم پرستی اور قرآن	"	قرآن اور توراۃ کا بیان	۱۵۱	زبانیں
۲۰۲	توحی پرستی اور قرآن	۱۸۵	میں کا مذہب اور قرآن	۱۵۳	شمالی یا اسرائیلی زبانیں
۲۰۳	ستارہ پرستی اور قرآن	۱۸۷	اصحاب الایکہ کا مذہب اور قرآن	۱۵۵	شمالی قبائل کی زبانوں کے فرق
۲۰۴	عرب کے مستند مذاہب اور قرآن	۱۸۸	حضرت ایوبؑ کی امت کا مذہب	۱۵۶	سان ۲ بنی سین
"	یہودیت اور قرآن	"	نہو اسرائیلی کا مذہب	۱۵۷	قرآن مجید کی زبان
۲۰۶	عیسائیت اور قرآن	۱۸۹	اصحاب لیس اور اصحاب الحجر		ادیان العرب قبل اسلام
	عیسائیت کے مختلف فرقے اور		اوس اور خزرج اور ان کے ہم نسب	۱۶۱	بت پرستی کا آغاز
۲۰۸	نستران	۱۹۲	قبائل کا مذہب	"	ستارہ پرستی کا دور
۲۰۹	عیسائیت سے قریش کا تنفر	۱۹۳	اصنام عرب جنوب	۱۶۳	عاد کا مذہب
"	نبوتیت اور قرآن	۱۹۴	بنو قیدار یا عدنانی قبائل کا مذہب	"	ثمود کا مذہب
۲۱۰	صائبیت	۱۹۵	اصنام عرب شمال	۱۶۴	ام سامیہ اولیٰ کا مذہب
۲۱۱	صائبیت کا مختصر حال	۱۹۶	چند اور بتوں کے نام	۱۶۷	بابل میں سامی قوم کا مذہب
	صائبیت کے متعلق مسلمانوں	۱۹۸	عرب میں دیگر مذاہب کا وجود	"	مصر میں سامی قوم کا مذہب
"	کے بیانات	"	مجموعیت کا وجود	۱۷۰	مستران کا بیان
۲۱۵	قدیم عیسائی بیان	"	عیسائیت کا وجود	۱۷۱	ام سامیہ اولیٰ کے پیغمبر
"	علمائے یورپ کا بیان	۱۹۹	یہودیت کا وجود	۱۷۲	اہل معین کا مذہب
۲۱۶	صابی عقائد	۲۰۰	کعبہ اور بیل	"	بنو قحطان کا مذہب
۲۱۹	تبصرہ		—————	۱۷۳	قوم سبا کا مذہب

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۴	اُس کا ذکرستان مین	۱۰۶	قیدار کی شاخین	۸۳	انباط اور عہد اسلام
۱۲۶	عربوں کے ممالک تجارت	۱۰۹	قریش	۸۴	اصحاب الحجر
"	اندرون ملک کے تجارتی شہر	"	سلسلہ نسب	"	انباط ہی اصحاب الحجر مین
۱۲۷	راستوں کی مسافت	"	لفظ قریش	"	قرآن اور اصحاب الحجر
"	سامان تجارت	۱۱۰	قریش کی شاخین	۸۶	شہر حجر
"	توراة اور یونین یونان و روم کے	۱۱۱	شجرہ قریش	۸۸	آل غسان
۱۲۸	بیانات	۱۱۲	قریش کی ایک اور تقسیم	"	غسانی ناجی مین
"	درآمد	۱۱۳	قریش کا زمانہ	۹۰	آل غسان کی تاریخ
۱۳۲	عرب کے بازار	"	قریش کی سیاسی خود مختاری	۹۳	الم غلبت الروم
۱۳۶	قریش کی تجارت	۱۱۶	قصی کا زمانہ	۹۴	آل غسان اور اسلام
۱۳۷	تجارت دہلیں اور قرآن	"	کوہ صنعا کا کتبہ	۹۶	اوس و خزرج یا انصار
۱۳۹	قریش کی تجارت اور اسلام	۱۱۷	قریش کا نظام سیاسی اجتماع	"	اوس و خزرج ناجی مین
"	السنۃ العربیہ قبل الاسلام	۱۱۸	قریش کا تمدن	۹۷	اوس و خزرج کی شاخین
۱۴۲	سامی زبان مین	۱۱۹	قریش اور قرآن مجید	۹۹	اوس و خزرج کی تاریخ
۱۴۳	عربی زبان مین الاسنۃ السامیہ ہے	"	محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۱۰۱	انصار
"	آرامی زبان کی حقیقت	۱۲۰	حضرت زید رضی	۱۰۲	قیدار
۱۴۴	اہم باندہ کی آرامی زبان	"	ابولیب	"	قیدار کا سکھ
۱۴۶	نہود کی زبان	"	تجارت العرب قبل الاسلام	۱۰۳	قیدار کی تاریخ
۱۴۸	بنو قحطان اور اسماعیل کی زبان مین	۱۲۲	ملک عرب کا موقع تجارتی	"	کتبات بابل مین
۱۴۹	جنوبی یا قحطانی زبان مین	۱۲۴	عرب کی شاہراہ تجارت	۱۰۵	توراة مین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة على سيد المرسلين وعلى له واصحابه اجمعين

طبقة ثانی

سلسلہ ابراہیمی

وَالْإِبْرَاهِيمَ

حضرت ابراہیمؑ کی تین بیویاں تھیں، سارہ، ہاجرہ اور قطورا،
سارہ کے بیٹے حضرت اسحاقؑ تھے، ان کے دو بیٹے تھے حضرت یعقوب جو بنی اسرائیل
کے باپ تھے، اور عیسو، جنکا لقب دوم تھا اس سلسلہ میں سے آدم اپنے بھائی سے الگ ہو کر
اپنے چچا، اسماعیلؑ کے پاس عرب میں متوطن ہوئے، بقیہ سلسلے مصر و شام میں رہے،
قطورہ کے بطن کی تمام اولاد و نگو جن میں ایک کا نام مدین تھا، عرب ہی
میں ان کے باپ نے ان کو بسایا، ان میں سے بنو مدین اور دوان کے سوا اور نہ کا
حال نہیں معلوم،

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۴۹	عرب کے بت مونس تھے	۲۴۲	ان کے پرستار قبائل	۲۲۰	قرآن نبی کی ایک صداقت
	عرب کے بت مالک یورپ		ان کے معنوں کی لغوی و معنوی	۲۲۱	صائیت کی لغوی تشریح
"	مین	۲۴۳	تحقیق	"	تنبیہ اہم
"	لفظ رحمان	"	لات	۲۲۲	مذہب صابئی اور قرآن مجید
۲۵۰	ستران مجیدین رحمان	۲۴۵	اللہ	۲۲۶	حنفیت
"	رحمان کی تحقیق	"	العزّی	۲۲۷	لغوی تحقیق
۲۵۱	بسم اللہ الرحمن الرحیم	۲۴۶	مناة	۲۲۸	قرآن نبی سے استدلال لغوی
	خاتمہ	"	ودّ	۲۳۳	حنفیت اربعہ
		"	سواع	۲۳۴	پنچک
		۲۴۷	یغوث	۲۳۵	مشرکین عرب کے عقائد اور قرآن
		"	نسر	۲۴۰	دہریت اور قرآن
		۲۴۸	ان اقسام کی شکلیں	"	بت پرستی اور قرآن
		"	بیل	۲۴۲	قرآن میں اقسام کا ذکر

بنو قنطورا

مدین

شعیب علیہ السلام

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا
از نسق منہ نسق من

اس اصول کا کئی بار تکرار ذکر گذر چکا ہو کہ سامی قومیں عموماً اپنی آبادی اور قومیت کو اپنے بزرگان نسل کے نام سے موسوم کرتی ہیں۔ مدین جن کے حالات اس فصل میں بیان میں ہون لگے، اپنے بانی و مؤسس خاندان مدین بن ابراہیم کی طرف منسوب ہیں۔ مدین نے اپنی آبادی اپنے ہی نام سے اپنے بھائی اسماعیل کے پہلو میں قائم کی تھی۔ یہ ملک طولا خلیج عقبہ (عیلانہ) کے سواحل پر دہانہ خلیج سے ساحل بحر احمر و ارض ثمود و حجاز تک جہاں ثمود و جرہم و عرب اسماعیل آباد تھے، واقع تھا۔

لہٰذا چونکہ ارض مدین حضرت موسیٰ کا دارالہجرت ہوا اور اہل مدین و بنی اسرائیل میں ہمیشہ تعلقات جنگ و صلح رہے ہیں اسلئے تورہ میں مدین کے نہایت کثر کیے حالات مذکور ہیں ہم انہیں کا اقتباس کریں گے تاہم یونان و روم میں مدین کا ذکر نہیں اسکا سبب یہ کہ یونان و روم کے عہد میں اس پر ضبط قابض تھے جنہوں نے مدین کو چھوڑ کر قریم اور حجاز کو آباد و شہر کیا تھا، لہٰذا یوسفوس، قدس اللہ تعالیٰ عنہ، کتاب ۲ فصل ۱۱،

ہاجرہ کے بطن سے صرف ایک بیٹا ہوا، حضرت اسماعیلؑ انھوں نے بھی
عرب ہی میں اپنے باپ کے حکم سے سکونت کی۔

ارض القرآن کا یہ حصہ صرف انھیں خاندانوں کی تفصیل پر محدود ہے اور انہیں
سے بھی ان خاندانوں کا ذکر مفصل ہو، جن کا نام قرآن مجید میں کسی حیثیت سے مذکور ہے،

۱۔ بنو قطور امین سے اہل مدین اور اہل دوان (صحاب الالکۃ)

۲۔ بنو سارہ میں سے ادم (یعنی حضرت ایوبؑ اور انکی قوم)

۳۔ بنو ہاجرہ میں سے حضرت اسماعیلؑ، انباط (صحاب الکجر) قیداز اور قریش۔



خوشبودار چیزیں، بلسان، صنوبر، لُبَّان^۱،

اس واقعہ کے بعد چار سو برس تک مدین کی تاریخ پر خاموشی چھا جاتی ہے، سبب یہ ہے کہ مدین کے سوانح نگار بنی اسرائیل ہیں، اور یہ زمانہ بنی اسرائیل کے قیام مصر کا ہے۔ ۴۰۰ برس کے بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوا، اور دعوتِ حق اور حُبِ قومی کے جُرم میں اُن کو مصر سے ہجرت کرنی پڑی تو اُنکا لمبا اُسی قافلہ کی سر زمین تھی جو اُنکی قوم کو چار سو برس پہلے مصر پہنچا گئی تھی، یعنی مدین

مدین کی قوم عموماً اس وقت جس کاروبار میں نظر آتی ہے، وہ وہی ہے جو تمام سامی قوموں کا ہمیشہ پیشہ رہا ہے، یعنی گلہ بانی، یہی وہ شغل ہے جو ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ کا پیشہ تھا، اور جو حضرت موسیٰ کو مصر کی تمدن زندگی میں میسر نہ آتا، بنو سام کے عظیم الشان پیغمبر کے لئے ضرور تھا کہ وہ جہان بانی سے پہلے گلہ بانی کا سبق لے، اسیلئے قضائے اُسی نے موسیٰ کو مصر کے تمدن زار سے عرب کے بے تکلف اور سادہ ملک میں بھیج دیا، جہاں شرفائے سام نے اب تک اپنے آبائی عادات و اخلاق کو متروک نہیں کیا تھا۔

تاہم مدین کے قبائل ایک منظم زندگی رکھتے تھے، شہر میں مذہبی رسوم و آداب کی تلقین و محافظت کیلئے کاہن (مذہبی عہدہ دار) ہوتے تھے، اور اکثر حالات میں ہی کاہن شہر کے قانونی حاکم بھی قرار پاتے تھے، حضرت موسیٰ کے عہد میں جو کاہن تھا، اسکا نام توراة میں کہیں راعویل کہیں شورو کہیں حو باب مذکور ہے، لیکن اکثر مسلمان مفسرین

۱۵ تکوین ۲۴-۲۶

۱۵ خروج ۲-۱۵-۱۵

۱۵ خروج ۲-۱۸

۱۵ سفر العدد ۱۰-۱۹-۱۱

مدین کی تاریخ | ہم مدین کا آغازِ عہد... ۲۰ ق م فرض کرتے ہیں کہ پدرِ مدین حضرت ابراہیم کا زمانہ... ۲۱ یا ۲۲ ق م ہو، ایک خاندان کو قوم کی حیثیت پیدا کرنے کے لئے کم از کم سود و سوبرس کی ضرورت ہوگی، اسی لئے مدین، توراۃ میں سب سے پہلے عہدِ یعقوب میں (سنہ ۲۰ ق م) سودا گردن کے بھیس میں نظر آتے ہیں، حضرت یوسفؑ کو جو کاروان تجارت کنعان سے مصر لے گیا تھا وہ یہی اہل مدین اور اسماعیلی عرب تھے، (تکوین، ۳-۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰-۱) اس لئے قرآن مجید کی اس آیت پاک میں،

وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَى دَلْوَةً، اتنے میں ایک کاروان آیا جس نے اپنے پانی والے کو بھیجا،
قَالَ يَبَشِّرْ هَذَا عِلْمًا، فَاَسْرَوْهُ بِضَاعَةً، اُسے اپنا ڈول لٹکایا تو چلا یا اے خوش نصیب! یہ ایک رکابہ
وَاللَّهُ عَلَيْهِمْ بِمَا يَعْمَلُونَ، وَشَرَدَهُ بِمَنْ يَحْسِبُ، کاروان والوں نے ایک سرمایہ کی چیز سمجھ کر یوسف کو غنمی کھا
وَرَاَهُمْ مَقَادِدَ، فَكَانُوا فِيهَا مِنْ، اور خدا انکے کاموں سے آگاہ تھا، (مصر ہو چکا،) اُن لوگوں نے
الزَّاهِدِينَ، معمولی قیمت پر چند دم میں بیچ ڈالا، کیونکہ وہ یوسف کی

(یوسف) قدر نہیں جانتے تھے،

کاروان سے انھیں اہل مدین کو مراد لینا چاہیے، اور مسلمان مفسرین نے بھی ایسا ہی سمجھا ہے،

یہ تجارت کی تاریخ کا سب سے پہلا صفحہ اور، اسماعیلی اور دیانی عربوں کی تجارت کا سب سے پہلا قافلہ اور مصر کے تاجرانہ سفر کی اولین منزل نظر آتی ہے، مسیح سے دو ہزار برس پہلے قدامت پرست عرب کے اس مدیانی اور اسماعیلی قافلہ کا سامان تجارت وہی تھا جو عربوں کی تجارت کا ہمیشہ سامان رہا ہے!

۱۔ عالم التنزیل، تفسیر سورہ یوسفؑ،

افسروں، پھر ہر سو پر اور پھر ہر دس پڑھتے افسروں کے اختلاف رے کے موقع پر امیر (حضرت موسیٰ) کی عدالت کی طرف رجوع کیا جائے۔

اس واقعہ کے ذکر سے ہم کو یہ دکھانا ہے کہ اس وقت مدین کا تمدن کس حد تک ترقی کر چکا تھا!

۶۰۰ یا ۷۰۰ ق م جو حضرت موسیٰ کا عہد ہے، مدین پانچ شیوخ قبائل یا تورات کی

اصطلاح کے مطابق پانچ بادشاہوں کے ماتحت تھا، ان کے نام یہ تھے: عوی، رقیم، ضور، حور اور بنج^۱، یوسیفوس^۲ یہودی جو پہلی صدی مسیحی میں تھا، اس کا بیان ہے کہ شہر رقیم، اسی مدینانی بادشاہ رقیم کے نام سے آباد ہے، عرب اب تک اس کو رقیم اور یونانی پٹرا کہتے ہیں۔ اس بنا پر بیسویں صدی کے ایک مشہور مصری عیسائی مورخ کی یہ تحقیق کہ ”الرقیم“ اس شہر کے یونانی غیر مشہور نام ”ارکہ“ کی تعریب ہے، کس قدر مضحکہ انگیز ہے! یوسیفوس خود اس عہد کا شخص ہے جب یہ رقیم یا پٹرا آباد تھا اس لیے اس سے زیادہ موثق ذریعہ تحقیق اور کیا ہو سکتا ہے؟

بہر حال اس واقعہ سے اس نتیجہ تک پہنچنا ہے کہ اُس عہد قدیم میں مدین کی شمالی حد کم از کم وسیع تھی! پٹرا یا رقیم ملک شام کے قریب بحر میت اور خلیج عقبہ کے درمیان واقع ہے، اس لیے مدین کے حدود شمالی کو یہاں تک وسیع سمجھنا چاہیے،

اس زمانہ کے تقریباً ڈیڑھ سو برس بعد شہر مدین کے چار اور بادشاہوں کا تورات

میں ذکر آتا ہے، زاباح، صلمناع، عوزیب اور زبیب، ایک وقت میں چند بادشاہوں کا

۱۔ خروج ۱۸۔ ۲۔ سفر مد ۳۱-۸۔ ۳۔ یوسیفوس، قدسہ الیہود، کتاب ۴، فصل ۱۰۔

۴۔ العرب قبل الاسلام، ج ۱، زیان، ۵۔ سفر القضاۃ ۶-۸۰۲۵-۵۔

قرآن پاک میں مَدِیْن کا ذکر دو سبب سے آتا ہے، اول حضرت شعیبؑ اور دوم حضرت موسیٰؑ کے تعلق سے، حضرت موسیٰؑ کے تعلق کی حسب ذیل آیتیں ہیں:

فَلَبِثْتُ سِنِينَ فِي أَهْلِ مَدْيَنَ، ثُمَّ جِئْتُ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِمَدِينَةِ يَثْرِيبَ وَبِهِمْ قَدَرٌ يُمُوسَىٰ (طہ ۲۵)

از روزہ پڑ آیا

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ، قَالَ عَسَىٰ رَبِّي أَن يَهْدِيَنِي سُبُلَ اللَّهِ، وَلَمَّا وَدَّ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً يَسُوقُونَ (القصص)

وَمَا كُنْتَ نَاوِيًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ تَلَوْنَا عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا
وَإِلَيْنَا كُنَّا مُرْسِلِينَ (لقصص)

حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو لیکر جب مصر سے حدود عرب میں داخل ہوئے تو مدین کے کاہن نے انکا استقبال کیا، بنی اسرائیل غلامی کے عہد سے ابھی نکلے تھے۔ تمام و ترتیب سے آگاہ نہ تھے، بھیڑ کی طرح روز و شب پیغمبر کو گھیرے رہتے تھے اور ذرا دُوری پہلے فوج کے لئے انھیں کے پاس دوڑے آتے تھے، مدین کے کاہن نے بتایا کہ ایک قوم پر جو عربوں کی حکومت کرنی چاہئے اور اُسکی ترتیب و تنظیم کے کیا اُصول ہیں، اول ہزار ہزار پر

حالات کی بنا پر بنی اسرائیل کو پھر اپنے قابو میں لانے کے لئے اور مدین کی گنگار آبادی کی سزا دہی کے لئے ضروری ہوا کہ حسب حکم الہی، مدین اور معاونین مدین سے بہاد کیا جائے، مواب، حشبون اور مدین کی متفقہ قوت کے مقابلے میں حضرت موسیٰ نے ۱۲ ہزار آدمی بھیجے، دشمن اپنی کثرت اور سامان کے باوجود کامیاب نہ ہوئے، مدین کے پانچ سردار عوی، رقیم، صور، حور اور ربع مارے گئے، تمام مرد بچے اور عورتیں قتل ہوئیں، لڑکیاں قید ہوئیں، اور ان کا سامان غنیمت میں ہاتھ آیا،

قوم مدین کی اس تباہی کے بعد شہر مدین، ہم اسماعیلی عربوں کے ہاتھ میں پاتے ہیں، اور اب اسکے بعد جن اہل مدین کا توراۃ میں ذکر ہے وہ یہی اسماعیلی ہیں، قوم مدین کی تباہی کے تقریباً ۷۰ برس بعد عمالیق اور دیگر عرب قبائل اسماعیلی مدین کی سرکردگی میں بنی اسرائیل پر حملہ آور ہوئے بہر حال جب غلہ بکنے کے قریب ہوتا، آندھی کی طرح بنی اسرائیل کے ملک میں آتے اور غلہ، گائے بیل، گدھے جو کچھ پاتے سب لوٹ لیتے، فرزند ان اسرائیل آبادی چھوڑ کر پہاڑوں اور غاروں میں روپوش ہو جاتے،

آخر جدعون نامی ایک سردار ان میں پیدا ہوا جس نے بنی اسرائیل کی قوت کو مجتمع کیا، اور صرف ۳۰۰ منتخب آدمیوں کو لیکر اس نے اہل مدین پر شجھون مارا، رات کی تاریکی میں دوست و دشمن کی تمیز نہ ہونے، ایک لاکھ بیس ہزار اہل مدین خود اپنوں اور دشمنوں کے ہاتھ سوار ہو گئے، عویلاب و زویب مدین کے دو بادشاہ قید ہوئے، جن کو نہایت نولت قتل کیا گیا، او

۱۵ سفر القضاۃ باب ۶،

۱۵ سفر القضاۃ باب ۳۱،

۱۶ سفر القضاۃ ۸ - ۱۱،

۱۶ سفر القضاۃ، باب ۷ - ۲۲ -

۱۷ سفر القضاۃ ۷ - ۲۵،

وجود اس بات کی دلیل ہو کہ ملک متفرق قبائل یا ریاستوں پر منقسم تھا،

مدین کی اخلاقی و مذہبی حالت اور بربادی | مدین اور مدین کے قریب مواب آباد تھا، مذہباً اور اخلاقاً دونوں قوموں کی بدترین حالت تھی، تمدن کے جراثیم جن امراض کو پیدا کرتے ہیں، وہ ایک ایک کر کے پیدا کر ہو چکے تھے، بتوں کی پرستش اور ان کے لئے قربانی منکا مذہب تھا، تمام بتوں کا سردار ”بعل فور“ دیوتا تھا، اخلاقی حالت اس درجہ پست تھی کہ شرفائے خاندان کی لڑکیاں انسانیت کا بدترین نمونہ تھیں، مردوں کا یہ حال تھا کہ ظلم و ستمگری انکی زندگی کا معمولی پیشہ تھا،

بنی اسرائیل مصر سے نکل کر مواب و مدین کے میدانوں میں خیمہ زن تھے، ان بدکاروں نے بنی اسرائیل کے لئے سازشوں کا دام پھیلانا شروع کیا، عورتوں نے نوجوان بنی اسرائیل کو جو اصل میں اس فوج کے سپاہی تھے، اپنے قابو میں کر لیا، سردار سے باعنی بنا دیا، بتوں کے سامنے ان کا سر جھکوا یا ”بعل فور“ لے لئے انسان قربانیاں کرائیں، مردوں نے آس پاس کی قوموں سے ساز باز کیا کہ بنی اسرائیل کو نیست و نابود کر دیں، بنی عثمان کے ملک سے وہاں کے پیغمبر ”بلعام“ کو بلوایا کہ وہ اسرائیل کے لئے بد دعا کرے اس وقت:

”خدا نے موسیٰ سے کلام کیا اور فرمایا کہ بنی اسرائیل کے لئے اہل مدین

سے انتقام لے، اور اس وقت تو اپنی قوم میں مجتمع ہوگا“ (سفر العدد ۲۱-۱)

۱۷ سفر العدد ۲۵-۱-۵

۱۸ سفر العدد ۲۵-۲-۳

۱۹ سفر العدد ۲۵-۲-۳

۲۰ سفر القضاۃ ۱-۱

۲۱ سفر العدد ۲۲-۳۱-۵

سَبِيلِ اللَّهِ مِنْ أَمْنٍ بِهِ وَتَبَعُونَهَا عِوَجًا،
 وَأَذْكُرُوا إِذْ كُنْتُمْ قَلِيلًا فَكَثَرَكُمْ، وَانْظُرُوا كَيْفَ
 كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ، وَمَنْ كَانَ ظَافِنُهُ
 مِنْكُمْ مُنَاوِلًا لِي أُرْسِلَتْ بِهِ، وَظَافِنُهُ
 لَمْ يُؤْمِنُوا فَاصْبِرُوا حَتَّى يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَنَا
 وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ،

اُن کوست رو کو، اور سیدھی راہ کو پیڑھی کر نیکی کو نش کرؤ
 یاد کرو جب تم تھوٹے تھے، تو خدا نے تمکو بڑھایا، اور بغور
 دیکھو کہ مفسدین کا انجام کیا ہوا، تم میں کچھ لوگ تو جو پیغام
 دیکر میں بھیجا گیا ہوں اُس پر ایمان لائے ہیں، اور بعض
 نہیں لائے، تو اُس وقت تک صبر کرو کہ خدا اہل ایمان درمیان
 فیصلہ کرے، اور وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے،

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ
 أَخْرِجْنَاكَ يَشْعِيبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ
 قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُوذُنَّ فِي مِلَّتِنَا، قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا
 كَارِهِينَ وَقَدْ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عَدْنَا
 فِي مِلَّتِكُمْ بَعْدَ إِذْ جَعَلْنَا اللَّهُ مِنْهَا، وَمَا يَكُونُ
 لَنَا أَنْ نَعُودَ فِيهَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ سُبُحًا،
 وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا، عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا،
 رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ
 خَيْرُ الْفَاعِلِينَ،

سرداران قوم میں جو مغرور تھے بولے کہ شعیب ہم
 انکو اور جو تیرے ساتھ ایمان لائے ہیں انکو اپنی آبادی سے
 باہر نکال دینگے، یا ہمارے آبائی مذہب کو پھر قبول کئے
 شعیب نے کہا، کیا ہم نہ چاہیں تب بھی، اگر تمہارے
 مذہب کو جس سے ہمکو خدا نے نجات دی، ہم پھر قبول
 کر لیں تو ہم خدا پر جھوٹ افترا باندھتے ہیں، خدا کی مشیت
 کے بغیر ہمکو پھر تمہارے مذہب میں جانا سزاوار نہیں
 ہمارا پروردگار اپنے علم سے ہر شے کو محیط ہی ہم نے اُسی پر
 بھروسہ کیا ہے، ہمارے پروردگار اہمارے اور ہماری قوم
 کے درمیان سچائی کے ساتھ فیصلہ کرے، اور تو بہتر فیصلہ
 کرنے والا ہے،

وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ
 لَئِنْ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا لَخَسِرُونَ
 فَآخَذَتْهُمْ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي
 دَارِهِمْ جُثَمِينَ، الَّذِينَ كَذَبُوا

کفر پیشہ سرداروں نے لوگوں سے خطاب کر کے کہا
 اگر شعیب کی تم نے پیروی کی تو تم گھاٹے میں رہو گے،

دوبادشاہ زاباح اور صلمناع ۵۱ ہزار آدمیوں کے ساتھ بھاگ کر نکلے، لیکن ان کو پناہ نہ مل سکی،

جواب یا شعیب | اوپر گزر چکا ہے کہ حضرت موسیٰ کے خسر کا نام توراة میں تیرا اور جواب مذکور ہے، توراة کے شرح عبرانی میں لکھا ہے، کہ تیرو کے دس نام تھے، دس نام ہوں یا انہوں، دو نام تو خود توراة میں ہیں، ایک جرمن فاضل Heinrich Ewald کہتا ہے،

”اصلی نام جواب تھا اور تیرا ایک اعزازی لقب تھا جس کے لغوی معنی ”کامل“

کے ہیں، جس طرح یہودیوں کے ہاں ”کاہن“ اور مسلمانوں کے ہاں ”امام“ کا لفظ ہے۔“
دوسری جگہ لکھتا ہے،

جواب کا نام قرآن میں اور عموماً مسلمانوں میں ”شعیب“ ہے، یہ نام جواب کی تصحیف ہے،

مسلمان مفسرین بھی علیٰ العموم تیرا جواب اور شعیب کو ایک ہی سمجھتے ہیں

حضرت شعیب و قرآن | مدین اور حضرت شعیب کا باہمی ذکر قرآن مجید کے تین سورتوں میں آیا ہے، اعراف، اہود اور عنکبوت،

وَالَّذِي مَدَّ يَدَهُ إِلَىٰ شُعَيْبًا قَالَ يُعِزُّمُ عَبْدُ اللَّهِ | اور مدین کے پاس اُن کے بھائی شعیب کو بھیجا، شعیب نے

مَا لَكُمْ مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ، قَدْ جَاءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ فَادْفَعُوا لِكُلِّ وَابْنِ لَبَّاسٍ | خدا کی جانب سے گواہی آچکی، پیاناہ اور ترار و پوری کرو،

أَشْيَاءَهُمْ، وَلَا تَقْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ | اور لوگوں کو اُن کا حق کم نہ کرو، اور اصلاح کے بعد ملک میں

إِصْلَاحِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ مُّؤْمِنِينَ وَلَا | فساد نہ دو، یہ تمھارے لیے بہتر ہے، اگر تم ایمان والے ہو، اور

أَتَسْتَبْدِلُونَ بِلِصْرٍ صِرَاطٍ تُوْعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَنِ | ہر راستہ پر دھمکانے کو بیٹھانے کرو اور جو لوگ ایمان لائے ہیں

مَا يَعْبُدُ اَبَاؤُنَا اَوْ اَنْ نَفْعَلَ فِيْ
اَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ اِنَّكَ لَا تَتَّحِلُّهُمُ
الرَّشِيْدُ،

تمکو کبھی ہو کہ ہمارے اسلاف جس کو پوجتے تھے اس کو
چھوڑ دین، یا ہم اپنے مال میں جو چاہیں وہ نہ کریں، تم
بھی بڑے عقل مند اور نیک ہو،

قَالَ لَيَقُوْمَ اَرَايْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ
مِّنْ رَبِّيْ وَرَزَقْنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا، وَمَا
اُرِيْدُ اَنْ اَخْلِفْكُمْ اِلٰى مَا اَنْهٰكُمْ عَنْهُ،
اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاَصْلٰحَ مَا اسْتَطَعْتُ
وَمَا تَوْفِيقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ
وَإِلَيْهِ اُنِيْبُ، وَلَيَقُوْمَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ
شِقَاقِيْ اَنْ يُصِيبَكُمْ مِّثْلَ مَا اَصَابَ
قَوْمَ نُوحٍ اَوْ قَوْمَ هُودٍ وَمَا قَوْمُ
لُوطٍ مِنْكُمْ بِبَعِيْدٍ، وَاسْتَغْفِرُوا
رَبَّكُمْ ثُمَّ تَوَبُّوْا اِلَيْهِ، اِنْ سَرَبْتُمْ
رَجِيْمٌ وَّدُوْدُ،

شیب نے کہا بھائیو! اگر میں اپنے پروردگار کی کتابی
ہوئی دلیل پر قائم رہوں اور جو کچھ اُسے حلال مدد دی ہے
رکھی ہو، اس پر قانع رہوں تو تمہاری کیا رے ہو؟ میں نہیں
چاہتا کہ تمہاری مخالفت کر کے وہ کروں جس سے تم کو روکتا
ہوں، میں تو اپنی طاقت بھر صرف اصلاح چاہتا ہوں، مجھ کو
توفیق خدا ہی کے زور سے ہی اُسی پر بھروسہ ہو اور اُن کی
جانب رجوع ہوتا ہوں، بھائیو! صرف میری دشمنی اسکا
باعث نہ ہو کہ سطح فوج اور ہود کی قوموں پر خطاب پہنچا
تم بھی پہنچے، لوط کی قوم تم سے دور نہیں، اپنے پروردگار سے
مغفرت چاہو اور اُس کے سامنے توبہ کرو خدا رحمت اور
محبت والا ہے،

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفَقْتَ كَثِيْرًا مِّمَّا
تَقُوْلُ، وَاِنَّا لَنَرٰكَ فَيِّنًا ضَعِيْفًا.
وَلَوْ لَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ، وَمَا اَنْتَ
عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ،

بے شعیب! ہم تمہاری بہت سی باتیں نہیں سمجھتے
اور ہم اپنے میں تم کو کمزور بھی پاتے ہیں، اگر تمہارے خاندان
کا لحاظ نہ ہوتا تو تم کو سنگ مار کر چکے ہوتے، اور کچھ تم ہم پر غالب
بھی نہیں،

قَالَ لَيَقُوْمَ اَرْهَطِيْ اَعَزَّ عَلَيَّكُمْ مِنَ اللّٰهِ

شیب نے جواب دیا بھائیو! کیا میرے خاندان خدا سے زیادہ

شُعَيْبًا كَانَتْ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا، الَّذِينَ
كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ
الْخٰسِرِينَ،

فَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰ قَوْمِ
اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَتِ رَبِّي وَنَهَمْتُ
لَكُمْ، فَكَيْفَ اُنِي عَلَى قَوْمِ
كٰفِرِينَ،

(اعراف) کیونکہ کفر پیشہ قوم کی تباہی کا غم کھاؤں۔

اس سے زیادہ تفصیل سورہ ہود میں ہے:

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا، قَالَ يٰ قَوْمِ
اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنِّ إِلٰهٍ غَيْرُهُ،
لَا تَتَّبِعُوا الْمٰلِكِيَآلَ وَالْمٰلِزَانَ إِنِّي أَدَاكُمْ
غَيْرِ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ مَدَابِ يَوْمٍ تُحْشٰوْنَ
وَيَقُومُ أَوْفُو الْمٰلِكِيَآلَ وَالْمٰلِزَانَ بِأَقْسَطِ
لَا يَتَخَسَّوْا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْتَوُوا فِي
الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ
إِن كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ. وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ
بِحَفِيظٍ

کوئی نگران نہیں مقرر ہوا،
لوگوں نے جواب میں کہا شعیب کیا یہ تمہاری ناز

آیتین تمام تر انھیں واقعات سے متعلق ہیں، پہلی آیت یہ ہے وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُ
شُعَيْبًا (مدین کی طرف اُنکے بھائی شعیب کو بھیجا) اس آیت کے دو باتین معلوم ہوتی ہیں، اول
یہ کہ یہاں مدین سے قوم مدین مراد ہے، ثانیاً یہ کہ شعیب، مدین کے خاندان سے تھے،
مخاطبت شعیب و مدین کا پہلا فقرہ یہ ہے:

يَقَوْمِ اَعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنَ الْعِزَّةِ (اعلاف دھو) اے قوم! خدا کی پرستش کرو، اسکے سوا تیرا کوئی دوسرا معبود نہیں
اور معلوم ہو چکا ہے کہ وہ بل فور وغیرہ دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے،
اسکے بعد ہے:

فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَخْسُوْا النَّاسَ شَيْئًا هُمْ اَعْرَافٌ	ناپ اور تول پورا پورا رکھو، اور لوگوں کو اُنکی چیز کم نہ دو
لَا تُنْقُصُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ، وَاِنِّي اِذَا كُنتُمْ عِنْدِي	بیانہ اور ترازو کم نہ کرو، میں تمکو اچھی حالت میں دیکھتا ہوں،
اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُحِيطٍ وَيَقَوْمِ اَوْفُوا	اور دُرُتار ہوں کہ گھیر لینے والے دن کا عذاب تم پر نہ آئے، لوگو!
الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ، وَلَا تَخْسُوْا	بیانہ اور ترازو انصاف کے ساتھ ٹھیک رکھو، لوگوں کو
النَّاسَ اَشْيَاءَ هُمْ، (ہود)	اُنکی چیزیں کم نہ دو، (ہود)

آغاز فصل میں معلوم ہو چکا ہے کہ مدین ایک تاجر قوم تھی، اور غالباً دنیا کی تاریخ
میں اس پیشہ کی سب سے پہلی قوم ظاہر ہوتی ہے، اس بنا پر اُس میں یہ مذموم صفت ہوگی
جو حالات کے لحاظ سے بالکل مناسب ہے، بنی اسرائیل جب مصر سے حدود عرب میں
داخل ہوئے، تو اُن کے ساتھ رسد کا سامان نہ تھا، قرب و جوار کی قوموں سے بقیہ خرید
تھے، یا بکبر چھین لیتے تھے، شاید مدین کی اس وصف تجارت کا بنی اسرائیل کے اس
واقعہ سے بھی تعلق ہو، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان آیات سے مراد صرف خرید و فروخت کی

وَاتَّخَذُ تَمُوهَ وَدَاءَ كَمْ ظَهَرِيًّا، إِنَّ سَرِيًّا، تمہارے نزدیک لحاظ کے قابل ہو جو تم نے اُس کو پس پشت
بِمَا تَعْمَلُونَ مَحْطُوطٌ، وَيَقُومُ إِحْمَلُوا عَلَىٰ ذَالِدِیَا، میرا پروردگار تمہارے ہر کام سے واقف ہے، بھائیو! تم اپنی جگہ پر کام کیے جاؤ، میں بھی اپنا کام کرتا ہوں، عنقریب
مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ مُّجْزِيهِ وَهُوَ كَاذِبٌ، معلوم ہو جائیگا کہ رُسوا کن عذاب کس پر آئیگا اور کون جھوٹا
وَارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ، ہے انتظار کرو میں بھی منتظر ہوں،

وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا شُعَيْبًا دَالِيًّا، جب ہمارا حکم آگیا ہم نے شعیب کو اور اُس کے ساتھ ایمان
الْمَنُومَا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَآخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْعَةَ فَاصْبِرُوا فِي دِيَارِهِمْ، لانے والوں کو اپنی رحمت سے نجات دی، اور جو ظالم تھے
ظَلَمُوا الصَّيْعَةَ فَاصْبِرُوا فِي دِيَارِهِمْ، اُن کو چیخ نے آیا، اور وہ اپنے گھر دن میں پڑے رہ گئے،
جَحِيمِينَ، كَانَ لَهُمْ فِيهَا الْآبَاءُ الْمَدِينُونَ، گویا کہ اُن میں وہ کبھی رہے نہیں، اُن کی طرح مدین کیلئے
كَمَا بَعْدَاتُ ثَمُودَ، (ہود) بھی ہلاکت ہو،

وَالَّذِي مَدَّ يَدَيْهِ يَخَافُ شُعَيْبًا، فَقَالَ يَقُومُ عَبْدًا، مدین کے پاس شعیب کو ہم نے بھیجا اُس نے کہا، بھائیو!
اللَّهُ فَارْجُوا الْيَوْمَ الْآخِرَ وَلَا تَتَوَفَّي الْآرَاضِیْنَ، خدا کو پوجو اور روز آخرت کی توقع رکھو اور زمین میں فساد
مُفْسِدِينَ، فَكَلَّ بَوَّهَ فَآخَذَتْهُمْ الرِّجْفَةُ، کرتے نہ پھرو، انھوں نے جھٹلایا، تو کپکپاہٹ نے آیا، اور
فَاصْبِرُوا فِي دَارِهِمْ جَحِيمِينَ (عنکبوت) اپنے گھر میں پڑے کے پڑے رہ گئے،

ان آیتوں میں مدین کے جن حالات کی طرف تلمیح و اشارہ ہے، چونکہ مدین کی تاریخ ہمارے مفسرین کے پیش نظر نہ تھی، اسلئے بہت سے عقدے ناکشودہ رہ گئے، سب سے
اڈل یہ کہ وہ اہل مدین و بنی اسرائیل کے باہمی واقعات و منازعات سے بجز واقعہ قرابت
حضرت موسیٰ و شعیب علیہما السلام ناواقف ہیں، اس بنا پر ان آیات کی تفسیر میں
ان واقعات کا وہ کوئی تعلق نہیں ظاہر کرتے حالانکہ ہماری رائے میں یہ

اسکے بعد ارشاد ہے:

وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا، ذَلِكُمْ صَلاَحُكُمْ (اعراف) | بہتر ہو اگر ایمان ہو،
وَلَا تَعْتَدُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ (ہود) | ملک میں فتنہ و فساد نہ پھیلاؤ۔

عموماً مفسرین تا آنکہ امام رازی بھی "فتنہ و فساد" سے "کفر" اور "صلاح" سے "بعثت شعیب" مراد لیتے ہیں، حالانکہ اس سے مقصود بعد صلح و امان، بنی اسرائیل کے ساتھ مخالفت و منازعت اور سازش و خونریزی ہی ہو، اسی لیے اسکے بعد یہ الفاظ ہیں
وَلَا تَعْتَدُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ بَقِيَّتُ اللَّهِ | ملک میں فساد نہ پھیلاتے پھر خدا نے جو باقی رکھا ہو،
خَيْرَ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (ہود) | وہی تمہارے لیے بہتر ہو اگر ایمان والے ہو،

"بقیۃ" کا مطلب ہمارے مفسرین یہ بیان فرماتے ہیں کہ "حرام کے بعد جو حلال چیزیں باقی رہ گئی ہیں وہ تمہارے لیے کافی ہیں، حرام کی کیوں طلب کرتے ہو، لیکن اس حالت میں اول آیت کو آخر آیت سے تعلق کیا رہیگا؟" ملک میں فساد نہ کرو کہ باقی حلال چیزیں کافی ہیں، ملک میں فساد اور حلال چیزوں پر قناعت و ونون بے ربط باتیں ہو جاتی ہیں۔

ہمارے نزدیک، مدین کی تاریخ کو پیش نظر رکھنے سے مطلب نہایت واضح ہو جاتا ہو، مدین چاہتے تھے کہ بنی اسرائیل نے مصر سے آکر ملک کا جو حصہ لے لیا ہو، وہیں لیں، حضرت شعیب فرماتے ہیں کہ فتنہ و فساد سے فائدہ نہیں، خدا نے جو کچھ باقی رکھا ہو اس پر قناعت کرو، اہل مدین اسکے جواب میں کہتے ہیں،

قَالُوا يٰ شُعَيْبُ أَصْلُوكَ تَأْمُرُكَ أَنْ تَتْرَكَ شَيْئًا مِّنْهُ لِيَسْكُنَهُ أَهْلُ الْبَلَدِ الْفَاسِقُ

اکی و بیشی نہیں ہو، بلکہ سود، بٹہ اور دیگر اصناف تجارت ممنوعہ مراد ہیں جن کے ذریعہ سے تاجر و صاحب معاملہ لوگوں کو اُن کے حق جائز سے ہمیشہ کم مالیت دیتے ہیں، اسی بنا پر حضرت شعیبؑ کی قوم کا یہ جواب ہے:

اَءَاَنْ نَفْعَلْ فِیْ اَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ | کیا اس سے بھی کہ ہم اپنے مال میں جو چاہیں کریں،
(ہود) | تمہاری نماز روکتی ہے،

اس لئے کی تائید مفسرین کی بعض روایات سے بھی ہوتی ہو:

وقیل نہاھم عن قطع الدنانیر و | کہتے ہیں کہ شعیبؑ نے اُن کو درہم و دینار میں بٹہ
الدراھم و زعمانہ محرم علیہم فقالوا | لینے سے منع کیا تھا، اور کہا کہ یہ حرام ہو، انھوں نے
او ان نفعل فی اموالنا ما نشاء | کہا کیا ہم اپنے مال میں اپنی مرضی کے موافق کام نہ کریں،

محدث بن جریر طبری تاریخ میں لکھتے ہیں:

عن زید بن اسلم فی قوله عز وجل "اصلوا" | زید بن اسلم سے اس آیت اصلوا تک الخ کے ذیل
تأمروا ان نترك ما یعبدا باؤنا و ان نفعل | میں مروی ہو کہ شعیبؑ اُن کو (بٹہ) سے منع
فی اموالنا ما نشاء قال کان عما نہاھم عنه حذف کرتے تھے،
الدراھم و قال قطع الدراھم،

عن محمد بن کعب القرظی قال بلغنی ان قوم | محمد بن کعب قرظی سے مروی ہو وہ کہتے ہیں کہ
شعیبؑ عنہما فی قطع الدراھم ثم وجدت ذلك | مجھے یہ معلوم ہو چکا تھا کہ قوم شعیبؑ کو بٹہ لینے کے
فی القرآن "اصلوا" تأمروا ان نترك ما یعبدا باعش عذاب | دیا گیا پھر مجھے قرآن مجید میں یہ
اباؤنا و ان نفعل فی اموالنا ما نشاء | آیت ملی،

۱۵ تفسیر معالم التنزیل امام بنویؒ سود، ۱۶ تاریخ طبری ج ۱ ص ۳۷۰، یورپ،

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَثِيئِينَ (ہود)
 وَ اخَذَتْ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْغَةَ فَاصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَثِيئِينَ (ہود)
 جنہوں نے ظلم کیا ان کو چیخ نے آلیا، پس اپنے قیامگاہوں میں پڑے رہ گئے، (ہود)

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَثِيئِينَ عَنِيبًا (ہود)
 کپکپی اور چیخ سے مطلق عذاب مراد ہے،

الْاَعْدَاءُ الْمَدِينِ لَمَّا بَعْدَتْ ثَمُودُ (ہود) ان ہلاکت ہو، مدین کے لیے جسطرح ہلاک ہوئے ثمود،

ثمود کی خصوصیت اس لیے ہو کہ پہلے اس مقام پر وہ آباد تھے،

فَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ لِقَوْمِ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَتِي رَبِّي، وَنَضَعْتُ لَكُمْ فَلَيفَ اَسَى عَلَى قَوْمِ كَفَرِيْنَ (اعراف)
 خدائے پیغام کو پہنچا چکا تھا، اور تمہاری خیر خواہی بھی کر چکا تھا، پھر کس طرح میں کا قہر قوم پر غم کروں (اعراف)

وَلَمَّا جَاءَ امْرَاَتُنَا بِشُعَيْبًا وَالدَّيْنِ امْرَاَتُهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا (ہود)
 جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے شعیب کو اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے تھے ان کو اپنی رحمت سے نجات بخشی، (ہود)

حضرت شعیب کے متبع کون تھے؟ صرف ان کے اعزہ اور ہم خاندان اس لیے کافروں نے کہا:-

لَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ، (ہود) اگر تمہارا خاندان نہ ہوتا ہم تجکو سنگسار کر دیتے،

حضرت شعیب نے فرمایا:

اَرَهْطِيْ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ (ہود) کیا میرا خاندان خدا سے زیادہ تمہارے نزدیک قویٰ ہو؟

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت شعیب کا خاندان حضرت شعیب کا متبع تھا، اس لیے حضرت شعیب کے ساتھ جن لوگوں نے نجات پائی وہ یہی لوگ تھے،

مَا يُعْبُدُ اَبَاؤُنَا اَوْ اَنَّا نَفْعَلُ فِيْ اَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ اِنَّكَ لَكُمُّ جَوَّارٌ
 لَکُنْتَ الْحَلِیْمُ الرَّشِیْدُ (ہود)
 تم بھی بڑے عقلمند (یا بردبار) اور نیک ہو

اس جنگ کی غرض صرف دو تھی، ایک یہ کہ اپنے دیوتا بعل فغور کی اہانت کا اہتمام
 اسرائیل کے خدا کا مقابلہ، اور دوسرے یہ کہ جن طرق ممنوعہ کے ذریعہ سے بھی ہونی اسرائیل
 سے ملک و دولت کی واپسی، اہل مدین کہتے ہیں کہ کیا ہم ان دونوں چیزوں سے باز
 آجائیں؟ اور طعنا کہتے ہیں کہ تم بھی بڑے نیک اور بڑے عقلمند ہو، یا یہ کہ بنی اسرائیل
 کے ہاتھ سے ملک و قوم کی مذہبی و مالی بربادی پر غصہ نہیں آتا، تم حقیقت میں بہت
 بردبار اور نیک آدمی ہو! حضرت شعیبؑ جواب میں فرماتے ہیں:

قَالَ یَقَوْمِ اَرَاۤیْتُمْ اِنْ کُنْتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ
 مِنْ رَبِّیْ وَرَزَقْنِیْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا، وَمَا
 اُرِیْدُ اَنْ اُحَالِفَکُمْ اِلٰی مَا اَنْهَاکُمْ عَنْهُ اُسی پر ہوں اور جو حلال روزی اُس نے دے رکھی ہے
 اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا اِلَّا ضَلٰکُمْ مَا اسْتَطَعْتُ کر کے میں وہ کروں جس سے تم کو روکتا ہوں، میں تو تھلا
 وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ، امکان صرف صلاح چاہتا ہوں اور اسکی توفیق خدا کے

وسیلہ ہے،

(ہود)

صلاح سے مقصود صلاح روحانی بھی ہو لیکن، مدین و بنی اسرائیل کے مابین صلاح
 کی کوشش کی طرف:

لیکن با این ہمہ ارشاد و ہدایت، فساد و تباہ کاری سے باز نہ آئے،
 حضرت موسیٰؑ کے حکم سے قوم مدین کے تمام مرد بچے اور منکوحہ عورتیں قتل کی گئیں، اور
 ۳۲ ہزار کواری لڑکیاں لونڈی بنائی گئیں، قوم مدین کی زندگی کی یہ آخری تاریخ تھی،

تو اپنا عمدہ چھوڑ دیا اور چل دیا، اسی لئے اُسکی اولاد سنہمڈرم کی رکن مقرر ہوئی،
یوسفوس یہودی جس نے پہلی صدی مسیحی میں تاریخ یہود لکھی ہے، لکھتا ہے:-
”انھوں نے موسیٰ کے خسر شہر مدیانی کے خاندان کو بھی زمین دی جس نے
اپنا ملک چھوڑ دیا تھا اور صحرائین (ان لوگوں کے ساتھ رہا)۔“
قوم مدین کی تباہی عام جبکی قرآن نے خبر دی ہے، تورات سے اسکا ثبوت
متعدد طور پر ہم پہنچ سکتا ہے، اولاً یہ کہ قوم مدین کی تباہی کے موقع کے تورات میں حسب
ذیل الفاظ ہیں:

”بنی اسرائیل نے مدین سے جنگ کی اور ان پر غالب آئے اور تمام
مردوں کو قتل کیا... تمام مرد، بچے اور عورتیں قتل ہوئیں“
ثانیاً یہ کہ اسکے بعد مدین کی تباہی عبرانی صحیفوں میں ہمیشہ ضرب المثل ہی
ہے، زبور و اذو میں ہے:

”باشندگان (شہر) مدین، اسماعیلی، اہل، دواب، ہاجرہ، عمون اور عمالیق
... خدایا ان کو (قوم، مدین کی طرح کر دے“
اشعیا بنی کہتے ہیں:-

خدائے افواج اُس پر ایک کوڑا بھیجے گا، مدین کی مار کی طرح، عوریب کی
چٹان پر، (۱۰-۲۶)

۱۰ یہودیوں کی اعلیٰ مذہبی عدالت جسکا رئیس انکا کاہن اعلیٰ ہوتا تھا، اور اسکے علاوہ اور، ممبر ہوتے تھے،

۱۱ یرشلم کی گولڈنفس، آت مدین ص ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹،

مطابقت توراۃ و قرآن مذکورہ بالا سطرون میں چند باتوں کا دعویٰ ہے، حضرت شعیبؑ اور اُن کا خاندان اہل مدین سے الگ ہو گیا، اُنھوں نے عذابِ نجات پائی، حضرت موسیٰؑ نے مدین کی پہلی جنگ کے بعد جب کنعان کی طرف کوچ کا ارادہ کیا اُس موقع کی گفتگو ہے:

”موسیٰ نے حو باب بن راعیل دریانی اپنے خسر سے کہا: ہم یہاں سے اُس مقام کو کوچ کرنے والے ہیں جو خداوند ہکودینے والا ہے، ہمارے ساتھ آؤ کہ ہم تمھارے ساتھ بھلائی کریں کیونکہ خداوند نے اسرائیل سے نیکی کا وعدہ کیا ہے، حو باب نے جواب دیا: کہ تمھارے ساتھ نہیں جاسکتا بلکہ اپنے ملک و مولد کو واپس جاؤں گا، موسیٰ نے کہا کہ ہکو نہ چھوڑ جاؤ، تم سے التجا کرتا ہوں، کیونکہ جیسا تم جانتے ہو کس دیرانہ میں خیمہ زن ہم ہیں، تم ہمارے لئے بجائے آنکھ کے ہو“ (عدد ۱۰-۳۰)

دوسری جگہ ہے:

موسیٰ کے شسر قین کے بیٹے بنی یودا کے ساتھ قریہ نخل سے چلے اور یودا کے ساتھ جوئیم کا تھا، اُسکے حصہ کے میدان میں سکونت کی“ (قضاۃ ۱-۱۶)

مدین کی جنگ سے ایک باب پہلے مذکور ہے:-

”حابیر قینی اپنے دوسرے قینی بھائیوں سے جو موسیٰ کے شسر حو باب کے بیٹے تھے، پہلے ہی علیحدہ ہو گیا تھا، اُس نے اپنا خیمہ اُس وادی میں کھڑا کیا جس کا نام ضعیفہم ہے، قادس کے پاس“ (قضاۃ ۲-۱۱)

تالمو د بابل میں ہے:

”یثرو (شعیب) نے اُسکی مخالفت کی اور جب اُسکی نصیحت رد کر دی گئی،

مکتشفین یورپ میں سے متعدد اشخاص نے خاص مدین کے آثار کا مشاہدہ کیا ہے، جن میں ایک شخص *Burton* برٹن خاص طور پر قابل ذکر ہے، جس نے ایک بار مکہ معظمہ و مدینہ منورہ تک سفر کیا، اور دوسری بار خدیو مصر اسماعیل پاشا کے حکم سے شہر میں سونے کی کان کی تلاش میں مدین تک گیا، یہاں بہت سے کتبات بھی ملے ہیں جن پر بڑی خط منقوش ہے، رومیون کے عہد میں یہاں کے باشندوں نے عیسائیت قبول کر لی تھی، مسلمان شعرا کے قول سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے، کثیر کتاب ہے

دھبان مدین والذین عہد تھم بیكون من حذر العلاب قعودا

دھبان مدین لور اولك تنزلوا والعصم فی شفع المبال لفارد

شہر مدین کی پچھلی تاریخ | لیکن با این ہمہ شہر مدین کا وجود باقی تھا، جس کا نشان تاریخی زمانہ اسلام تک ملتا ہے، حضرت داؤد جن کا زمانہ تقریباً شش ق م ہے، زبور (۶۸۳) میں باشندگان مدین کا ذکر کرتے ہیں، حضرت سلیمانؑ کے عہد میں ایک دومی شہزادہ ہداد بھاگ کر مدین آیا تھا، (سلاطین اول ۱۱-۱۸) اشعیا بنی جو تقریباً شش ق م میں تھے مدین کی اُٹھان کا ذکر کرتے ہیں، جو یروسلیم تجارت کا مال لائین گی (۶۰-۶۴) حبشوق بنی ایک پُر جلال پیغمبر کی آمد آمد کی خبر سناتے ہوئے کہتے ہیں، کہ ”زمین مدین کی کھال میں ریشہ پڑ جائیگا“ (۳-۷)

یونانی وردمی مصنفین نے مدین کا ذکر نہیں کیا ہے، بلکہ اس مقام کا نام وہ نبطیا Nabatia بتاتے ہیں، سبب یہ ہے اس عہد میں اس ملک میں نبط آباد تھے، اور یہ بالکل ہماری تیہوری کے مطابق ہے، حضرت اسماعیلؑ کی ایک لادکا نام نبط تھا اور توراۃ کے حوالہ سے ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ قوم مدین کی بتا ہی کے بعد اسماعیلی عرب مدین کے مالک تھے، بطلموس نے البتہ عرب کے ایک مقام کا نام موڈیا نا..... Modiyana لکھا ہے، جس کو بعض لوگ مدین سمجھتے ہیں،

مسلمان جغرافیہ نویسوں نے عموماً مدین کا ذکر کیا ہے، ابو الفدا نے جغرافیہ میں لکھا ہے کہ یہاں قدیم آثار پائے جاتے ہیں، حاجی خلیفہ نے اپنے ترکی جغرافیہ جہان ناما میں بیان کیا ہے کہ یہاں جو آثار و عمارات ہیں اُن پر کتبات ہیں جن پر بادشاہوں کے نام مرقوم ہیں،

۱۵ فارسی ج ۲ ص ۳۲۳

۱۶ برٹن کی گولڈ مائنس آف مدین ص ۱۷۹

اور طریقہ بربادی بالکل مختلف ہے، اس بنا پر کون دعویٰ کر سکتا ہو کہ مدین اور صحابہ لائیکہ ایک ہی قوم کے دو نام ہیں؟

سب سے بڑی اشتباہ کی صورت یہ ہے کہ عام معلومات کے لحاظ سے ان اطراف میں جنگل کا نشان نہیں، ورنہ اہل تفسیر و روایت اور اہل جغرافیہ عرب سکاذ کر کرتے، اس دشوار گزار راہ کو اب ہم اپنے اپنی کوشش سے طے کرنا چاہتے ہیں، اتنا تو ظاہر ہے کہ مدین اور ایکہ مدین کوئی شدید تعلق تھا، اور ان کا زمانہ بھی باہم ایک تھا، جسکی بنا پر دونوں آبادیوں کے لئے ایک ہی پیغمبر کی بعثت ہوئی، نیز قرآن نے دونوں کے اخلاق کا نقشہ بھی ایک ہی کھینچا ہے،

یہ معلوم ہو چکا ہے کہ مدین جو حضرت ابراہیم کی بیوی قطورہ کے بطن سے تھا، اُسکے کئی اور بھائی تھے، اور ان بھائیوں کی اولاد میں یقیناً 'توراة میں ان کا ذکر ان الفاظ میں ہے:

ابراہیم نے قطورہ نام ایک دوسری بیوی کی، جو زمان، یقشان، مدان، میان، شیبوق اور شوح کو جانی، یقشان نے شبا اور ددان کو پیدا کیا، اور بنود ددان اشوریم، طوئیم اور لاویم تھے، میان کے بیٹے عافا، عوفیر، جنوخ، ابی دلع اور دعائے، یہ لوگ بنو قطورہ ہیں، ابراہیم نے جو کچھ تھا وہ اسحاق کو دیا، اور ان کینیز زادوں کو بھی کچھ دیا، اور انکو اپنے بیٹے اسحاق سے الگ کر دیا، اور ابراہیم اس وقت پورب کی طرف پورب کے ملک میں^۱ تھا، (یعنی عرب)

توراة نے قطورہ کی متعدد اولاد و اولاد میں سے صرف دو کی تفصیل کی ہے،

دوان اصحاب الایکہ

قرآن مجید میں عرب کی ایک قوم کا ”اصحاب الایکہ“ کے نام سے ذکر ہے۔
ایکہ کے لغوی معنی جنگل کے ہیں، اس قوم کے پیغمبر بھی حضرت شعیبؑ ہی تھے،
جنگا ذکر مدین میں گذر چکا ہو، اس اتحاد سے بعض مفسرین نے نتیجہ نکالا ہے کہ مدین اور
اصحاب الایکہ ایک ہی چیز ہیں، اُن کا قیاس ہو کہ ملک مدین کے پاس پیش بھٹا
جہاں مدین کی قوم کبھی کبھی قیام کرتی تھی، اس لیے اُسکو ”اصحاب الایکہ“ یعنی جنگل
والوں کے نام سے خطاب کیا گیا،

مسلمان جغرافیہ نویس ان اطراف میں کسی جنگل کے ذکر سے خاموش ہیں،
اُن کی رائے ہو کہ شہر تبوک جو مدین کے مقابل مدین سے ۶۰ میل پر واقع ہے اُسی کا حکم
نام ”ایکہ“ تھا، اور خود اہل تبوک کو بھی اعتراف ہو کہ اس کا پہلا نام ایکہؑ ہے،
قرآن کے رو سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مدین اور ایکہ دو چیزیں ہیں، کیونکہ ان
دونوں قوموں کا حضرت شعیبؑ سے سوال و جواب طرز خطاب، اور پھر آخر ابرہہؑ

۱۔ عالم التنزیل بغوی، سورۃ حجر، شعراء، ق، ص.

۲۔ معجم البلدان ”ایکہ“

سکن متعین ہو گیا، اب دوسرے مباحث کی طرف رُخ کرنا چاہیے۔
قرآن نے اُن کو اصحابِ الایکۃ ”جنگل والے“ کیوں کہا؟ کیا اُن کا وطن جنگل
 میں تھا؟ ہاں جنگل میں تھا! اور ۸۰۰ برس کے بعد بھی جنگل میں تھا، اشیانہی، بنوخذنصر
 (بخت نصر) کے خرنج سے تمام اقوام کو متنبہ کر رہے ہیں، اس ضمن میں عرب کی
 طرف خطاب ہے:

”عرب پر بار (مصیبت) ہو، جبکہ جنگل میں ددان والو کی راہ میں، تم شام بہرہ کرو، اس
 تین کے باشندہ! پیاسوں سے پانی لیکر ملو، اور شکست کھانے والوں کے لئے روٹی
 لیکر نکلو“ (۲۱-۱۱۳)

مسیح سے ۱۰۰ برس اور اسلام سے ۷۰۰ برس پہلے بھی یہاں جنگل موجود تھا، ایک
 یونانی جغرافیہ نویس دین اور خلیج عقبہ کے آس پاس کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے:
 اس جگہ سے متصل وہ جگہ ہے جس کو لوگ نسا کہتے ہیں، یا ناقۃ البحر، کہ یہ جانور ہاں
 پائے جاتے ہیں یہ نسا قریب ایک راس (راس محمد خلیج عقبہ) کے واقع ہے، جو
 بغایت پر از اشجار ہے، یہیں سے ایک سیدھی سڑک (شاید شمال کو) اُس شہر کو جاتی ہے جس کا
 نام تیر (تیرم) ہے اور فلسطین (شام) کو جاتی ہے، جہاں اہل قریہ (یامہ و بحرین) معین
 اور تمام عرب قریب میں رہتے ہیں اور بالائی ملکات نجورات اور کہا گیا ہے کہ خوشبودار
 چیزوں کے بندل لاتے ہیں!

۸۸ باب میں دوسری جگہ کہتا ہے:

خلیج عیلام (عقبہ) کے پیچھے جس کے چاروں طرف بنطی عرب رستے ہیں (ارض

بنو مدین اور بنو ددان، بنو مدین کے متعلق تحقیق معلوم ہے کہ بحر احمر پر خلیج عقبہ کے سامنے شہر مدین میں آباد تھے، اس لیے تسلیم کرنا چاہیے کہ بنو ددان بھی انھیں سواحل پر مدین کے قریب آباد ہونگے تو راء سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے کہ وہ انھیں اطراف میں آباد تھے،

”یتما ددان، بوض، جو سر کے بال منڈاتے ہیں“ اور تمام عرب کے بادشاہ“

یتما، شمالی عرب میں حجاز سے شام کے راستہ پر واقع ہے، اسی کے قریب ددان کو ہونا چاہیے، یمن سے سواحل بحر احمر کے کنارہ کنارہ حجاز و مدین سے گذر کر خلیج عقبہ کے کنارہ سے نکلتے تیار، وغیرہ کو قطع کرتی ہوئی ایک نہایت قدیم و مشہور تجارتی سڑک واقع ہے، جو قدیم زمانہ میں ہندوستان، یمن اور مصر و شام کے کاروانوں کا تنہا راستہ تھا، اس راستہ کا ذکر تمام قدیم جغرافیوں میں موجود ہے، وادی القریٰ مشہور کا مسکن مدین قوم شعیب کی آبادی، سدوم قوم لوط کا مقام اور نیز تبوک یتما، اور رقیم (یونانی پیرا) اسی سڑک پر مابین حجاز و شام واقع ہیں، تو راء کے لحاظ ددان بھی یہیں تھا، اور قرآن کہتا ہے کہ ”اصحاب لایکہ“ بھی اسی سڑک پر ہیں،

قوم لوط جو سدوم میں آباد تھی اُنکے ذکر کے بعد ارشاد ہے،

وَإِنْ كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ ظَالِمِينَ فَانْقَمْنَا | اور جنگل والے یقیناً حد سے گزر جانے والے تھے، ہم نے ان سے منہم و انہما لیا مام مبین (المجد) انتقام لیا، اور یہ (سدوم و ایکہ والے) دونوں کھلے رستہ پر ہیں،

یہ وہی راستہ ہے جسکا ہم نے ذکر کیا، اور جس کو تاریخ قدیم میں نہایت اہمیت حاصل ہے،

اس بیان سے قرآن و تو راء دونوں کے رو سے ددان یا اصحاب لایکہ کا

اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجَرْتُمْ اِيَّاهُ ۚ اَلَا
 عَلَى اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، اَوْفُوا الْكَيْلَ وَاَلْمِيزَانَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمَحْسِرِيْنَ، وَزِنُوا
 بِالْقِسْطِ اَسِ الْمُسْتَقِيْمَ، وَلَا تَجْسُوا النَّاسَ
 اَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ،
 وَاتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ذُلُجْلَةً اَوَّلِيْنَ،

میں تم سے اسکی اجرت نہیں مانگتا، میری اجرت
 صرف خدا سے پروردگار عالم پر ہے، ناپ اور تول پورا
 کرو، اور ٹوٹا دینے والوں میں سے نہ ہو اور ٹھیک ترازو
 سے تولو، لوگوں کے حق کو کم نہ کیا کرو، اور نہ زمین
 میں فساد نہ پھیلاؤ، اور اُس سے ڈرو جس نے تم کو اول
 پہلی قوموں کو پیدا کیا،

قَالُوْا اِنَّمَا اَنْتَ مِنَ الْمُنْجَرِيْنَ، وَمَا اَنْتَ بِالْبَاسِتِ
 مِثْلُنَا، وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ،
 فَاسْقِطْ عَلَيْنَا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ اِنْ كُنْتَ
 مِنَ الصّٰدِقِيْنَ،

قَالَ رَبِّيْ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ، فَكَذَّبُوْهُ،
 فَاخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ، اِنَّهُ
 كَانَ عَذَابٌ يَوْمٍ عَظِيْمٍ، اِنَّ فِيْ
 ذٰلِكَ لَاٰيَةً، وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ
 مُّؤْمِنِيْنَ،

شعيب نے کہا میرا پروردگار تمہارے اعمال سے واقف
 ہے، لوگوں نے اُسکو جھٹلایا، پس سایہ کے دن کے
 عذاب نے اُن کو آیا، بیشک وہ ایک بڑے دن کا
 عذاب تھا، اس میں عبرت کی نشانی ہے، اُن لوگوں
 میں اکثر مومن نہ تھے،

دوان بھی مدین کی طرح ایک تاجر قوم تھی، حزقیال نبیؑ یروسلیم کو خطاب
 کرتے ہیں، ۲۴-۲۰، ۲۱

”دوان تیرے تاجر ہیں، بیٹھنے کے فرش لاتے ہیں، اور عرب اور یام و ساء،

قیدار تیرے تاجر ہیں، بھیڑ، بکری...“

مدین یہی ہے (بوتیمانوس) (نبوتین) کا ملک ہے، جو وسیع اور مسطح ہے، اور سیراب اور عمیق ہے، وہاں نباتات و اشجار کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا، جو تا بقید آدم ہوتے ہیں، اور جنگلی وجہ سے جنگلی اونٹ (؟) ہر لون کے گلے، بارہ سنگھے، دھتے ہیں، اور نیز مویشی اور بھیڑ کے گلے، لیکن ان مواہب قسمت کے ساتھ شیر اور بھیڑیو کا وجود بھی ہے، جن سے یہاں کے باشندوں کی خوش قسمتی مبدل بہ بد قسمتی ہے،

جس تمین کا اس جنگل کے پاس ذکر ہے بعینہ اُسی کا جغرافیہ یونانی میں بھی ہے، اس سے بڑھکر توافق یہ ہے کہ اصحاب لایکہ (جنگل دالون) کے ملک کا ایک مشہور واضح شاہراہ (امام حسین) پر ہونا قرآن مجید نے بیان کیا ہے بعینہ بھی بیان ایک یونانی جغرافیہ میں بھی ہے،

”اس جگہ (خلیج عقبہ) سے متصل وہ مقام ہے جس کو لوگ نسا کہتے ہیں... یہ ایک راس کے قریب ہے جو نہایت پُر از اشجار ہے، یہیں سے ایک سیدھی سڑک رقیم اور فلسطین کو جاتی ہے“

یہ جغرافیہ قرآن سے... بس پہلے لکھا گیا تھا، کیا اس سے بھی زیادہ قرآن کی صداقت کی کوئی دلیل مطلوب ہے؟ قرآن مجید میں اصحاب لایکہ کا ذکر چار سوروں میں ہے، حجر، شعراء، ص، ق، سب سے مفصل ذکر شعراء میں ہے:

كَذَّبَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ، إِذْ قَالَ	جنگل دالون نے پیغمبروں کی تکذیب کی، جبکہ اُنہیں
لَهُمْ شُعَيْبٌ الْأَشْقَوْنَ، إِنِّي لَكُم رَسُولٌ	شعیب نے کہا کہ کیا تم نہیں ڈرتے؟ میں تمہارا پیغمبر
أَمِينٌ، فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا، وَمَا	امین ہوں، خدا سے ڈرو، اور میری بات مانو، اور

۱۔ حوالہ اوپر گزر چکا ہے

اَلَا يَكْفُرُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ قَوْمٌ مِّنْكُمْ لَمَّا جَاءَهُمُ الرُّسُلُ | وَلَئِنْ قَوْمُ لُوطٍ لَّمْ يَأْتُواكَ فِي سُبْحٍ
فَخُتِّىَ وَعِىْدِ (ق)

ان آیات سے بھی عذابِ ہلاک یا ہلاک کُلّی کا ثبوت نہیں ہوتا، اسی لیے
ہم اس قوم کا ذکر ۶۰ برس ق م میں بنوخذ نصر (بخت نصر) کے عہد تک کرتے
ہیں، تا آنکہ اسکی تلوار نے دیگر اقوام کی طرح اُن کو بھی محو کر دیا، جیسا کہ حرقیال نبی
نے پیشینگوئی کی تھی:

اسی لیے خداوند خدا کہتا ہے کہ میں اپنا ہاتھ ادم پر دراز کروں گا، اور
اُس سے انسان و حیوان چھین لوں گا، اور اُسکو جنوب (تیمن) سے ویران
کر دوں گا، اور اہل ددان تلوار سے گریں گے، ۲۵-۱۴،

ہمارے مفسرین کا بیان ہے کہ بلا استثناء تمام اصحاب لایک ہلاک ہو گئے لیکن قرآن مجید میں اس قسم کا کوئی لفظ نہیں ہے اور نہ کوئی حدیث مرفوعہ صحیح اسکی مثبت ہے اور نہ یہ تفصیل ہے کہ یہ عذاب ہلک تھا یا مرگفت اس بنا پر مفسرین کی زیادت قابل تسلیم نہیں اگر یہ صحیح ہوتا تو بدین وغیرہ کے ذکر میں اسکی تشریح قرآن مجید نے کر دی ہے یہاں بھی ضرور ہوتی۔

یہاں ایک نکتہ لحاظ کے قابل ہو، مدین کے موقع پر خدا نے فرمایا اِنَّا مَدِیْنَ
اَخَاهُمْ شُعَيْبًا اور یہاں فرمایا اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اِس سے ظاہر ہوا کہ حضرت
شعیب مدین کے خاندان سے تھے، دوسرے بھائی ودان کے خاندان سے نہ تھے،
زیادت تبصرہ کے لئے اصحاب لاکہ کی تین اور آیتیں بھی پڑھو:

وَاِنْ كَانَ اَصْحَابُ الْاٰيَةِ ظٰلِمِيْنَ، فَانْعَمْنَا | اور خیال والے یقیناً حد سے گزر جانے والے تھے، اور یہ
مِنْهُمْ (اِنَّمَا لِلّٰہِ اِمَامٌ مُّبِیْنٌ، (الحجر) | دونوں مقام (سودوم وایلمہ) کھلے راستہ پر ہیں؟
یہ سورہ الحج کی آیت ہر ص اور ق میں اقوام ظالمین کے ضمن میں

صرف نام ہے:

وَنُفُودٌ وَقَوْمٌ لَّوْطٍ وَاصْحَابُ الْأَيْكَةِ
 أُولَٰئِكَ الْأَحْزَابُ، إِنْ كُلُّ الْكَاذِبِ الرَّسُلِ
 ان میں سے ہر ایک نے انبیاء کی تکذیب کی پس میرا
 عذاب حق ہوا، (ص)

وَعَادُو فِرْعَوْنَ وَإِخْوَانُ لُوطٍ، وَأَصْحَابُ

کے پاس چلے گئے اور انکی صاحبزادی سے جنکا نام بائسمہ یا محلات تھا شادی کر لی، پھر اوپر
چند شادیاں کیں، جن سے متعدد اولادیں اور اولادوں کی اولادیں (جن میں عمالق اور
عوض مشہور ہیں) ہوئیں، اور ان سب کو لیکر کوہ سعیر (سراة) میں اپنا مسکن بنایا، جو ملک
شام سے انتہائے یمن تک طولا وسیع ہو، عیسو کا نام عرف عام اودم (سرخ) تھا، اسی لئے
اس خاندان اور اس ملک کا نام اودم پڑ گیا، جدید تحقیق جو یقینی نہیں ہو یہ کہ اودم
کا نام ملک کی زمین کے سرخ رنگ ہونیکل وجہ سے رکھا گیا ہو،

ملکت اودم | چند صدیوں کے بعد یہ خاندان ایک کثیر التعداد قوم بن گئی، جس نے ... اقام
سے پہلے ایک عظیم الشان حکومت قائم کی، اسی عہد میں بنی اسرائیل جب مصر سے آنے
پہن تو اودم کی حکومت سعیر میں قائم تھی، ساؤل (طاؤت) جو بنی اسرائیل کے پہلے
بادشاہ تھے اور جنکا زمانہ متعلق مہر ان سے پہلے اودم میں متعدد بادشاہ یا شیخ
گزر چکے تھے، ان شیوخ یا بادشاہوں کی حکومت موروثی نہ تھی بلکہ انتخابی تھی، ان کا
انتخاب ملک کی مختلف آبادیوں سے ہوتا تھا،

توراة میں اودم کی حسب ذیل مختلف آبادیوں کے نام مذکور ہیں: دنہابہ، بصری،
تیمان، عویث، شرقیا، رجوت، اور قاعو، (تکوین ۳۶-۳۱) اودم کی دارالحکومت کا
نام بعد کو عبری میں سلاع ہو، اس کو یونانی پٹرا کہتے ہیں، (ان دونوں کے معنی پتھر کے
ہیں) لیکن عرب اسکو رقیم کہتے ہیں، یہ اصل میں دریانی شہر تھا، مدین کے بعد اودم نے

۱۵ تکوین ۲۸-۹

۱۶ تکوین ۳۶-۳۱

۱۷ تکوین ۲۸-۹

۱۸ تکوین ۳۶-۳۱، ۱۹ انسانیکلو پیڈیا برٹانیکا طبع یازدہم ج ۱۲ ص ۱۹۰

۲۰ تکوین ۳۶-۹

۲۱ تکوین ۳۶-۳۱

۲۲ عدد ۲۰-۱۲

بنو سارہ

بنو ادوم

حضرت ایوب علیہ السلام

ادوم جس خطہ ملک میں آباد ہوئے، یونانی میں اب تک اُسکو ”ایدمیا“ Edumia کہتے ہیں بحرِ بیت (بحرِ المالح) اور خلیج عقبہ (عیلانہ) کے بیچ میں واقع ہے۔ اسکے شمال میں بحرِ بیت و فلسطین، جنوب میں شمالی خلیج عقبہ و مدین، مغرب میں جزیرہ نمائے سینا اور مشرق میں ارضِ موآب اور جوفِ عرب شمال، ہوشام و فلسطین کی جانب جنوبی و مغربی گوشہ میں مملکتِ عرب کی یہ آخری حد ہے۔ ملک میں کوہِ سعیر یا کوہِ سرآہ طولا شمال سے جنوب تک وسیع ہے اسی لئے توراۃ میں ادوم کا مقام سعیر بتایا گیا ہے۔ عیسو معروف بہ ادوم | یہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ حضرت یعقوب اور عیسو دونوں سگے بھائی تھے اور حضرت اسحاق کے بیٹے تھے، عیسو کو فرزندِ اول تھے لیکن پہلوٹے ہونکی برکت حضرت یعقوب نے بطائفِ اخیل حاصل کی، عیسو روٹھ کر اپنے عمِ کرم حضرت اسماعیل

۱۵ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا طبع یازدہم ج ۱۲ ص ۲۹۰ وج ۸ ص ۹۴۹، ۱۶ کنوین ۲۵-۲۵-

۱۷ کنوین ۲۴-

جوادوم کا شہزادہ تھا بھاگ کر مدین آیا اور یہاں سے مصر چلا گیا (سلاطین ۱۱-۱۶) حضرت داؤد کے مرنے کے بعد وہ اپنے ملک واپس آیا (سلاطین ۱۱-۲۲) اس کے بعد مختلف سلاطین بنی اسرائیل کے عہد میں بنو ادم نے پُر زور بغاوتیں کیں (سلاطین ۲۲-۲۳) نوین صدی ق م کے نصف اول میں وہ یہودیہ کے ماتحت تھے (سلاطین ۲۳-۲۴) ۲۰-۲۲) اموصیا شاہ یہودیہ نے بحر میت کے ساحلی میدان میں اودوم پر ایک بڑی حملہ کیا، دس ہزار اودومی مارے گئے، اودومیوں کے پایہ تخت سلع (پٹرا) پر شاہ یہودیہ نے قبضہ کر لیا، اور اُس کا نام بد لکر تیتائیل رکھا (۲- سلاطین ۱۴-۱۶)

اس کے بعد اسیریا کا دور شروع ہوتا ہے تغلات پلاسر رابع شاہ اسیریا کے عہد میں (میں متق) اسیری کتبات میں اودومی حکومت کا بحیثیت خراج گزار ریاست کے ذکر ہے، اس وقت اس کے بادشاہ کا نام "کوز ملک" تھا، ساتویں صدی ق م میں جو بادشاہ تھا اُس کا نام کوز گیر تھا، ساتویں صدی ق م کے وسط میں مواب اور اودوم دونوں، قبائل باؤبہ کے نشانہ تھے، آخری تاریخ یہ ہے کہ بنوخذ نصر شاہ اسیریا کے مقابلہ بغاوت کی (یرمیاہ ۲۷-۳) اور ناکام رہے، بنوخذ نصر نے دیگر اقوام کے ساتھ انکو بھی پامال کر دیا،

چھٹی صدی ق م میں اسیریا، میڈیا کے ہاتھ سے تباہ ہوا، اسی عہد میں موقع پاکر بدوی اسماعیلی عربوں نے اس پر قبضہ کر لیا، جن کا نام تاریخ میں نبطہ ہے اودمی مجبور ہو کر سحریت کے پار چلے گئے، یہی سبب ہے کہ یوسفوس اور بطلمیوس کی تصنیفات اور نیز تالمود میں "اودمیا" اُسی قطعہ کا نام بتایا گیا ہے،

یوباب اور ایوب | ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ اودوم کی ایک نسل کا نام "عوض" تھا، حضرت ایوب علیہ السلام جن کا قرآن مجید اور اسفار یہود و دونوں میں ذکر ہے، اور جن کے نام سے

اس پر قبضہ کر لیا تھا، سلاطین اودوم کے نام یہ ہیں جو شاید پچھلے زمانہ کے ہیں اور غیر مرتب ہیں، لیکن توراۃ نے انکو بہ ترتیب و تسلسل ایک کے مرنے کے بعد دوسرے بادشاہ ظاہر کیا ہے، (تکوین ۳۶-۳۱)

نمبر شمار	نام	مقام
۱	بالح بن باعور	دنہابہ
۲	یو باب بن زراح	بُصری
۳	حوشام	یتمان
۴	ہداو بن ہداو	عویش
۵	کلا	مشریقا
۶	شاؤل	رجبوت
۷	بعل خان بن عکبور	.
۸	ہدار	قاعو

اودوم کی تاریخ | اودوم کی سب سے پہلی تاریخ یہ ہے کہ ہداو - شاہ اودوم نے باشندگان مدین سے جنگ کی اور انکو شکست دی، تیرھویں صدی ق م میں منفیظ اور عیسیٰ سوم فراعنہ مصر نے اودوم پر حملہ کیا، مصری کتبہ میں اس ملک کا نام اودومہ بنایا گیا ہے اور اودوم اکوشاسوکا ہم قبیلہ کہا گیا ہے، شاؤل شاہ اول اسرائیل نے جن کو قرآن مجید نے رعایت جالتو برکت حضرت ابراہیم سے پہلے اودوم پر حملہ کیا (اسموال ۱۴-۴۷) حضرت داؤد بادشاہ ثانی ۱۵۰۰ (اسائیکلو پیڈیا) کو فتح کر کے مملکت اسرائیل میں شامل کر لیا، (۲ سموال ۸-۱۴) ہداو

ادوم سے تھے، یہاں تک تو صحیح ہے، آگے وہ ثابت کرتے ہیں کہ ایوب کا شہر دنا با تھا اور یہ غلطی اسلئے اُن کو ہوئی کہ عربی عبارت مذکورہ میں واسم مدینتہ دنا با میں مدینتہ کی ضمیر یو باب کی طرف راجع کی ہے، حالانکہ اولاً تو یہ صریحاً غلط ہے جس کو بر عربی دان سمجھ سکتا ہے، ثانیاً یہ خود قورات کے مخالف ہے، (تکوین ۳۶-۳۳) ایک دوسرے یورپین فاضل (شاید انگریز) Calmet نے ثابت کیا ہے کہ یو باب اور ایوب ایک شخص ہیں، مشرکین Gibbon مصنف بگلان اینڈ فال آف رومن ایمپائر عربی سلام کی فصل میں جو انکی کتاب کا چالیسواں باب ہے، قرآن مجید پر ایک غیر واقفانہ نقد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اُس عرب مبشر (قرآن یا محمد صلم) کے خیالات خدا کے متعلق گوا علی و لطیف ہیں تاہم اسکا بلند سے بلند خیال سفر ایوب کے پر جلال سادگی کے مقابلہ میں کم ہے جو عہد قدیم میں اسی ملک اور اسی زبان میں لکھی گئی ہے“

ہمارے ہاں تفسیر دن میں جو روایات اسرائیلیہ ہیں وہ بھی اسی کی تصدیق کرتی ہیں کہ یو باب اور ایوب ایک شخص ہیں:

کان ایوب رجل من الروم (ادوم) دھو	ایوب روم کا ایک آدمی تھا، ایوب بن اموص
ایوب بن اموص (خطا) بن زارح بن روم	بن زارح بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم ... اسکے
(ادوم) بن عیص (عیسو) بن اسحاق بن ابراہیم	قبضہ میں شام کے تمام میدان اور کوہستان تھے
وكانت له ابنة من ارض الشام كلها سهلها	اور ان میں ہر قسم کی دولت تھی، یعنی گائے بیل
وجبالها وكان له فيها من اصناف المال كله من	اونٹ، بھیڑ، بکری، گھوڑے، گدے،

۱۵ عربی عبارت اور ان اقوال کے لئے دیکھو فاضل ج ۲ ص ۶۲ ۱۵ گین ج ۵ ص ۲۴۰

”سفر ایوب“ مجموعہ تورات کا ایک جز ہے، اسی عوض اودم کی نسل سے تھے، (سفر ایوب ۱)۔
 سفر ایوب عبری میں حضرت ایوب کا نام ”ادب“ ہے، لیکن عرب انکو ایوب کہتے ہیں،
 اودم کے شیوخ یا سلاطین کی جو فہرست اس سے پہلے نقل کی گئی ہے، اُسکا تیسرا
 نام ”یوباب بن زراح“ ہے، قدیم و جدید مُسلم و غیر مُسلم دونوں تحقیقات کا نتیجہ یہ ہے کہ ”یوباب“ اور
 ”ادب“ یا ”ایوب“ ایک ہی نام ہے، اور یہ اختلاف محض تغیر لہجہ کا نتیجہ ہے،

ایک قدیم مذہبی کتاب جسکی اصل زبان عبری عربی ہے، جو اودم کی زبان ہونی چاہئے
 کیونکہ وہ عبری عربی ممالک کے وسط میں واقع تھے، اس کتاب کا ایک جرمن فاضل سیخائل
 Michaeli نے لاطینی میں ترجمہ کیا ہے، اسکا عنوان یہ ہے Colloquia لیکن اس
 کتاب کا ایک قدیم عربی ترجمہ بھی ہے، جس میں حسب ذیل عبارت قواعد عربی کے رو سے
 جا بجا غلط ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی غیر عرب نے اسکا ترجمہ کیا ہے،

وایوب کان ساکناً فی ارض عوض فی اتخم ایوب، عوض کی سر زمین میں اودم کی سرحد میں رہتے
 اودم و عربیاً و من قبل اسمہ یوباب تھے، تو ما عرب تھے اور پہلے یوباب نام تھا، ایوب زارا
 وایوب کان ابن زارا بن بنی عیسو... وہو کے بیٹے اور خاندان عبد سے تھے، اور حضرت ابراہیم
 کان السادس من ابراہیم و الملوك الذی داکوا کی چھٹی پشت میں تھے، اور جو سلاطین پہلے اودم پر حکم
 فی اودم الذی کان ملک علی تلك الارض من ہوئے تھے، وہ بالق بن باعور تھے، اور اُن کے پایہ
 قبل بالق بن باعور، واسم مدینتہ دنا با و من تخت کا نام دنا بہ تھا ان کے بعد ایوباب بادشاہ ہوئے
 بعداً یوباب هذا الذی یسمی ایوب،

ریورٹڈ فارٹرنے اس بحث پر کئی صفحے سیاہ کیئے ہیں کہ ایوب عرب تھے، اور نسل

حضرت ایوبؑ کا بادشاہ یا شیخ قبیلہ ہونا بھی خود سفر ایوبؑ سے ثابت ہے:

”لے وہ جیسا کہ مین گذشتہ مہینوں مین تھا، اُن دنوں مین جبکہ خدا میری حفاظت کرتا تھا، جبکہ اُسکا چراغ میرے سر پر تھا، اور مین تاریکی مین اُسکی روشنی مین چلتا تھا، مین اپنی نوجوانی کے دنوں مین جبکہ اسوقت تک خدا کا راز میرے مسکن مین تھا، جبکہ قادرِ مطلق (خدا) میرے ساتھ تھا اور میرے بچے میرے قریب تھے“

”جب مین اپنے پاؤں کھن سے دھوتا تھا، اور جب چٹان میرے پئے تیل کے چپنے بہاتی تھی، جب مین شہر کے دروازہ پر جاتا، یا جب بازار مین اپنی نشست طیار کرتا، نوجوان بچو دیکھ کر ٹل جاتے، اور بوڑھے میرے لئے کھڑے ہو جاتے، بڑے بڑے لوگ مجھ سے بات کرنے مین جھجھکتے، اور ہاتھ سے اپنا منہ بند کر لیتے، اُمرا اپنی آواز بند کر لیتے، اور زبان تالو مین لگا لیتے۔“

”کیونکہ جس کان نے مجھ کو سنا میری تعریف کی، اور جس آنکھ نے مجھ کو دیکھا میری گواہی دی، کیونکہ جس مسکین نے بھی فریاد کی اور جو بھی بے یار و مددگار یتیم تھا مین نے اُسکی مدد کی، ہر قریب مرگ کی دعا مجھ کو ملی اور ہر بیوہ کے دل کو خوشی کا گانا مجھ سے نصیب ہوا۔“

”راستی میری پوشاک تھی جو مجھ کو پنہائی گئی، میرا فیصلہ خلعت اور تاج ہوتا تھا، مین اندھوں کی آنکھ تھا، لنگڑوں کا پاؤں، اور غریبوں کا باپ تھا اور وہ دلیل جس کو مین نہیں جانتا تھا، لیکن مین جسکی تلاش مین تھا، مین نے شریروں کے دانت توڑ دیئے، اور اُن کے دانتوں کے اندر سے غصہ کی چیز پھینکی۔“

.....

”میری عظمت مجھ مین تازہ تھی، اور میری کمان میرے ہاتھ مین نی کی گئی تھی،“

البقر والابل والغنم والخیل والمجر...

ان تمام روایات میں ایک عجیب تصحیف لفظی ہے ”ادوم“ کی جگہ ”روم“ بیان کیا گیا
ادوم چونکہ غیر معروف اور روم مشہور لفظ تھا اور تشابہ خط و لفظ بھی ہے اس سبب راوی
یا نسخ نے ”ادوم“ کی جگہ ”روم“ کر دیا ہے، دوسری غلطی اس میں ایوب اور زراح کے درمیان
”اموص“ کے نام کی زیادت ہے، مورخ ابن واضح یعقوبی المتوفی ۳۷۰ھ کا بیان زیادہ
صحیح ہے، بلوک شام کے ذکر میں لکھتا ہے:

یوباب هو ایوب بن زارح الصدیق یوباب وہی ایوب صدیق بن زارح ہیں
سفر ایوب اور ایوب | یہ مسئلہ کہ حضرت ایوب ایک ادومی عرب تھے، خود سفر ایوب سے ثابت ہے:
”عوض کی زمین میں ایک موصالح راست گو، خدا سے ڈرنے والا اور بدی سے

دور تھا“ (۱-۱)

عوض توراۃ میں دو آدمیوں کا نام ہے ایک نہایت قدیم عوض بن ارم بن سام
بن نوح، (تکوین ۱۰-۲۴) دوسرا عوض بن ویسان بن عیسو بن اسحاق بن ابراہیم (تکوین
۲۹-۳۶) باتفاق اہل کتاب اس سے عوض ثانی مراد ہے، عوض کے بنی ادومی عرب
ہونے پر ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ سفر ایوب میں رفقائے ایوب کے جو مسکن بتائے ہیں،
وہ تئیم، نعمتان اور شوخان ہیں (۲-۱۱) اول کے متعلق تو اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ ملک
ادوم کا ایک مشہور شہر تھا (تکوین ۳۶-۳۵) اس سے پہلے حضرت ایوب کی قرعیت
میں ہے:

”اسی لئے وہ تمام فرزندان مشرق میں سب سے زیادہ بڑا تھا (ایوب ۱-۳)

اس کتاب کے جغرافیہ عرب میں معلوم ہو چکا ہے کہ اصطلاح یہود میں مشرق سے کیا مراد ہے؟

زمانہ کے متعلق بھی فیصلہ اسلئے آسان ہے کہ ”کلدان“ (ایوب ا-۱۷) اور ”سبا“ (ایوب ۱۰-۱۵) کا امین ذکر معاشرت ہے، سبا کا عروج متعلق مین ہوا ہے اور کلدانہ کا اختتام متعلق مین، ان دونوں کا مشترک عہد متعلق م سے متعلق م تک ہے اسلئے ان دونوں زمانوں کے حدود مین کہیں حضرت ایوب کا عہد قرار دینا چاہئے حضرت ایوب کا قصہ قرآن مجید مین حضرت ایوب کا ذکر ہے لیکن چند محل اشارات کے سوا، کوئی تفصیل نہیں ہے، مفسرین نے جو تفصیل نقل کی ہے، وہ وہب بن منہ اور دیگر اسرائیلی مسلمانوں سے جو قرن اول مین موجود تھے منقول ہے، اور یہ اسرائیلی روایت بتغیر و اضافہ قلیل تا مگر سفر ایوب سے ماخوذ ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

حضرت ایوب ایک مالدار کثیر الاولاد صاحب عزت اور تندرست آدمی تھے، خدا کی رضا کے ہمیشہ طالب، اور ہر مصیبت کے وقت صابر تھے، سکین و فقر کی اعانت، یتیموں اور بیوؤں کی امداد اور مظلوموں کی فریاد رسی عادت تھی، آخر خدا نے ان کو ابتلا مین ڈالا، اور بروایت سفر شیطان کو انکی جان و مال پر استیلا دیا گیا، دولت جو اُس عہد مین اونٹ، بھیڑ، بکری اور گدھوں سے عبارت تھی، کلدانے ٹوکرے گئے، غلاموں کے دستہ پر سبانی قابض ہو گئے، اولاد مین ایک چھت کے نیچے دبلہ گئیں، لیکن ان مصائب مین بھی کلمہ شکر و رضا کے سوا زبان مبارک سے کچھ نہ نکلا، آخر تندرستی بھی زائل ہو گئی، اور تمام بدن فاسد ہو گیا، عزیز و اقارب نے کناہ کشی کر لی، ایک بیوی رفیق حال تھی، اُس نے بھی بالآخر صلاح دی کہ غیر خدا کے سامنے جھکو، اور خدا کو برا کہو،

اس حالت کی خبر حضرت کے تین دوستوں کو ہوئی، اور تینوں حضرت ایوب کی

میری بات کو لوگوں نے سنا، اور خاموشی سے میری نصیحت کا انتظار کیا، میری گفتگو کے بعد وہ کچھ نہ بولے، میرے الفاظ کے قطرے اُن پر ٹپکتے تھے، اور وہ اُنکا اس طرح انتظار کرتے تھے جیسے بارش کا، اور وہ اُن کے لیے اس طرح منہ کھولتے تھے جیسے پچھلے منہ کے لیے۔“

”میں اُن پر ہنسنا، لیکن اُنھوں نے یقین نہ کیا، اور نہ میرے چہرے کی چمک زمین پر گری، میں نے اُن کے لیے راستہ چُن دیا، اور میں سردار بنکر بٹھا، اور اس طرح رہا جس طرح بادشاہ اپنی فوج میں، اور اُس آدمی کی طرح جو غمزدون کو تسلی دیتا ہے“ (سفر ایوب ۲۹)

اس پر حلال روحانی بیان کو سن کر کون انکار کر سکتا ہو کہ یہ کسی شاہانہ پیغمبر کی زبان نہیں!

حضرت ایوب کا زمانہ اور وطن | جب کہ ہم نے تسلیم کر لیا ہو کہ ”ایوب“ اور ”یو باب“ ایک ہی شخص ہیں، تو ہم کو حضرت ایوب کے مکان و مسکن کے متعلق زیادہ کاوش کی حاجت نہیں ہے، یو باب کا مسکن توراة میں مذکور ہے کہ وہ بصری تھا جو اب تک شمال عرب میں فلسطین کے قریب ایک معروف شہر ہے، آنحضرت صلعہ نے بھی سفر شام میں وہاں قیام کیا تھا، وہی شہر حضرت ایوب کا بھی مسکن ہوگا، بصری قدیم زمانہ میں ایک تجارتی شہر تھا، توراة میں اسکا ذکر متعدد مقامات میں آیا ہے، اشعیانی بنو خذافہ کے حزن کی خبر دیتے ہیں ”خداوند کی تلوار خون آلود ہے... خداوند نے بصری میں قربانی کی اور اودم کے ملک میں قتل عام (۳۴-۶)“ وہ اودم سے آ رہا ہو، رنگے کپڑے کے ساتھ بصری سے (۶-۶۴) اس درس میں بصری سے کسی آنے والے کی بشارت ہے،

اَلَلَّبَابِ، وَخُذْ بِيدِكَ ضِغْثًا فَاصْرِبْ
 بِهٖ وَلَا تَحْنِثْ، اِنَّا وَجَدْنَا هٗ صَابِرًا، نِعْمَ
 اَلْعَبْدُ اَوَّابٌ (ص)

(سورہ ص)

اس موقع پر شیطان سے کیا مراد؟ دوسری آیت کریمہ نے اسکی تفصیل کر دی ہے:

وَاَيُّوبَؑ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ، اِنِّىْ مَسْنٰى الضُّرِّ
 وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا
 مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَاَتَيْنَاهٗ اَهْلَهٗ وَغُلَّهٗم مَّعَهُمْ رَحْمَةً
 مِّنْ عِنْدِنَا وَاذْكُرْ لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء)

ان آیات پاک کے متعلق تین امور قابل ذکر و بحث ہیں:

اول خُذْ بِيدِكَ ضِغْثًا فَاصْرِبْ بہ، اپنے ہاتھ میں جھاڑو لو اور اُس سے مارو، اور قسم
 وَلَا تَحْنِثْ، نہ توڑو

اس آیت میں اسکا ذکر نہیں کہ کس کو مارو؟ اہل تفسیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت
 ایوبؑ کی بیوی نے جب خدا کی شان میں گستاخی کی تو انھوں نے غضبناک ہو کر قسم
 کھائی تھی کہ اگر اچھا ہوا تو تمکو سو لکڑی ماروں گا، بیوی صادق الایمان تھی اور یہ لغزش
 ایک وسوسہ شیطانی تھا، اسلئے معاف کیا گیا اور قسم پوری کرنے کے لئے سو تنکون
 یا تیلیوں کی جھاڑو سے اُن کو ایک بار مار لیا

سفر ایوبؑ میں اس گستاخی اور کلمہ کفر کا ذکر ہے (سفر ایوب ۲-۹) لیکن اس سزا
 اور اس سزا کی نوعیت بیان رہ گیا ہے اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ خدا کے نیک و صالح
 بندے اپنے اعزہ سے کلمات کفر و شرک بتیاب کیونکر نہو جائیں اور کیونکر سزا نہ دیں؟ اس

تغزیت کو آئے، پورا صحیفہ حضرت ایوبؑ اور ان تین مومنین صادقین کے باہم مناظرہ و مکالمہ پر مشتمل ہو، یہ تمام مناظرہ لطیف تشبیلات میں نہایت اعلیٰ، فلسفیانہ اور شاعرانہ جذبات روحانی سے یُس رہے، جن کا ماحصل یہ ہو کہ ان مومنین ثلاثہ کا دعویٰ ہو کہ انسان پر کوئی مصیبت بغیر گناہ کے نہیں آتی، اسلئے جو مبتلائے مصیبت ہو وہ گنہگار ہو، اور اُسکو اعتراف و توبہ کرنا چاہیئے، حضرت ایوبؑ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی مصیبت نہیں کی ہو، جسکی یہ خدا کی طرف سے جزا ہو، بلکہ یہ عالم قدر وقضا ہو جس کے لئے کوئی سبب درکار نہیں، خدا کے اسرار و مصالح لا محدود ہیں اور انکی معرفت سے انسان عاجز ہو، آخر وحی الہی نے فیصلہ کیا کہ ایوبؑ کو تو حق پر ہو تاہم بندہ کو کسی حال میں اپنے اعتراف و ندامت میں قصور نہ کرنا چاہیئے، یہ سنتے ہی حضرت ایوبؑ نے قربانی کی، اور تندرست ہو گئے، تمام اعزہ و اقارب بھی جمع ہو گئے، خدا نے از سر نو دوسری دوچند دولت و اولاد عطا کی،

قرآن مجید میں حضرت ایوبؑ کا نام چار سورتوں میں آیا ہے:

"نساء"، "انعام"، "انبیاء"، اور "ص" نساء اور انعام میں صرف نام ہی دے دینے والے ایوب (نساء) و ایوب و یوسف (انعام) سورہ انبیاء اور سورہ ص میں کسی قدر تفصیل ہے:

وَإِذْ كَرِهَ الْغَافِلُونَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ، اِنِّی ہمارے بندہ ایوب کو یاد کرو جب اُس نے اپنے پروردگار کو پکارا
مَسْنَى الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ، کہ مجھ کو شیطان نے تکلیف اور عذاب کے ساتھ چھوا (اے ایوب!)
اَرْكُضْ بِرِجْلِكَ هَذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ ایتنا پاؤں مارے غسل کر نیکی ٹھنڈی جگہ ہو، اور بیٹے کا بانی ہو،
وَشَرَابٌ، وَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمُ اور ہم نے اسکو اہل و عیال دیے اور انھیں کے برابر اور
مَعَهُم رَحْمَةً مِنَّا، وَذِكْرَىٰ لَأُولَىٰ اپنی رحمت سے اور عقل مندوں کی یادگاری کے لئے (ایوب!)

بنو ہاجرہ

حضرت اسماعیل علیہ السلام

صحابہ الرس، صحابہ کج، صحابہ لائیکہ انصار اور قریش

ہاجرہ، اصل میں عبرانی لفظ ”ہاغار“ ہے، جسکے معنی بیگانہ اور اجنبی کے ہیں، اصل میں ان کا وطن مصر تھا، حضرت ابراہیم اور سارہ جب مصر گئے تھے، تو فرعون نے دیگر انعام و اکرام کے ساتھ یہ لڑکی بھی اُن کے ساتھ کر دی تھی، اسی ہاجرہ سے اسماعیل پیدا ہوئے تھے اور سارہ سے اسحاق جن سے بنی اسرائیل کی نسل قائم ہوئی،

ہاجرہ

بنی اسرائیل کہتے ہیں کہ ہاجرہ سارہ کی لونڈی تھیں، اسلئے بنی اسماعیل، بنی اسرائیل کے برابر نہیں، اولاً تو اصول یہ خود غلط ہے، ثانیاً ہاجرہ کا لونڈی ہونا زیر بحث ہے، ناظرین کو اس وقت عرب سامیہ اولیٰ کی تاریخ کا پھر اعادہ کرنا چاہئے، اس سے معلوم ہوگا کہ اس وقت مصر میں حکمران قوت، عرب کی ایک سامی قوم تھی، جس سے حضرت ابراہیم کے نہایت قریب نسبی تعلقات تھے، لفظ ”ہاجرہ“ کا عبرانی ہونا بھی اس دعوے کی ایک مستحکم دلیل ہے، اس بنا پر فرعون کا ہاجرہ کو حضرت ابراہیم کی خدمت میں دینا، خود اس بات کی قوی شہادت ہے، کہ حقیقت اس ازدواج سے نسبی تعلق کا استحکام

نقص کی تکمیل قرآن نے کر دی جو دنیا میں صرف تکمیل ہی کے لئے آیا ہے
 دوم اَذْكُضْ بِرِجْلِكَ هَذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ اپنے پاؤں سے مارو، یہ نہایت کی ٹھنڈی جگہ ہے اور
 دَسْرَابٌ، پینے کا پانی ہے،

سفر ایوب میں یہ مذکور نہیں، کہ حضرت ایوبؑ کس طرح اور کس علاج سے صحتیاب
 ہوئے، قرآن بتاتا ہے کہ خدا نے اُن کو ایک چشمہ کا نشان بتایا، جس میں نہانے سے
 اور اُس کے پانی کے پینے سے بیماری جاتی رہی، یہ طریقہ علاج بالکل مطابق فطرت ہے، طبعی
 چشمے جو طبقات ارضی یا پہاڑوں سے بعض اجزائے کیمیاوی کے مخزن سے گذر کر اُبتے
 ہیں، مخصوص خواص رکھتے ہیں، اور دنیا کے اکثر ممالک و اکناف میں اب بھی خدا نے
 اپنا چشمہ فیض جاری کر رکھا ہے، جس سے اُسکی ہزاروں مخلوق ہر موسم میں مستفید
 ہوتی ہے،

یہ مقام جہان کو ان واقع تھا، قادش اور بیر کے درمیان ہی، ہاجرہ نے اس
 کا نام ”زندہ نظر آنے والا کا کو ان“ رکھا، گھر واپس آکر، ہاجرہ کی بیٹا ہوا، اور حسب
 نام اس کا نام اسماعیل رکھا گیا، اس وقت حضرت ابراہیم کی عمر ۸۶ برس تھی،
اسماعیل

اسماعیل عبرانی میں ”شمع ایل“ ہے، شمع (سماع) سننا، اور ایل (اللہ) لفظی
 خدا کا سننا، خدا نے چونکہ ابراہیم کی دعا اور ہاجرہ کی فریاد سنی، اس لیے بچہ کا نام
 ایل پڑا، ۹۹ برس کی عمر میں حضرت ابراہیم کو سارہ کے بطن سے بھی ایک فرزند کے
 کی بشارت ملی، لیکن حضرت ابراہیم کو اس بشارت سے کوئی خوشی نہ ہوئی، اس
 رات کے جواب میں انھوں نے خدا سے یہ دعا کی:

اے کاش اسماعیل تیرے حضور زندہ رہے، (تکوین ۱۸-۱۸)

خدا نے فرمایا:

اسماعیل کے حق میں میں نے تیری سنی، دیکھ میں اسے برکت دون گا، اور اسے
 برومند کروں گا، اور اسکو بہت بڑھاؤں گا، اور اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے

اور میں اسکو بڑی قوم بناؤں گا، (۱۸-۲۰)

تیرہ برس کے سن میں باپ نے بیٹے کا ختنہ کر دیا، اسی سال اسحاق بھی پیدا
 ہوئے، آٹھویں دن ان کا ختنہ ہوا، اسحاق جب کچھ بڑے ہوئے (۲۱-۸) تو سارہ نے
 سوسے کہ باپ کی جائداد کا اسماعیل وارث نہ ہو، (۲۱-۱۰) ابراہیم کو مجبور کیا کہ
 اسماعیل اور ہاجرہ کو علیحدہ کر دین، حضرت ابراہیم کو اس بات سے نہایت
 غم ہوا (۲۱-۱۱) لیکن خدا نے فرمایا:

مقصود تھا، اس تاریخی قیاس کی یہودی روایات سے کما حقہ تصدیق ہوتی ہے، سفر نشیا
 میں جو یہودیوں کی ایک معتبر تاریخ ہے، مذکور ہے کہ حضرت ابراہیم کے زمانہ میں مصر کا بادشاہ
 حضرت کاہم وطن تھا، دبی شلوم، توراہ کا ایک مفسر، تکوین (۱۶-۱) کی تفسیر میں لکھتا ہے:
 ”ہاجرہ فرعون کی بیٹی تھی، فرعون نے جب سارہ کی کرامات دیکھی تو کہا کہ اس کے

گھر میں لونڈی بنکر رہنا دوسرے کے گھر میں بی بی بنکر رہنے سے بہتر ہے،

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بڑی بیوی ہونے کی حیثیت سے وہ سارہ کی خد شکنزاد تھیں،
 اور یہ خود ہماری حدیث کی کتابوں میں بھی مذکور ہے،

سارہ حضرت ابراہیم کی پہلی بیوی تھیں، مگر ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی،
 الیعر نام ایک دمشق خاندان کا مالک تھا، حضرت ابراہیم نے فرزند کے لیے خدا
 سے دعا مانگی، دعا مقبول ہوئی، اور حضرت ہاجرہ حاملہ ہوئیں، سارہ کو یہ دیکھ کر رشک ہوا
 اور وہ ہاجرہ کو ستانے لگیں، ہاجرہ نے گھر چھوڑ کر کہیں اور جانے کا ارادہ کیا، وہ ایک چشمہ
 تک جو شور کی راہ میں واقع ہے، آکر ٹھہر گئیں، اسوقت ایک فرشتہ نے ہاجرہ کے سامنے
 آکر کہا:

ہاجرہ اپنی ”بی بی“ کے گھر واپس جا، میں تیری نسل کو اتنا بڑھاؤں گا کہ وہ کثرت سے
 گنی جائیگی، تو حاملہ ہے، تو ایک بیٹا جنے گی، تو اس کا نام اسماعیل رکھنا، کہ خدا نے تیرا
 دُکھ سنا، وہ ایک وحشی (بدوی) آدمی ہوگا، اُس کا ہاتھ سب کے خلاف اور سب کا
 ہاتھ اُس کے خلاف ہوگا، وہ اپنے سب بھائیوں کے سامنے سکونت کریگا، (تکوین ۱۶)

۱۔ اس موضوع پر بلا غایت رسول صاحب چڑیا کوٹی کا رسالہ ”النصوص الباہرہ فی حریتہ ہاجرہ“ دیکھنا
 چاہیے، ۲۔ صحیح بخاری میں آنحضرت صلم سے مروی ہے: ”واخدمہا ہاجرہ ۳۔ یہ یہودیوں کا ترجمہ ہے۔

إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ دیکھو تم کیا سمجھتے ہو، بیٹے نے کہا مے باپ جو حکم کیا گیا ہو
 وَبَشَرْنَاكَ بِإِسْحَاقَ اگر گذرو مجھے صابر پاؤ گے اوہ
 نَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ ابراہیم کو اسحاق کی بشارت دی کہ پیغمبر ہو گا اور نیکو
 وَعَلَى إِسْحَاقَ (صافات) میں سے

ان آیات میں حضرت ابراہیم کو دو بیٹے ملی بشارت دی گئی ہیں پہلے بیٹے کا نام مذکور
 نہیں، دوسرے کا نام اسحاق مذکور ہے اس لیے پہلی بشارت میں لا محالہ اسماعیل مراد ہونگے
 اس بنا پر نص آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسماعیل باپ ہی کے زیر سایہ اسحاق سے
 بہت پہلے بن رشد کو پہنچ چکے تھے، دوسری جگہ قرآن میں (سورہ ابراہیم میں) جہاں وہ
 دعا مذکور ہے جو اسماعیل کو مکہ میں آباد کرتے ہوئے انھوں نے کی تھی: رَبَّنَا آتِنَا اسْكَنتُ
 مِنْ ذُرِّيَّتِي بُوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ اُس کے آخر میں ہے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ اشْكُرُ لَكَ يَا خدایا جس نے بوڑھے آپے میں اسماعیل و
 اِسْمَاعِيلَ وَاسْحَاقَ اسحاق نکلو بخشا۔

اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسماعیل کے مکہ آنے کے وقت اسحاق پیدا ہو چکے
 تھے، تو راہ سے ثابت ہے کہ اسماعیل اسحاق سے تیرہ برس بڑے تھے بخاری کی کتاب
 اور کتاب الانبیاء میں حضرت ابن عباس کی جو حدیث اسماعیل کی شیر خوارگی کے متعلق
 ہے وہ مرفوع نہیں ہے، یعنی اُسکا سلسلہ آنحضرت صلعم تک نہیں پہنچتا۔ (بجز چند خاص ضمنی
 فقروں کے) اس لیے وہ حضرت ابن عباس کی اسرائیلیات میں سے ہے، اور اُسکا ثبوت
 آج بھی موجود ہے بخاری میں اس کے متعلق جو طویل حدیث ہے وہ بجز جرم اور مکہ کے ذکر کے،
 مدراش اور تالمود میں بعینہ حرف بحرف مذکور ہے اصل عبارت آگے آتی ہے،

ابراہیم انعم نہ کر، سارہ کی بات مان لے، تیری نسل اسحاق سے کسی جائیگی، تیرے بیٹے خادسہ زادہ را ساعیل) کو بھی میں ایک قوم بناؤں گا، کہ یہ بھی تیری ہی نسل ہے، (۲۱-۱۲)

صبح اٹھا حضرت ابراہیم نے روٹی اور پانی کا ایک مشکیزہ دیکر اور لڑکے کو حوالہ کر کے، ہاجرہ کو رخصت کر دیا، اس سیاق عبارت سے ظاہر ہوگا کہ سماعیل کی اسوقت عمر ۱۵-۱۶ برس سے کم نہوگی، لیکن مسلمانوں میں عام طور سے مشہور ہے اور بخاری میں ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ اسوقت شیرخوار بچہ تھے، اصل یہ ہے کہ خود توراۃ میں اس موقع پر جو فقرہ ہے وہ نہایت مشتبہ ہے، اصل فقرہ یہ ہے، ”ابراہیم صبح کو اٹھا، اور روٹی لی اور پانی کا مشکیزہ اور ہاجرہ کو دیا، اُس کے کندھے

پر رکھ کر اور سماعیل کو“ (تکوین ۲۱-۲۱)

”کندھے پر رکھ دینے کا لفظ ”مشکیزہ“ اور ”سماعیل“ دونوں سے متعلق ہو سکتا ہے، مترجمین نے مختلف معنی سمجھے ہیں، اگر سماعیل سے متعلق سمجھا جائے تو اُن کا شیرخوار ہونا لازم آئے گا، لیکن توراۃ کے نص اور تمام گذشتہ سیاق کے خلاف ہوگا قرآن مجید سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت سماعیل علیحدگی سے پہلے سن تیز کو پہنچ چکے تھے، حضرت ابراہیم نے دعا کی کہ،

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ، فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ، پروردگار! مجھ کو نیک فرزند عطا کر، جسے اُسکو ایک حلیم، فلما بلغ معه السعی قَالَ يَا اِبْنِيَ اِنَّيْٓ اَتَمَلُّكَ لَمَزَاجِ فِرْعٰوْنَ كَیْ تُوَلِّدَہٗ كِیْ بَشَارَتِ دَمِی، اے کا جب اَرِیْ فِی الْمَنَامِ اِنِّیْ اَذْبَحُكَ فَاَنْظُرْ مَاذَا تَوٰی اِس سن کو پہنچا کہ باپ کے ساتھ دوڑے، باپ نے قَالَ يَا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمُرُ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّٰدِقِیْنَ، میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تجھ کو بچ کر ہا ہوں

ابراہیم اور اُنکی بیوی (سارہ) کے درمیان جو واقع ہوا، اُسکے بعد ابراہیم، اسماعیل اور اسماعیل کی ماں کو لیکر نکلے، ساتھ پانی کا ایک مشکیزہ تھا، ام اسماعیل مشکیزہ سے پانی پیتی تھیں، اور اُس سے دودھ بچہ کیلئے ہوتا تھا، یہاں تک کہ ابراہیم کہہ پونچے، اور ایک جھاڑی کے نیچے اُسکو رکھ دیا، پھر ابراہیم اپنے گھر واپس آنے لگے، ام اسماعیل اُن کے پیچھے پیچھے کدا، (کہہ کا ایک مقام) تک آئیں، ام اسماعیل نے پکار کر کہا، ابراہیم تم مجھے اس وادی میں جہاں نہ کوئی آدمی ہو نہ اور کوئی چیز ہو چھوڑ کر کہاں جاتے ہو؟ (اختلاف روایت) کیا تم خدا کے حکم سے مجھے یہاں چھوڑتے ہو، ابراہیم نے کہا، ہاں، ام اسماعیل نے کہا، تو پھر خدا ہکو ضائع نہیں کرے گا، نوکر آئیں، اور مشکیزہ سے پانی پیتی رہیں، اور بچہ کیلئے دودھ ہوتا رہا، یہاں تک کہ پانی ٹپک گیا، دلیں کہا جا کر دیکھو، شاید کوئی نظر آجائے، کوہ صفا پر چڑھیں کوئی نظر نہ آیا، وادی میں پہونچیں تو دوڑ کر کوہ مردہ پر آئیں، اسی طرح چند بار دوڑیں، پھر دلیں چل کر بچہ کو دیکھوں، اگر دیکھا تو قریب الموت پایا، مضطرب ہو کر پھر صفا پر چڑھیں کہ کوئی نظر آئے، کوئی نظر نہ آیا، یہاں تک کہ سات پھیرے ہو گئے، پھر دلیں آیا کہ دیکھو کہ ناگاہ ایک آواز آئی، ام اسماعیل نے کہا، اگر نیکی تمھارے پاس ہو تو میری فریاد سنی کرو، ناگاہ جبریل تھے، ابن عباس نے کہا کہ جبریل نے اپنی ایڑی کو زمین پر مارا، پانی بننے لگا، ام اسماعیل متحیر ہو کر پانی جمع کرنے لگیں، ابن عباس نے کہا کہ انھیں صلعم نے فرمایا کہ ام اسماعیل اگر پانی کو اپنے حال پر چھوڑ دیتیں تو پانی کھلا ہوتا، ام اسماعیل نے پانی پیہ پھر دودھ ہونے لگا، اتفاقاً جبرم کے کچھ آدمیوں کا ادھر گزرا ہوا، پرندوں کو منڈلاتے دیکھ کر بوئے کہ

صبح کا وقت تھا کہ ”ایک بوڑھے باپ نے جو تقدس اور نیکی سے بھرا ہوا تھا، اپنے ایک معصوم کم سن بچہ اور عزیز بیوی کو چند روٹی اور پانی کا مشکیزہ دیکر گھر سے نکال کر فاران کے بے آب و گیاہ بیابان میں چھوڑ دیا، اور پھر کبھی اُس کے دیکھنے کیلئے مضطرب نہوا، یہ بظاہر موجودہ تورات کی تصویر ہے، اسلام کا بیان یہ ہے کہ ”ابراہیم نے خدا کے حکم سے اپنے عزیز بیٹے کو خدا کے نام کے اولین عبادت گاہ کعبہ کی خدمتگدازی کیلئے شہر مکہ میں آکر بسایا جو عربہ (بیابان) میں واقع تھا تورات کی عبارت یہ ہے:

”وہ روانہ ہوئی اور بر شمع کے میدان میں بھٹکتی رہی، مشکیزہ کا پانی چک گیا،

بچہ کو ایک جھاڑی میں ڈال دیا، اور بچے سے تھوڑی دور ایک تیر کے برابر شکر غزدہ بیٹھ گئی، اور اُس نے کہا کہ بچہ کو اپنی آنکھ سے مرنے نہیں دیکھو نگئی، اور الگ بشکر گریہ دزاری کرنے لگی، خدا نے بچہ کی آواز سنی، اور خدا کے فرشتے نے آسمان سے ہاجرہ کو پکار کر کہا: ہاجرہ ڈر نہیں، خدا نے بچہ کی آواز جہان وہ پڑا ہو سُن لی، اُٹھ اور بچے کو اٹھا اور اپنے ہاتھ سے اُسکو سنبھال کہ میں اُسکو ایک بڑی قوم بناؤں گا، خدا نے ہاجرہ کی آنکھ سے کھول دی، اُس کو پانی کا ایک کنواں نظر آیا، وہ گئی، اور مشکیزہ کو پانی سے بھریا اور بچہ کو پانی پلایا،

خدا اُس بچے کے ساتھ تھا، وہ بڑا ہوا، بیابان میں رہا، اور ایک تیر انداز ہوا، وہ فاران کے بیابان میں رہا، اُسکی ماں نے ملک مصر کی ایک بیوی اُسکے لئے لی، (تکوین ۲۱)

روایات اسلام میں صحیح تر روایت اسکے متعلق حضرت ابن عباس کی ہے، جو غیر مرفوع طریقہ سے بخاری میں مذکور ہے:

”خدا اُس بچے کے ساتھ تھا، وہ بڑا ہوا، بیابان میں رہا، اور ایک تیر انداز ہوا“ ۱۹

فاران کے بیابان میں رہا“ (تکوین ۲۱-۲۰-۲۱)

قرآن مجید میں بھی اُس مقام کا نام صرف وادِ غیر دی زرع (بن کھیتی کی زمین) بتایا گیا ہے جو میت الشد (کعبہ) کے پاس واقع ہے، اس بنا پر اس سے وہ بیابان مراد ہوگا جو سلسلہ کوہِ سعیر (یا سِراة) کے ساتھ ساتھ بحرِ احمر کے کنارہ حدودِ شام سے حدودِ یمن تک وسیع ہے جس کو بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کے زمانہ میں کتے ہیں اور عرب ایک مدت سے اُس کو حجاز کہتے ہیں۔ فاران اور حجاز کے اتحاد پر مسلمان اور عیسائی مصنفین میں معرکہ الارابین میں ایک مدت سے جاری ہے، عیسائی مصنفین کو حقیقی طور سے نہیں معلوم ہے کہ فاران کس مقام کا نام ہے، بعض مصنفین جزیرہ نمائے سینا کے مغرب میں مصر سے متصل فاران کا موقع قرار دیتے ہیں، بعض کوہِ سینا کے دامن میں اُس کو جگہ دیتے ہیں، بہر حال اجماعی طور سے ہمارے مخالفین کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سینا میں واقع ہے، اس رائے کی غلطی اور دعوائے اسلام کی صحت متعدد طرق سے واضح ہوتی ہے،

۱۔ سب سے اول یہ سمجھنا چاہیے کہ عرب، حجاز، مکہ، کعبہ، یہ جتنے الفاظ و ہمارے ہیں، وقت تک پیدا ہی نہیں ہوئے تھے، لفظ عرب دسویں صدی ق م میں پیدا ہوا ہے، (دیکھو جغرافیہ) حجاز کا لفظ اس سے بھی زیادہ مستحدث ہے، مکہ کا نام دوسری صدی مسیحی میں بطلمیوس کے ہاں سب سے پہلے مکاربا کی شکل میں نظر آتا ہے، اسی لیے توراۃ نے اُس مقام کا نام اولاً صرف ”مدبار“ یعنی بادِیہ بتایا ہے، اور قرآن نے اُنکو وادِ ذی زین (بن کھیتی کی زمین) کہا کہ اس کے سوا اُس وقت کوئی دوسرا نام نہ تھا، مدت کے بعد

پانی یہاں ہے، ایک آدمی کو تحقیق کے لیے بھیجا، تو پانی پایا، اگر خبر کی، وہ لوگ بھی آئے،
 اور ام اسماعیل سے یہاں رہنے کی اجازت چاہی، ام اسماعیل نے کہا، ہو، لیکن
 پانی میں تمہارا کوئی حق نہیں، ابن عباس نے کہا کہ آنحضرت صلم نے فرمایا کہ ام اسماعیل
 کو یہ بات پسند آئی، کہ وہ آبادی اور بیت چاہتی تھیں، وہ لوگ بھی رہنے لگے،
 اور چند گھر لے دیا، وہاں ہو گئے، لڑکا جوان ہوا، اور اُن سے عربی زبان سیکھی، جب جوان
 ہوا تو اُن کو کون کو بہت پسند آیا، بالغ ہونے پر اپنی ایک لڑکی اُس کو بیاہ دی،
 (بخاری: کتاب الانبیا)

توراة اور بخاری کی اس روایت میں صرف اجمال و تفصیل کا فرق ہے بخاری
 میں جو تفصیل ہے وہ بالکل فطری ہے، توراة میں یہ مذکور نہیں کہ حضرت ابراہیم بھی ساتھ آئے
 تھے، لیکن کون شقی ہو گا جو اپنے عزیز بچہ کو جسکی پیدائش کی اُس نے خود دعا کی، جسکے پر زندگی
 اُسے خدا سے مانگی ہو، اسکو تنہا بے آب و گیاہ مقام میں ہمیشہ کے لیے بنانے دے، اس کے
 بعد دوسری تفصیل میں رخصت کے وقت ابراہیم کو میتابی سے پکارنا حضرت ابراہیم کا
 تسکین دینا، ہاجرہ کا مضطربانہ پانی کے لیے دوڑنا، یہ سب فطری باتیں ہیں اور ایسے
 وقت میں ہر شخص سے اسی طرح صادر ہونگی، حضرت اسماعیلؑ کی بیوی کا جرہمی یا مصری
 بننا کوئی بڑا اختلاف نہیں ہے، اس عہد میں یہی عرب مصر کے حکمران قبائل تھے، اس
 بنا پر وہ عورت جرہمی بھی ہو سکتی ہے اور مصری بھی، نیز مسلمانوں (بخاری) اور یہودیوں
 (تالمود) کی روایت میں مذکور ہے کہ اسماعیلؑ نے دو بیویاں کی تھیں، ممکن ہے کہ
 ایک مصری اور ایک جرہمی ہو،

ہاجرہ اور اسماعیلؑ نے جس مقام کو اپنا مسکن قرار دیا توراة میں اس کے متعلق یہ الفاظ ہیں:

یہ واقعہ حضرت اسحاق کے بیٹے کے زمانہ کا ہے، اس بنا پر یہ اسماعیلی کا زمانہ بھی حضرت اسماعیل کے بیٹے اور پوتے ہون گے، جن کو ابھی تک باپ کے مسکن کے چھوڑنے کی ضرورت نہیں ہوئی ہوگی، اس واقعہ کے پانچ سو برس کے بعد حضرت موسیٰ کے زمانہ میں بھی یہی ختلاط نظر آتا ہے، حضرت موسیٰ خود مدت تک مدین میں رہے تھے، تاہم خلفائے موسیٰ اسماعیلیوں میں اور اہل مدین میں کوئی فرق نہیں کرتے، اہل مدین نے بنی اسرائیل کے مقابلہ میں جب شکست پائی، (غالباً سن ۱۳۰۰ ق م میں) اور بنی اسرائیل کو بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا، تو بنی اسرائیل کا سردار جعون کہتا ہے،

میں تمہارے مال غنیمت میں صرف یہ سونے کے بالے مانگتا ہوں، کیونکہ یہ

وگ (مدیانی) اسماعیلی ہیں (قضایہ ۸-۲۴)

ان آیات سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے، کہ فاران سے مراد ملک مجازی ہی ہے، ان کے علاوہ اور بھی دلائل ہیں جو ہندوستان کے مسلمان مناظرین کی کتابوں میں موجود ہیں، جنہیں افسسے تعرض نہیں کیا، حضرت اسماعیل کی اولاد میں حضرت اسماعیل کی تیرہ اولاد میں تھیں، ۱۲ بیٹے اور ایک بیٹی، خدا نے حضرت ابراہیم کو بشارت دی تھی:

”اور اسماعیل کے حق میں میں نے تیری سنی، دیکھ میں اُسے برکت دوں گا، اور

اُسے برومند کر دوں گا، اور اُسکو بہت بڑھاؤں گا، اُس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے،

اور میں اُسکو بڑی قوم بناؤں گا، (تکوین ۱۷-۲۲)

آخر یہ بشارت، استجابت کو پہنچی، اور اسماعیل کا گھرانہ آباد ہوا، بیٹی کا نام توراہ میں ایک جگہ باسمہ اور دوسری جگہ محلاہ لکھا ہے، خدا جانے ان میں سے صحیح کون ہے؟

یہی لفظ بادِیہ و صحرا اور وادی غیر ذی زرع اس ملک کا نام قرار پا گیا، لفظ عرب کے لغوی معنی بادِیہ اور صحرا کے ہیں، مدار (بادِیہ) وادی غیر ذی زرع اور عرب ہم معنی لفظ ہیں، اسلئے تورہ کا یہ کہنا کہ اسماعیل نے بادِیہ میں سکونت کی اسکے بالکل یہ معنی ہیں کہ اُس نے عرب میں سکونت کی،

مالک عرب میں سے سب سے پہلا نام تورہ میں مدیان (مدین) نظر آتا ہے (تکوین ۳۷-۲۸) فاران کی طرح مدین غیر معروف نہیں ہے، شہر مدین تحقیقی اور یقینی طور سے حجاز میں ساحل بحر احمر و عقبہ کے سرے پر واقع تھا، اور اب تک اسی نام سے وہیں موجود ہے، قدیم تاریخ میں جہان کہیں بھی مدیانی لوگوں کا ذکر ہے، ساتھ ہی اتحاد نام کے ساتھ اسماعیلیوں کا ذکر ہے، بلکہ تورہ نے اکثر دونوں کو ایک سمجھا ہے (تکوین ۲۸، ۲۹) یہ اتحاد حضرت ابراہیم کی ایک ہی پشت کے بعد تورہ میں نظر آتا ہے:

اُنھوں نے آنکھ اٹھا کر دیکھا کہ اسماعیلیوں کا ایک قافلہ جلعاد (شام) میں ایک پہاڑ،

کی طرف سے آیا جو اونٹوں پر تجورات، بلسان، اور مسالہ لاد کر مصر کو لے جا رہا تھا...

اُنھوں نے کہا کہ یوسف کو ان اسماعیلیوں کے ہاتھ بیچ ڈالو... اتنے میں مدیانی تاجردن کا

قافلہ گذرا، جنھوں نے یوسف کو کو ان سے نکال لیا، اور اسماعیلیوں کے ہاتھ بیچ ڈالا،

... یہ اسماعیلی یوسف کو مصر لائے،... مدیانیوں نے یوسف کو مصر میں فروخت کیا...

ایک مصری امیر نے یوسف کو اسماعیلیوں کے ہاتھ سے جو یوسف کو مصر لائے تھے لے لیا،

(تکوین ۳۷ و ۳۹)

اس عبارت میں اسماعیلی اور مدیانی ناموں میں جو اختلاف اور تشابہ ہے، کیا اُسکا حل بغیر اسکے ہو سکتا ہے کہ قافلہ کو نسلاً اسماعیلی، اور وطناً مدیانی یعنی حجازی فرض کیا جائے،

اور مدیانی تھے، تاریخ میں تجارت کا یہ سب پہلا قافلہ نظر آتا ہے،

حضرت موسیٰ کے عہد میں (تقریباً ۱۲۵۰ ق م) بنو اسماعیل تمام حجاز میں
میں (حویہ) سے شام (شور) تک پھیل گئے تھے، حضرت موسیٰ کے بعد قضاۃ بنی اسرائیل
کے زمانہ میں (تقریباً ۱۲۰۰ ق م) وہ عمالیق و اہل مدین کے پہلو بہ پہلو، سپاہیانہ جوہر کے
ساتھ بنی اسرائیل پر چھاپہ مارتے ہوئے نظر آتے ہیں، سات برس تک متصل بنی اسرائیل
اسماعیلیوں کے پنجہ میں گرفتار رہے، سال میں جب فصل طیار ہوتی، اسماعیلی، برق
باد کی طرح آتے اور سب کاٹ کر لیجاتے، آٹھویں برس بنی اسرائیل میں جدعون نامی
ایک پہلوان پیدا ہوا، اُس نے اسماعیلیوں کو شکست فاش دے دی۔ (تفصیل مدین میں
گزر چکی)

اس زمانہ میں بنی اسماعیل کا نہایت دولت مند قوموں میں شمار تھا، کانون میں
مرد سونے کے زیور پہنتے تھے، اونٹوں کے گلے میں سونے کے قلاوے ڈالتے تھے،
اس جنگ میں بنی اسرائیل کو جو مال غنیمت ہاتھ آیا اُس میں صرف کان کے زیور کے
سونے کا وزن سترہ سو مثقال تھا،

شاؤل (طالوت) کے عہد میں (غالباً ۱۲۰۰ ق م میں) بنو اسماعیل حجاز سے نکل کر
بادیہ شام اور بادیہ عراق تک پھیل گئے تھے، عموماً مورخین عرب کا بیان ہے کہ مکہ اور حجاز میں
جب اسماعیل کی اولاد بہت زیادہ ہو گئی تو نجد و حد و حد و عراق وغیرہ ممالک میں پھیل گئی،
اسکی تائید روایات یہود سے بھی ہوتی ہے، اسی زمانہ میں بنی اسرائیل کا ایک ٹکڑا بھی

۱۷ تکوین ۳۷ - ۱۸ تکوین ۲۵ - ۱۹ قضاۃ ۷۹ - ۲۰ قضاۃ ۸۰ - ۲۱ قضاۃ ۸۱

۲۲ سارف ابن قتیبہ ص ۱۱۱ اخبار الطوال دینوری ص ۱۱۱ مصر و سیرۃ ابن ہشام ذکر انصام العرب -

یہ صاحبزادی اپنے عمزاد بھائی ادم بن اسحاق سے بیاہی گئی تھیں، ادم اپنے باپ (اسحاق) سے ناراض ہو کر اپنے چچا (اسماعیل) کے پاس چلے آئے تھے، وہ انہیں کے ساتھ یہیں بادیہ میں رہتے تھے۔

حضرت اسماعیل کے ۱۲ بیٹوں کے نام یہ تھے، نبالیوط، قیدار، ادابیل، مہشام، شماع، دوما، مشا، حدرتیا، یطور، نفیش، قیدماہ، یہ بارھوں بیٹے حسب بشارت ربانی اپنے خاندان کے بارہ رئیس تھے، ان میں سب سے بڑے نبالیوط اور ان کے چھوٹے قیدار تھے، اور یہی دونوں کچھلی تالیخ میں سب سے نمایان نظر آتے ہیں، یہ تمام بھائی باپ کے زمانہ میں اور ایک عرصہ بعد تک حجاز ہی میں آباد رہے، اور چچا زاد بھائی کے بیٹوں یعنی فرزندان مدین کے ساتھ مکہ میں و حجاز سے شام و مصر تک تجارتی قافلوں کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے، اور دیگر عرب تاجروں کی طرح خوشبو چیزوں کی تجارت کرتے تھے۔

خوشبو چیزیں مدین سے حجاز کی راہ سے مصر اور شام کو جاتی تھیں، شام اور مدین کے بیچ مدین درمیانی منزل شہر مکہ تھا، اس لئے بنو اسماعیل بہت جلد تجارت میں فروغ حاصل کر سکے ہونگے، بنو اسرائیل اسماعیلیوں کو کبھی اسماعیلی اور کبھی مان کی نسبت سے ہاجری کہتے ہیں، اور توراۃ میں انھیں نامون سے انکا ذکر ہے، بنو اسماعیل کا توراۃ میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم کے پوتے یعقوب کے زمانہ میں (تقریباً سنہ ۱۸۰۰ ق م) تجارت کی حیثیت سے نام آنا ہے، حضرت یعقوب کے بیٹے حضرت یوسفؑ کو بھائیوں نے ایک کوئین میں ڈال دیا تھا، اتفاقاً ایک کاروان کا گزر ہوا جس نے یوسفؑ کو کوئین سے نکالا، اور مصر میں ایک امیر کے ہاتھ بیچ ڈالا، یہ کاروان اسماعیلی

ذکر نہیں ہے، فارٹر کا بیان ہے کہ یہودی مورخ یوسفوس نے لکھا ہے کہ متیقن اسماعیلی آبادیوں یعنی نیل و فرات کے درمیان یہ خاندان آباد تھا۔^۱

۳۔ مشماع

عرب مورخین نے بنو مسما نام ایک خاندان کا نجد میں سکونت پذیر ہونا بیان کیا ہے، یوسفوس نے مسماؤس اور بطلمیوس نے مسی مائیس کے نام سے انھیں ان طرف میں ایک عرب قبیلہ کا ذکر کیا ہے۔

۴۔ مشا

یونانی اور عرب جغرافیہ نویسوں کی شہادت کی بنا پر حدود عراق میں اس خاندان کے آثار نظر آتے ہیں، پلینی نے مسیا Misae اور بطلمیوس نے صانی Masari کے نام سے ان اطراف میں بعض قبائل کا ذکر کیا ہے، عرب جغرافیہ نویسوں میں سے زکریا قزوینی، مشان نام ایک مختصر آبادی کا یہیں پتہ دیتا ہے، یا قوت حموی اسی مقام پر واسطہ بصرہ کے مابین، میسان نام ایک شہر کا ذکر کرتا ہے یہودی اس شہر کا نہایت احترام کرتے ہیں، اور انکو حضرت عزیر کا دفن قرار دیتے ہیں، عہد اسلام میں بھی زیادہ تر یہاں یہودیوں کی آبادی تھی، سفر الایام نے جن بنو ہاجرہ کا بادیہ عراق میں ذکر کیا ہے، شاید وہ یہی خاندان ہو۔

۵۔ حدریا حدو

سفر تکوین میں اسکا املا حدرا اور سفر ایام میں 'حدوہی' حد کے آثار عرب میں

۱۔ فارٹر ج ۱ ص ۶۸، ۲۔ فارٹر ج ۱ ص ۶۸، ۳۔ فارٹر ج ۱ ص ۶۸، ۴۔ آثار البلاد و تہذیبی ص ۸، ۵۔ مطبوعہ یورپ

۶۔ معجم البلدان ج ۱ ص ۲۲۲، مصر، ۷۔ ۲۵-۱۲-۵

نہ فرات کے قریب بادیہ عراق میں آکر آباد ہو گیا تھا، آخر بنو ہاجرہ سے سامنا ہو گیا، بنو اسرائیل نے لڑکر بنو ہاجرہ کو نکال دیا، اور اُن کے خیموں میں جا کر خود آباد ہوئے، اس واقعہ کے چالیس برس کے بعد بنو اسماعیل و بنو ہاجرہ، شمالی عرب و حدود شام کے قبائل سے متحد ہو کر حضرت داؤد کے عہد میں (غالبا سنہ ۱۱۰۰ ق م میں) بنی اسرائیل پر حملہ کی طیاریاں اور مشورے کر رہے ہیں، سنہ ۱۱۰۰ ق م میں، جلعاد اور دیگر حدود شام میں جنگ آزمودہ اسرائیلی، دوبارہ بنو ہاجرہ سے برسرِ مقابلہ ہوتے ہیں، اور اُن کو شکست دیتے ہیں، مال غنیمت میں اُن کو پچاس ہزار اونٹ، ڈھائی لاکھ بھیر، دو ہزار گدھے، اور ایک لاکھ قیدی ہاتھ آئے، اسکے بعد سنہ ۱۱۰۰ ق م میں وہ زمانہ آتا ہے، جب بنو خنذر رنجتِ نصر، آندھی کی طرح اسیر یا سے اٹھتا ہے، اور تمام شام و عرب کی خاک اڑا دیتا ہے،

اور پھر ہمیشہ کے لیے بنو اسرائیل اور آل اسماعیل کی مخاصمانہ حوصلہ مندیوں پر پردہ پڑ جاتا ہے، یہ بنو اسماعیل کی اجتماعی تاریخ تھی، اب تفرق و انتشار کے بعد ہر ایک کی اولاد اور نسل کی تاریخ کے متعلق ہم کو جو کچھ معلوم ہے، علیحدہ علیحدہ بہ ترتیب اہمیت و امتیاز لکھتے ہیں،

۱۔ بشام

اس خاندان کے متعلق ہم کو کچھ نہیں معلوم،

۲۔ ادو بائیل

عرب مورخین کو اسکے متعلق کوئی واقفیت نہیں ہے، توراہ میں اسکا کہین،

ہی مین آباد تھا، اور بنی اسرائیل کے مقابلہ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ شریک جنگ تھا،

۸۔ دو ما

اس خاندان کا مسکن اب تک اسی نام سے مشہور ہے، دو متہ الجندل شمالی عرب میں مدینہ و شام کے درمیان ایک مشہور مقام ہے، عرب جغرافیہ نویسوں نے تصریح کی ہے کہ دو متہ الجندل اسی دو ما کی طرف منسوب ہے، پچھلے زمانہ میں یہاں نصاریٰ آباد تھے،

۹۔ تیماء

حدود عرب و شام میں اس خاندان کے انتساب سے ایک قدیم آبادی ہے، ایوب بنی کے زمانے میں اس خاندان کو کسی قدر فوجی اہمیت بھی حاصل تھی، سفر ایوب (۶-۱۹) میں تیماء کے سواروں کا ذکر ہے، اشعیان بنی نے بھی رشتہ ق م میں سرزمین تیماء کا نام لیا ہے (۲۱-۱۴) زمانہ اسلام میں یہاں یہود آباد تھے،

۱۰۔ قید ماہ

اصحاب الرس

فارٹر صاحب نے قید ماہ کو، کاظمہ (واقعہ خلیج فارس) کا مرادف سمجھا ہے اور اسلئے اس کو خلیج فارس پر جگہ دیتے ہیں، کاظمہ یقیناً انگریزی لب و لہجہ میں ”کیدما“ ہو جائے گا لیکن ہر مشرقی لب و لہجہ کا واقعہ کار اس تحقیق پر ہنس دیگا کہ قید ماہ اور کاظمہ ایک چیز ہے، قرآن مجید میں ایک قبیلہ کا نام صحابہ لرش ہے، بعض مورخین کا بیان ہے کہ قیدما کا نام صحابہ لرش تھا، ہمارے وہاں مفسرین اصحاب الرس کی تعیین میں نہایت مشکوک رائے ہیں، امام طبری نے ارباب روایت کی تین رائیں نقل کی ہیں،

متحدہ جگہ پائے جاتے ہیں، تیمار کے پاس حد و نام ایک پہاڑی ہے، نجد میں بھی ایک قطعہ زمین کا نام حد و ہے، جو ہری عرب کے ایک قبیلہ کا نام بھی حد و بتاتا ہے، نیو بہر، Nuelehr اُنیسویں صدی کا ایک یورپین سیاح، عرب شہر حدیدہ واقع مین کو اسی حد سے متعلق سمجھتا ہے، لیکن مشرقی نگاہ میں، حد و اور حدیدہ مین نہایت عظیم فرق ہے،

۶۔ یطور

یطور، ساول کے زمانہ میں (مشرق مین) حد و شام کے صوبہ حوران میں نظر آتے ہیں، بنی اسرائیل کی ایک جماعت سے برسرِ پیکار ہوتے ہیں اور شکست کھاتے ہیں، لیکن یونانی جغرافیہ نویس اسٹرابو (مشرق مین) تک اُن کی آبادی قائم رہتی ہے، لکھتا ہے:

”وہ تمام سلسلہ کوہ جو لبنان اور بصری کے درمیان نظر آتا ہے، عربوں سے اور

یطور یون سے آباد تھا۔“

یونانی میں یطور بطور ہو گیا ہے، اس بنا پر برکھارڈ ایک یورپین سیاح شام کے شہر جدور کو اسی بطور سے نسبت دیتا ہے، یہ شہر مشرقی جغرافیہ نویسوں سے بھی مخفی نہیں، لیکن اگر جدور ہی کو یطور کا مسکن قرار دینا ہے، تو یہی نام ہکو حجاز میں مدینہ سے چھ میل کی مسافت پر نظر آتا ہے، لیکن عام فہم مشرقی بھی جانتا ہے کہ یطور کی شکل کسی صورت میں بھی جدور نہیں ہو سکتی،

۷۔ نافیش

سفرایام ثانی (۱۲۰۵) سے ثابت ہوتا ہے، کہ یطور کے ساتھ یہ خاندان بھی حوران

۱۔ بحر البلدان ج ۲ ص ۲۳۲، سفرۃ فارسیہ ج ۱ ص ۲۰۴، فارسیہ ج ۱ ص ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹

۱۱۔ نبایوط یا نابت یا نبط

صحابہ کبیر

نبایوط کو اہل عرب عموماً نابت کہتے ہیں، ان کی روایتوں کے مطابق خانہ کعبہ کی تولیت حضرت اسماعیل کے بعد سب سے بڑے بیٹے نابت کے حصہ میں آئی، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبایوط نے حجاز ہی میں قیام کیا، لیکن بعض حوالوں سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ فرزندان نبایوط عراق میں موجود تھے، لیکن اصل یہ ہے کہ بدویانہ زندگی کے ساتھ وہ حجاز سے عراق تک خانہ بدوشانہ پھیلے ہوئے ہو گئے،

تحریری حیثیت سے نبایوط کا نام ساتویں صدی ق م میں نظر آتا ہے، حزقیال بنی بیشکونی کرتے ہیں کہ ”نبایوط کی بھڑین نذرلی جائینگے“ (۴۰-۱۱) اشور بانیاں، اسیریا کا بادشاہ، جس کا بھی تقریباً یہی زمانہ ہے، اپنے مفتوحین کی فہرست میں نباطی قوم کا نام لیتا ہے، یوسفوس یودی، جو پہلی صدی مسیحی میں تھا، لکھتا ہے،

”ملک بحر احمر (حجاز) سے نہر فرات (عراق) تک اسماعیل کے ۱۲ بیٹوں کے قبضہ میں ہے“

جنکے سبب سے اسکا نام ملک نباطینہ پڑ گیا ہے (حوالہ آتا ہے)

اسی زمانہ میں جب رومی شام پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں، تو نبطی عربوں سے انکی مدد بھڑھوتی ہے، اور شام و عرب کے حدود پر انکی ایک عظیم الشان حکومت نظر آتی ہے، اہل عرب بھی ان نبطیوں سے واقف تھے، اسی لفظ ”نبط“ کی جمع عربی میں انباط ہے۔

انباط اور روایات عرب | مورخین عرب فرزندان نبایوط یا انباط سے زیادہ واقف نہیں ہیں

۱۵ اخبار الطول ابو حنیفہ دنیوری المتوفی ۳۸۵ھ ص ۱۱ مصر

(۱) رس کو مین کو کہتے ہیں، ایک امت نے اپنے پیغمبر کو کو مین مین ڈال دیا تھا، اس لئے اُسکو صحاب رس کہتے ہیں،

(۲) رس ملک آذربجان کے پار ایک آبادی کا نام ہو (شاید روس سے مقصد ہو)

(۳) رس غار کو کہتے ہیں اور اس سے مراد اصحاب الاذن و دہین

لیکن مورخ مسعودی بلا تزلزل اسے لکھتا ہے: اصحاب الرس، اسماعیل کی اولاد مین سے تھے، وہ دو قبیلے تھے، ایک کا نام قدامن، تھا اور دوسرے کا یا مین، اور کہا گیا ہو کہ رعیل تھا، اور یہ مین مین تھے،

قیدمان، قیدماہ کی بگڑی ہوئی صورت ہو، اصحاب الرس کا اسکے علاوہ کوئی اور حال نہیں معلوم قرآن مجید نے اصحاب الرس کا دو مقام پر ذکر کیا ہے، لیکن کوئی حال بیان نہیں کیا، بلکہ صرف گنگا قہون کی فرست کے ضمن میں اُسکا نام لیا ہے،

وَعَادُ ثَمُودَ اَوْ اَصْحَابُ الرَّسِّ، (فوقان) عَادُ ثَمُودُ اور اصحاب الرس کو،

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ ثَمُودَ وَاَصْحَابُ الرَّسِّ وَثَمُودُ، ان سے پہلے قوم اصحاب الرس اور ثمود جھٹلایا۔

ہمارے مورخین کے معلومات انباط کے متعلق صرف اس قدر ہیں لیکن انباط کی خود معاصر قوموں نے ان کے حالات کی سیاسی تعلقات کی بنا پر بہت کچھ محفوظ رکھا ہے اور اب اکتشافات اثریہ نے بھی ان معلومات میں کسی قدر اضافہ کر دیا ہے۔

انباط اور نیا یوٹ و نابت کا تبادُل | سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ انباط جنگی تاریخ کا مفصل تذکرہ یونانی و رومی مورخین نے کیا ہے اور نیا یوٹ پسر اسماعیل جنگا توراۃ میں ذکر ہے اور نابت بن اسماعیل جن سے عربوں کو ہم نسب بنی دعویٰ ہے کیا درحقیقت ان مختلف الفاظ سے ایک ہی مفہوم مراد ہے؟ ہمارا جواب اثبات میں ہے اہل عرب انباط کو عربوں سے الگ ایک بیرونی قوم سمجھتے ہیں، لیکن یہ درحقیقت ایک مدت تک کے تبادلہ اور تفرق کا نتیجہ ہے جن یونانی اور رومی مورخین نے انباط کا ذکر کیا ہے انھوں نے متفقاً ان کو عرب لکھا ہے سب سے بڑی معتبر شہادت یہودی مورخ یوسفوس کی ہے جو انباط کا معاصر اور نسل و وطن کے لحاظ سے بھی ان سے قریب تھا اس لیے یقین ہے کہ ان کے متعلق اس کی شہادت پایہ اعتبار سے ساقط نہ ہوگی، وہ تبصریح تمام لکھتا ہے کہ انباط ہاملی عرب از نسل نیا یوٹ ہیں، مورخین اسلام بھی اس رائے کے ساتھ ہیں، مورخ طبری نے لکھا ہے:

ومن نابت و قینا و نندراہ العرب - عرب کو نابت اور قینا کی نسل سے خدا نے

(ج ۱ ص ۳۵۲، طبع یورپ) پھیلا یا،

یا قوت حموی نے (لفظ عرب کے تحت میں) ایک نئی بات لکھی ہے کہ "عرب" ہر اس قوم کو نبط کہتے ہیں جو گلہ بان اور سپاہی نہ ہو دوسرے الفاظ میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو غیر بدوی زندگی بسر کرتی ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ نبط نے عراق کے تاثر

وہ صرف انباط کے نام اور ان کے مسکن تخمینہ سے البتہ واقع ہیں، انکا نام کبھی نبط اور کبھی آرامی بتاتے ہیں اور ان کا مسکن شام و عراق ظاہر کرتے ہیں، ابن خلدون نے لکھا ہے:

وادل ملك للعرب بالشام فيما علمناه جنان تک ہکو معلوم ہو عربوں کی پہلی حکومت شام میں للعمالقة ثعلبی ارم بن سام و يعرفون، ثالقہ کی تھی پھر ارم بن سام کی جو ارمانی کے نام

بالارمانین، (۲۷۲ ج ۲) سے مشہور ہیں

اس عبارت کے ساتھ حمزہ صفہانی کی عبارت ضم کرو:

الارمانیون نبط الشام والارد وایخون ارمانی شام کے نبطیوں کا نام ہے اور اردونی عراق نبط العراق۔ کے نبط کا

انباط نے چونکہ ایک متمدن و غیر بدوی زندگی اختیار کر لی تھی، اسلئے عربوں کے محاورہ میں: اما النبط فکل من لم یکن داعیا و جندا یا نبط العرب کے نزدیک ہر وہ شخص ہے جو چرواہا عند العرب من ساکنی الارضین۔ (باقوت ۳۷۴) یا سپاہی نہو

اہل عرب عموماً نبط کو قوماً و اصلاً غیر عرب سمجھتے ہیں، انکے نزدیک عرب عجم جسطرح و متقابل نام ہیں، اسی طرح نبطی و عربی کو بھی باہم متقابل سمجھتے ہیں اسکا سبب صرف معاشرت طرز زندگی اور زبان کا اختلاف ہے، ورنہ درحقیقت نبط بھی اسماعیلی عرب ہیں، لیکن چونکہ انھوں نے عموماً حدود عرب اور حدود عرب سے باہر غیر قوموں میں اپنا مسکن بنایا اسلئے وہ اپنا نسب محفوظ نہ رکھ سکے، حضرت عمر فرماتے ہیں:

تعلموا النسب ولا تكونوا كنبط السواد اذا سئل نسب نامہ سیکھو، عراق کے نبط کی طرح نہ بن جاؤ، کہ جب احدہم عن اصله قال من قویۃ کذا ان میں سے کسی سے پوچھا جائے کہ تم کس خاندان سے

(عقد الفرید ج ۳ ص ۳۷) ہو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم فلان شہر کے ہیں

مقصود ایک نبطی بدوی شیخ ہو، بہر حال نبطی حکومت کی تاریخ از روئے تاریخ یونانی و کتبات نبطی ششہ ق م سے پہلے روشن نظر نہیں آتی آخری تاریخ سلسلہ ہے، جبکہ رومی حکومت ان کو اپنے اندر جذب کر لیتی ہو

انباط کا رقبہ حکومت انباط کی حکومت کے حدود اولاً وہ قطعہ ملک تھا جس کو یونانی، عرب سنگستان (عربیا پٹرا) کہتے ہیں، اور عبرانی ادوم اور سعیر (سراة) یعنی خلیج عقبہ سے بحریت ڈائیڈرس (ششہ ق م) بیان کرتا ہے کہ "انباط خلیج ایلہ (عقبہ) پر بہتے ہیں پٹرا (۶۲۲ء) ایک ضمنی تذکرہ میں کہتا ہے کہ اہل ادوم انباط ہیں، لیکن ادوم سے آگے بڑھ کر اب وہ عرب آباد ہیں، پر بھی قابض ہو گئے تھے مصنف مذکور لکھتا ہے، "... اور اہل ادوم و سبائی جو شام کے اوپر واقع ہیں پہلی قوم ہیں جنہوں نے عرب آبادان (عمیہ افلس) پر قبضہ کیا ہے، یوسفوس جو پہلی صدی مسیحی میں تھا بیان کرتا ہے کہ اس عہد میں وہ عرب ریگستان (عربیا ڈزرتا) تک پھیل گئے تھے، اُسکے خاص الفاظ یہ ہیں،

"ملک بحر احمر سے نہ فرات تک اسماعیل کے ۱۲ بیٹوں کے قبضہ میں ہو، جن کے سبب سے

اس کا نام ملک نباطینہ *Mabateia* پڑ گیا ہے، اسکی سرحد (مغرب میں) مصر اور

عرب سنگستان *Petraia* سے مل گئی ہو، اور بہت سے بیابانوں اور بلند و فراز

زمینوں کو شامل ہو، جو مشرق کی طرف خلیج فارس تک منتهی ہوتی ہو، عموماً اس ملک کے

باشندوں کا نام نبا یوٹ *Nebajoth* عرب ہے،

ان شہادتوں سے ظاہر ہوگا کہ انباط کا ملک مغرب میں بحر احمر اور مشرق میں خلیج

سے تمدن زندگی اختیار کر لی تھی اس لیے بادیہ نشینان عرب نے ہر غیر بدوی قوم کو
نبط کا مراد سمجھ لیا،

حضرت علی سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اُنکا نسب پوچھا تو اُنھوں نے
کہا کہ ”ہم کوئی (واقع عراق) کے نبط ہیں“ اور یہ بالاتفاق معلوم ہے کہ وہ اسماعیلی قرشی
عرب تھے، اس سے ثابت ہوگا کہ نبط اسماعیلی عرب ہیں، جو عراق تک پھیلے تھے،
ثابت کی بقیہ اولاد ہیں، خود اندرون ملک میں بھی تھیں، اور متعدد وجوہ سے
ہماری یہ رائے ہے کہ عرب شمالی کی وہ اکثر قوین جو غلطی سے قحطانی کہلاتی ہیں، وہ دراصل
نابتی ہیں، من جملہ دیگر قبائل کے غسان اور اوس و خزرج کے متعلق تو تبصریح ثابت ہے
کہ وہ قحطانی نہیں بلکہ نابتی ہیں، تفصیل آتی ہے،

انباط کا عہد حکومت | انباط ایک مدت تک دیگر عرب قبائل کی طرح بحر احمر سے بحرفرات
تک مستقل وادیوں میں بدویانہ زندگی کے ساتھ آوارہ پھرتے رہے، اس بدویت
کا زمانہ سنہ ۴۰۰ ق م (عہد اسماعیل) سے سنہ ۱۰۰ ق م تک قرار دیا جاسکتا ہے، توراۃ نے نباط
کا فرزندان اسماعیل کے ضمن میں سنہ ۴۰۰ ق م میں پہلی بار نام لیا ہے، اور آخر اُخر قیال
نبی نے جو کم و بیش سنہ ۱۰۰ ق م میں تھے، نباط کا ذکر کیا ہے کہ ”نبط (نباطیوط) کی بھیڑیں نذر
لی جائیں گی“ (۶۰-۷۰) کتبات میں نبط کا نام اشور بانیال شاہِ اسیریا کے کتبہ میں تقریباً اسی
عہد یعنی سنہ ۷۰۰ ق م میں نظر آتا ہے، وہ اپنے مفتوحین کی فہرست میں ناتان شاہِ نبط کا ذکر کرتا ہے،
حزقیال کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبط اس وقت چوپانی کی بدوی زندگی بسر کر رہے تھے،
لیکن یہ اسیری کتبہ ایک نبطی حکومت کی اس عہد میں خبر دیتا ہے، ممکن ہے کہ بادشاہ سے

تک باقی تھی پڑا (رقیم) سے ہٹکر انباط نے اب حجر کو اپنا مرکز قرار دیا تھا جو ملک ثمودین واقع تھا، اسی لئے قرآن مجید نے انکو "اصحاب الحجر" کے نام سے یاد کیا ہے (تفصیل آگے آتی ہے)

"حجر" جس صوبہ ملک میں واقع ہے عربوں کے ہاں اُسکا نام وادی القریٰ ہے اس کے لفظی معنی آبادیوں کی وادی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ میدان عہد قدیم میں نہایت کثرت سے آباد تھا، اسکی تصدیق اب معاصر مورخین کی روایتوں سے بھی ہوتی ہے ابھی ڈائٹورس کا بیان گذر چکا ہے جو کہتا ہے کہ حدود ایلہ پر انباط کی بہت سی آبادیاں ہیں ۱۰۰۰ اور وہ نہایت کثرت سے آباد ہیں اسٹرا بھی انباط کی نہایت گنجان آبادی کا ذکر کرتا ہے "شاہان انباط" اشوری کتبہ کی شہادت کی بنیاد پر گو شاہان نبط کا ابتدائی سلسلہ مستشرقین سے شروع ہوتا ہے جبکہ "تامان" شاہ نبط بادشاہ اسیریا، اشور بانیپال کی خدمت میں تدریس کرتا ہے لیکن یونانی تاریخ اور موجودہ نبطی آثار اور سکے سلسلہ ق م سے پہلے کسی نبطی بادشاہ کا ذکر نہیں کرتے اس کے اسباب بھی واضح ہیں یونانیوں کو اس سے پہلے انباط سے سروکار نہ تھا، اور نہ خود انباط اس عہد سے پہلے تمدن زندگی بسر کرتے تھے، بہر حال تاریخ و آثار نے اب تک جو انکشاف حال کیا ہے اسکی اعانت سے اب تک ڈوسے Dussaud نام ایک فرنج مستشرق نے بادشاہوں کے ناموں کی ایک فہرست تیار کی ہے یہ فہرست سلسلہ ق م سے شروع ہو کر سلسلہ ختم ہو جاتی ہے، اس میں ایک نام "مالک اول" کا اضافہ ہم خود یوسفوس کے حوالہ سے کرتے ہیں

۱۰ کتاب مذکور ص ۱۰۰، ۱۱ تاریخ بابل و اشور، از د جرس امریکائی ج ۲ ص ۲۶

۱۲ فرنج انیشیا تک سوسائٹی ج ۱ ص ۱۰۰ ۱۳ قدامت یہود، کتاب ۱، باب ۵، بند

فارس تک وسیع تھا، اور اسکے درمیان کے تمام ممالک یعنی عرب، سنگستان، و عرب
رگستان و بعض قطعہ عرب آبادان پر قابض تھے، لیکن اس طویل و عریض ملک میں
انباط کی اصل آبادی خلیج عقبہ (ایلہ) کے اطراف میں تھی، ڈائمنڈرس کا بیان ہے:

اوپر گزرتے ہوئے تم خلیج عقبہ (ایلہ) *Laianites Gulf* میں داخل ہو گئے

جس کے حدود پر ان عربوں کی بہت سی آبادیاں ہیں جن کو لوگ *Nabataisi*

کہتے ہیں، یہ لوگ نہ صرف سواحل کے بڑے حصے پر قابض ہیں بلکہ وہ اندرون ملک میں

بھی دور تک پھیل گئے ہیں، کیونکہ زمین آباد اور نہایت سرسبز ہے،

تخصیص کے ساتھ ملک انباط کے ۱۰ اشہروں کے نام یوسفوس میں مذکور ہیں،

لیکن یونانی تلفظ نے عربی رنگ و روغن ان کے چہروں سے بالکل اتار دیا ہے، وہ شہر

یہ ہیں، میدابہ، بناو، یسبیس، ترا بے، اغالہ، اثون، صور، اورون، مرسیہ، رودہ، لوسہ،

عروبہ، ان کے علاوہ، رقیم (پٹرا) اور حجر مشہور شہر تھے،

انباط کا دار الحکومت انباط کا ملک جن حدود پر مشتمل تھا وہ حقیقت میں قدیم ممالک کا مجموعہ

تھا، ملک ثمود (وادی القریم) جس کا دار الحکومت حجر تھا، ملک مدین جس کا پایہ تخت

خود شہر مدین تھا، اور ملک ادوم جسکی حکومت کا مرکز شہر رقیم (پٹرا) تھا، انباط کا پایہ تخت

پہلے شہر رقیم (پٹرا) تھا، جہاں ان کے آثار اب تک باقی ہیں، لیکن پہلی صدی ق م

میں جب رومیوں نے مصر و شام پر قبضہ کیا، تو رفتہ رفتہ وہ پٹرا (رقیم) پر بھی قابض ہو گئے

اسٹرابو (۶۲ء) بیان کرتا ہے کہ اب (۶۲ء) انباط اور شامی دونوں رومیوں کی

رعایا ہیں، اس مفتوحی سے مقصود پٹرا یعنی رقیم کی مفتوحی ہے، ورنہ نفس حکومت تو سنہ ۶۲ء

سلسلہ ۶ — سلسلہ ۷

مالک چہارم

تمدنی حالات | ہر شائستگی کی ابتدا عہدِ بدادت ہو، انباط کی ابتدائی زندگی عام قبائل عرب کی سادہ و غیر مصنوع زندگی تھی، جنگی دولت کا تنہا خزانہ مویشی تھی (خریقال ۶۰-۷۰) لیکن جب مغربی قوموں نے انھیں اپنے تمدن و شائستگی کے بل پر شکست دینا چاہا تو انکو بھی مجبوراً تمدن بننا پڑا، مورخین یونان میں سے ڈائیڈورس (شمس ق م) اور سٹرابو (سلسلہ ۶۲) نے انباط کے آداب معیشت و تمدن کو سب سے بہتر بیان کیا ہے؛
ڈائیڈورس کہتا ہے:

وہ یعنی انباط کھلی ہوا میں زندگی بسر کرتے ہیں، اور ناقابل سکونت ہوا میں رہتے ہیں، انکے ملک میں نہ کوئی دریا ہو اور نہ چشمہ، جسے حملہ آور دشمن فائدہ اٹھا سکیں، انکا قومی آئین یہ ہے کہ وہ غلہ کی زراعت کریں، اور نہ درخت لگائیں نہ شراب پیئیں، اور نہ گھربنائیں جو شخص اسکے خلاف کرتا ہو، اسکو سزائے موت دی جاتی ہو،

بعض لوگ اونٹ کے گوشت پر گزار کرتے ہیں، اور بعض کبری اور بھیر کے گوشت پر.... صحرائیں بہت سے قبائل رہتے ہیں لیکن دولت میں انباط سب سے زیادہ ہیں، اور اپنے ہمسایوں میں ان کو امتیاز حاصل ہے، گو کہ ان کی تعداد دس ہزار آدمی سے زیادہ نہیں ہے، ان کا ملک پانی سے خالی ہے، اپنے لیے پہاڑوں میں بڑے بڑے حوض کھود کر بناتے ہیں جنکا منہ باہر سے تنگ اور اندر چوڑا رہتا ہے، اور انکی لبنائی ۲۵۰ فیٹ تقریباً ہوتی ہے، ان حوضوں میں بارش کا پانی جمع کر کے ان کو چھپا دیتے ہیں، اور ان کو پانی نشانی بنا دیتے ہیں، جب سفر کرنا چاہتے ہیں تو اپنے جانوروں کو تین روز کا پانی پلاتے ہیں، انباط گوشت، دودھ، اور بعض جنگلی سبزی کھاتے ہیں،... جنگلی شہد (من) بھی

نام	بذت حکومت تقریباً
حارث اول	سنة ۶۹ ق م
زید بابل	سنة ۷۶ ق م
مالک اول	سنة ۸۳ ق م
حارث ثانی	سنة ۹۰ ق م - سنة ۹۷ ق م
عباده اول	سنة ۹۷ ق م
ریال اول بن عباده اول	سنة ۱۰۴ ق م

حارث ثالث بن ریال	سنة ۱۱۱ ق م - سنة ۱۱۸ ق م
عباده ثانی بن حارث ثالث	سنة ۱۱۸ ق م - سنة ۱۲۵ ق م
مالک دوم بن عباده ثانی	سنة ۱۲۵ ق م - سنة ۱۳۲ ق م
عباده ثالث بن مالک دوم	سنة ۱۳۲ ق م - سنة ۱۳۹ ق م
حارث رابع بن مالک دوم	سنة ۱۳۹ ق م - سنة ۱۴۶ ق م
خلدو (خالده) زوجة حارث	سنة ۱۴۶ ق م - سنة ۱۵۳ ق م
شقیله زوجة حارث	سنة ۱۵۳ ق م - سنة ۱۶۰ ق م
مالک سوم بن بن حارث	سنة ۱۶۰ ق م - سنة ۱۶۷ ق م
شقیله زوجة مالک	سنة ۱۶۷ ق م - سنة ۱۷۴ ق م
ریال ثانی بن مالک ثانی	سنة ۱۷۴ ق م - سنة ۱۸۱ ق م
جمیله زوجة ریال	سنة ۱۸۱ ق م - سنة ۱۸۸ ق م

شائق ہیں، باعزت اُن پر جرمانہ کرنی ہو جو اپنی دولت ضائع کرتے ہیں، اور جو اپنی دولت بڑھاتا ہو، اُسکو انعام دیتی ہو، انباط کے پاس غلام کم ہیں، اکثر اُن کی خدمت اُن کے متعلقین کرتے ہیں، یا ایک دوسرے کی خدمت کرتے ہیں، یا ہر شخص اپنا نوکر آپ ہوتا ہو، یہ طریقہ بادشاہوں تک میں جاری ہو، جو جمہور کی رضامندی کے اس قدر آرزو مند ہیں کہ وہ اپنی ریا عا کی خدمت کرتے ہیں، بادشاہ کو انتظام ملکی کے متعلق بیانات لوگوں کو دینے ہوتے ہیں، اور وہ اکثر اپنے بادشاہ کے ذاتی حالات و عادات بھی دریافت کرتے رہتے ہیں،

لوگ غیر سرکاری صحبتوں میں تیرہ تیر آدمی ملکر کھاتے ہیں، بادشاہ بھی لوگوں کو بڑی بڑی عمارتوں میں عام دعوت جشن دیتا ہو، ہماروں کی ہر جماعت میں دو منشی رہتے ہیں، ہر ہمان کو گیارہ جام سے زیادہ شراب پینی ہوتی ہو، یہ جام سونے کے ہوتے ہیں،

جبہ ریا کرتے، پہننا یہ لوگ نہیں جانتے، کمر میں تہ بند لپیٹتے ہیں، اور باؤں میں چیل پہنکر چلتے ہیں، شاہی پوشاک بھی اسی قسم کی ہوتی ہو،

مکانات عالی شان اور سنگین ہیں، آبادیوں میں شہر ناپا ہیں نہیں ہوتے، ملک کا بڑا حصہ سرسبز ہو، تاہم وہاں زیتون نہیں، (جانوروں کی پیداوار کا بیان ہو) گھوڑے نہیں ہوتے، ان کی بجائے اونٹ مصر میں آتے ہیں، بعض اشیائے تجارت کی درآمد بھی یہاں ہو، اور بعض چیزیں خود ملک میں ہوتی ہیں، جیسے سونا چاندی اور بہت سے خوشبو مسالے، لیکن لوہا، تانبا، ارغوانی کپڑے، زعفرانی عود، قسط، سنگتراشی، نقاشی اور تصویروں کی چیزیں بمستے ملک میں نہیں پائے جاتے، انباط مردوں کی لاش کھا دیتے، بہتر سمجھتے ہیں، اسی لئے وہ بادشاہوں تک کی لاشوں کو بھی زمین میں دفن کرتے ہیں،

اُن کو ملتا ہے جس کو پانی میں گھول کر پیتے ہیں، ان میں عرب کے غیر نبطی قبائل بھی شامل ہیں جن میں سے بعض شامیوں کے ساتھ گھروں میں رہنے کے علاوہ اور تمام عادات میں مماثل ہیں، یہی مصنف لکھتا ہے:

”آگے بڑھ کر تم خلیج ایلانہ (عقبہ) میں داخل ہو گے جو اُن عربوں کے بہت سے گاؤں سے محدود ہے جن کو لوگ ”بناطیہ“ کہتے ہیں، یہ لوگ نہ صرف ساحلی مقامات کے بڑے حصے پر قابض ہیں بلکہ وہ اندرون ملک میں بھی دور تک پھیلے ہیں، کیونکہ یہ زمین آباد اور نہایت شاداب ہے“

زمانہ سابق میں اپنے قوانین انصاف کے مطابق اپنے گلوں اور جانوروں پر مطمئن رہ کر زندگی بسر کرتے تھے، لیکن جب اسکندریہ (مصر) کے (یونانی) بادشاہوں نے خلیج کو تجارت کے لیے ہما زانی کے قابل بنایا تو ان نبطیوں نے شکستہ جہازوں کے ملاحوں کو جمع کیا اور چھوٹی کشتیوں میں بیٹھا بحری ڈاکہ زنی کرنے لگے،... آخر کار ان پر... حملہ کیا گیا اور اُن کے استحقاق کے مطابق اُنکو سزا ملی۔“

اسٹرابو (۶۳ء) جو ڈائیڈورس کی طرح انباط کا معاصر تھا، ان کے متعلق دیکھیں واقعات بیان کرتا ہے:

دشہرا پٹرا (رقیم) جو عمدہ قوانین رکھتا ہے، اسپر شاہی خاندان میں سے ہمیشہ ایک بادشاہ حکومت کرتا ہے، وزیر ہمیشہ اس بادشاہ کے ساتھیوں میں سے ایک ہوتا ہے، اسی لیے اُسکو ”بھائی“ کہہ کر پکارتے ہیں، انباط کفایت شعارانہ ذخیرہ ملکیت کے

کو چک لیا، سیلوکوس نے بابل و فارس و ترکستان پر استیلا حاصل کیا، یہ تینوں بادشاہیان
پیچ میں حدود عرب پر آکر ملتے تھیں، انٹی گونس ایک بلند جوصلہ بہادر تھا، اُس سے اپنی
قسمت پر قناعت نہو سکی، سب سے زرخیز اور قریب تر شام کا ملک تھا، اُس نے شام پر حملہ
کرنا چاہا، لیکن درمیان میں نبطی عرب حائل تھے، اُن کو اپنا شریک بنانا ضرور تھا، لیکن
وہ بطلمیوس کے طرفدار پہلے ہی بن چکے تھے، نتیجہ جنگ و محاربہ تک پہنچ گیا،

انٹی گونس نے سلسلہ قیام میں اپنے ایک سردار Athenaeus اتھیناؤس کی سرکردگی
میں ایک ہم روانہ کی جس نے گونجیری میں رقیم (پٹرا) کو برباد کر دیا، لیکن اسٹا ایک سپاہی
بھی دشمنوں کے ہاتھ سے بکچر واپس نہ آیا، ناچار انٹی گونس نے خود اپنے بیٹے ڈیمیٹریوس
Demmetrius کے زیر قیادت ایک دوسری جمیعت روانہ کی، بے سرو مان
نبطی عرب میدان میں مقابلہ نہ کر سکے اور قلعہ بند ہو گئے، یونانیوں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا،
اس قید سے تنگ آکر ایک دن ایک نبطی عرب نے ڈیمیٹریوس کو ان الفاظ میں
مخاطب کیا،

”اے بادشاہ ڈیمیٹریوس! تم کس غرض سے اور کس کے حکم سے مجھ سے لڑتے ہو؟
ہم صحرا میں رہتے ہیں، جہاں پانی ہے، نہ غلہ ہو، نہ شراب ہو، نہ اور ضرورت کی کوئی چیز
ہو، صرف ہم نے اپنی آزادی کی خاطر اس صحرا کی سکونت اختیار کی ہو اور تمام
آسائش کی چیزیں دوسروں کے لئے چھوڑ دی ہیں، اور ہم نے اس حیوانی زندگی پر
قناعت کی ہو، تمہیں ہم نے ستایا نہیں، تم ہمیں کیوں ستاتے ہو؟

خدا تم کو اپنی حفاظت میں رکھے، ہمارے تحائف قبول کرو، اور واپس جاؤ، اور آج سے
ہمیں اپنا دست سمجھو، ورنہ یاد رکھو کہ تم اس طرح یہاں زیادہ دن تک نہیں ٹہر سکتے، تم کو

مذہبیہ سیاسی دیوتا "افتاب" کی پوجا کرتے ہیں اور اس دیوتا کا ہیکل یا قربانگاہ مکانات

کی چھتوں پر بناتے ہیں اور اسپر شراب چڑھاتے ہیں اور اندر ہر روز بخور جلاتے ہیں

سیاسی حالات | انباط ہیکو سب سے پہلے مشرق میں سیاسی میدان میں نظر آتے

ہیں 'اسیر یا اور بنی قیدار (برادران انباط) کے مابین اس عہد میں جنگ برپا ہوتی ہے

بنی قیدار کا شیخ شکست کھا کر 'انباط کی چھوٹی سی ریاست' میں پناہ لیتا ہے پھر بنی قیدار

اور انباط... کی متحدہ فوج 'اسیر یا کے مقابلے میں آتی ہے لیکن سو قسمت سے نا امان شاہ

انباط گرفتار ہو جاتا ہے

بابل کے بعد ایران و یونان کی قوت دنیا کی تاریخ میں جلوہ گر ہوتی ہے انباط جہاں

آباد تھے یہ وہ مقامات تھے جو اہل فارس اور یونان کی دائمی جنگ کے طبعی راستے تھے

اس بنا پر ہر دو فریق ان خطی عربوں کی دوستی و ہمدردی کے طالب تھے جنکی اعانت

کے بغیر ان خشک و بے آب ریگستانوں کو طے کرنا ناممکن تھا

سکندر سے پہلے جو چوتھی صدی ق م کے اواسط میں تھا، عموماً اہل فارس کا پہلہ

یونانیوں سے بھاری تھا، اس بنا پر شمالی عرب (جو اس عہد بنی لحيان میں تھے) میدان

جنگ میں اہل فارس کے دوش بدوش تھے

۳۲۲ ق م میں سکندر نے ایرانیوں کو شکست فاش دی اور عراق سے لیکر

مصر و شام تک اُسکے فتوحات کا جوالا نگاہ بن گیا، ہندوستان سے واپس آ کر عرب کی فتح

کا عزم تھا کہ وہ خود موت کے ہاتھ مفتوح تھا، سکندر کے بعد ممالک مفتوحہ سکندر کے

مختلف سرداروں میں منقسم ہو گئے، بطلمیوس نے مصر و شام پر قبضہ کیا، انٹیگونس نے ایشیائے

نیم آزاد حکومت پھر قائم کی، لیکن سلسلہ ق م میں اسکندر نے اسکا بھی خاتمہ کر دیا، اسکے بعد مملکت یہودیہ (یروشلم یعنی بیت المقدس) بطلمیوس، انٹی گونس، اور آخر اسلوقین کی ماتحت ہو کر فنا ہو گئی، دوسری صدی ق م میں جب یونانیوں کی پیر سال قوتیں نوجوان رومی خون سے ہر جگہ شکست کھا کر اسکے لیے جگہ خالی کر رہی تھیں، یہودی ابدی الموت زندگی نے آخری بار بدن کو جنبش دی، اور مکابین کے نام سے رومیوں کے بل پر سلسلہ ق م میں ایک حکومت، یہودیہ میں قائم ہوئی،

مکابین اولاً مذہبی کاہن کی حیثیت رکھتے تھے، لیکن آخراً، بادشاہ بن بیٹھے حصول تخت کے لیے ہمیشہ اس خاندان کے ارکان باہم نبرد آزار رہے، رومی آہستہ آہستہ انکی آزادی سلب کرتے جاتے تھے، پہلے یہود سے ادوم میں حکومت منتقل کر دی، اور اسکے بعد پامپی رومی نے سلسلہ میں ہمیشہ کیلئے اس تاشاگانہ پر پرزہ ڈال دیا،

یہ تاریخ نامتربطی عربوں سے گوناگون تعلق رکھتی ہو، ملک یہودیہ، بناطیہ سے ہم سرحد تھا، دونوں صوبوں میں تقریباً ایک ہی قسم کے سیاسی حالات رونما ہوتے تھے، سلوقی خاندان ابھی صرف سٹورس شام پر حکومت کرنے پایا تھا کہ سلسلہ ق م میں

۱۔ مکابین اور بنو ادوم میں سے حسب ذیل اشخاص یہودیہ کی ریاست پر ممتاز ہوئے، ۱۔ یہودا مکابی، بانی خاندان ۲۔ یانانان مکابی، ۳۔ سیمون مکابی، ۴۔ یحییٰ ہرکنیوس مکابی، ۵۔ مکندر مکابی اول، ۶۔ ارستو پولوس مکابی، اسکندر مکابی دوم، ۷۔ ہرکنیوس دوم، اسکے بعد رومیوں نے انٹی پیڑاومی کو یہ ریاست عطا کی، اسکے بعد ہیرڈاومی رئیس یہودیہ مقرر ہوا، بعد ازیں ریاست کو ٹکڑے کر کے اگر پادومی کو رئیس عظیم بنایا، اگر باکے بعدیہ مستقل دی صوبہ بن گیا، ۸۔ یہ تمام واقعات تاریخ یوسفوس سے التفاط کیے گئے ہیں، ہر واقعہ کا کتاب، باب فقرہ کی تقسیم سے حوالہ دیا گیا ہے، یوسفوس کی تاریخ اسی ترتیب پر منقسم ہے، قدامت یہود کے حصہ کی طرف اشارہ ہوا

پانی اور دوسری چیزوں کی ضرورت ہوگی، اور تم ہم کو اپنے طرز زندگی کے بدلنے پر مجبور نہیں کر سکتے، اگر تم نے قلعہ پر قبضہ بھی پایا، تو تربیتی لاشوں اور چند غمزہ قیدیوں کے سوا جو کبھی دوسروں کے سامنے سر نہیں جھکا سکتے، تم کچھ نہیں پاؤ گے۔

ڈیٹریوس اس گفتگو سے سید متاثر ہوا، اور صلح قبول کر لی، اس اچانک حملہ نے ان نبطی عربوں کو ایک منظم سیاسی جمیعت کے قالب میں بدل جانے پر مجبور کر دیا، چنانچہ اس انقلاب نے اس بدوی قوم کو وہ اہمیت بخشی کہ یونان عظمیٰ رومہ الکبریٰ، اور خاندان اسرائیل کی گردنیں بھی اس کے آگے کبھی کبھی جھک جاتی تھیں، آگے کے واقعات سمجھنے کے لیے یونان و روم اور یہود کی تاریخ کے بھی چند فقرے پڑھ لینے چاہئیں،

انٹی گونس کی حوصلہ مندی کو اس شکست سے کوئی صدمہ نہیں پہونچا، اس نے رفتہ رفتہ بطلمیوس سے شام اور سلوکیوس سے بابل (عراق) لڑ کر چھین لیا، ناچار سلوکیوس اور بطلمیوس دونوں نے متحدہ طاقت سے اس شہ ق م میں انٹی گونس کی مملکت مقبوضہ کے حصے بخرے کر کے آپس میں بانٹ لیے، اس تقسیم کے رو سے شام سلوکیوس کو، اور مصر و قبرص بطلمیوس کو ملا، مورخین عرب خاندان سلوکیوس کو "سلوقیین" اور خانوادہ "بطلمیوس" کو بطالسمہ یا بطالمہ (جمع بطلمیوس) کہتے ہیں، سلوقیین اور بطالمہ نے ان ممالک پر ایک مدت تک حکومت کی،

شام میں بنی اسرائیل کی پہلی حکومت کو شاہان بابل نے برباد کر دیا، بابلین فارس کی حکومت نے جب غلبہ حاصل کیا، تو ان کو شہ ق م میں، پھر آزادی نصیب ہوئی، اور فارس کے زیر اقتدار بنی اسرائیل کے ایک خاندان یہود نے جن سے یہود کی بنیاد پڑتی ہے، ایک

یونانیوں سے اعانت کا وعدہ کیا، لیکن اس سے پہلے کہ عربوں کی کمک پہنچے یونانی خود خانگی منازعات میں مبتلا ہو گئے، (قد، ج ۲، ۱۳، ۱۳، ۳)

حارث دوم کے بعد عبادہ اول مملکت انباط پر تخت نشین ہوا، اس کے عہد میں اسکندر مکاری جو یہودیہ کا ایک مجنون رئیس تھا، انباط پر حملہ آور ہوا، اور گوجنگ میں وہ بنطیوں کے ہاتھ سے مشکل جانبر ہو سکا، تاہم صوبہ مواب و جلعاد کے ۱۲ شہر، ان سے چھین لے گیا، (۱۳، ۱۳، ۱۴، ۱، ۲) لیکن یہودی اس فتح سے خوش نہوے اور انھوں نے سکندر کو مجبور کیا، کہ وہ مواب و جلعاد کے صوبے عربوں کو واپس کر دے کہ وہ دشمنوں کے شریک نہ بن سکیں، (۱۳، ۱۴، ۲)

حارث سوم (۱۳ تا ۱۴ ق م) حکومت انباط کا سلطان عظم ہوا، انطیاخوس ڈیانیسوس سلوقی اس وقت ملک عرب پر حملہ آور تھا، حارث کی فوج، خالص عرب شجاعت کے ساتھ یونانیوں کے مقابل تھی، پہلے حملہ میں وہ پسپا ہو رہی تھی کہ دفعۃً حارث دس ہزار سواروں کے ساتھ میدان جنگ میں نمودار ہوا، انطیاخوس بہادری سے لڑتا رہا، اور عین اس وقت جبکہ جلوہ فتح اُس کے سامنے تھا، لڑائی میں کام آیا، اُس کے مرنے کے ساتھ فوج کے پاؤں اُکھڑ گئے، حارث کے لئے اب یہاں سے دمشق تک جو سلوقیہ کا پایہ تخت تھا کوئی روک نہ تھی، اور خود بطلیموس سلوقی خاندان باہم خانہ جنگی میں مبتلا تھے، چنانچہ خود اہل دمشق کی دعوت پر حارث دمشق پہنچا، اور سکندر عظم کے جانشینوں (سلوکیوں) کا تخت اُس کے پاؤں کے نیچے تھا، (۱۳، ۱۵، ۱)

پہلی صدی ق م کے اواسط میں، اسکندر مکاری کے دو بیٹوں میں تخت یہودیہ

یہود امکا بنی، بانی خاندان یہود نے بغاوت کی، یہود خود عرب گئے اور بنطی عربوں سے
شرکت و اعانت کی درخواست کی، کہ ہلوگ متحدہ طاقت سے ان بیرونی قوموں کو
نکال دیں (قد ج ۲، کتاب ۱۲، باب ۸، فقرہ ۳) سلوقیوں نے جب یہ دیکھا تو انھوں نے
بھی ان عربوں کی طرف ہاتھ پھیلا دیا (فقرہ ۴) اسوقت غالباً حارث اول انباط کا بادشاہ
تھا جس کا زمانہ ۶۹ء ق م ہے

زید بابل بنطی کے عہد میں سکندر سلوقی اور ڈیمتریوس سلوقی کے باہین دعوائے
تخت کی بنا پر منازعت پیدا ہوئی، ڈیمتریوس کے طرفدار بنطی تھے، اور یہود سکندر کے
حامی تھے، سکندر نے شکست فاش کھائی، اسوقت عرب کی آزاد زمین کے سوا اسکو
کوئی ماسن نظر نہ آیا، لیکن درحقیقت اسکی روح اسوقت حقیقی ماسن کی تلاش میں
نکل چکی تھی، زید بابل نے سکندر کا سر کاٹ کر بطلمیوس کے پاس بھیج دیا (قد ج ۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵)
زید بابل کے بعد مالک اول تخت نشین ہوا، سکندر سلوقی کا بیٹا انطیاخوس
اسی معرکہ میں انباط کے ہاں قید ہو کر پرورش پا رہا تھا، یونانیوں نے جو سکندر کے
طرفدار تھے، مالک سے درخواست کی کہ انطیاخوس کو باپ کی جگہ حکومت کے لئے
آزاد کیا جائے، شدید اصرار کے بعد مالک نے یہ درخواست قبول کی (قد ج ۲، ۱۳، ۱۴)
یونانیوں کی اس خانگی منازعت نے، یہود و انباط میں کشمکش پیدا کر دی،
یا تاتان مکا بنی رئیس یہود، جسکی قوت یونانیوں کے ضعف سے نشوونما پا رہی تھی،
اُسے اچانک بنطیوں پر حملہ کیا، اور انکو نقصان پہونچایا، (قد ج ۲، ۱۳، ۱۵)
حارث دوم کے زمانہ میں یونانیوں نے غزوہ کے یہودیوں پر حملہ کیا، حارث
جو اسوقت انباط کی قوت کا مالک تھا، اپنے عہد کا ممتاز بادشاہ تھا، اس نے

عبادۂ ثانی کے عہد کا کوئی واقعہ نہیں معلوم،
 مالک ثانی (۳۳۳ تا ۳۳۶ ق م) کا زمانہ بعض حیرت انگیز واقعات کا سلسلہ ہے،
 انشی پیر مرچکا تھا، اور اسکی بجائے ہیرود، یہودیہ کا رئیس تھا، روم میں سینر اعظم (قیصر) کے
 قتل کا واقعہ پیش تھا، اور انٹونی اپنے حریف (قاتلین قیصر) پر غالب آ رہا تھا، مصر میں
 خاندان بطلمیوسی کی آخری شہزادی کلیوپٹرا تخت نشین تھی، ہیرود روپیون کی تھیلی دیکر
 رومیون سے ”بادشاہ یہود“ کا لقب خریدنا چاہتا تھا اور اسی ضرورت سے مالک کے
 پاس جانا چاہا کہ اُس سے کچھ رقم بطور قرض یا دوستانہ حاصل کرے، لیکن مالک نے
 ملاقاتی انکار کر دیا، کہ فارس کی ہمسایہ حکومت اس تعلق کو پسند نہیں کرتی، ہیروڈ رنجیدہ
 ہو کر روم چلا گیا، لیکن عرب جنگی ضرورت ہر قدم پر ہمسایہ حکومتوں کو ہوتی تھی، اُن سے
 کب تک اعراض ہو سکتا تھا، چنانچہ چند ہی روز کے بعد ایک فرج کشی میں پانی کیلئے
 بنطی عربوں کی اعانت کی حاجت محسوس ہوئی، روم سے چلکر انٹونی اب مصر و شام کا
 فرمانروا تھا، عرب گو میدان میں مفتوح نہیں ہوئے تھے، تاہم رومیون کی سیاسی فہمت
 کو تسلیم کرتے تھے، انٹونی سب کچھ جو اسکا تھ کلیوپٹرا کو نذر کر چکا تھا، وہی ان مالک سے
 خراج وصول کرتی تھی، یہودیہ اسکے لئے طیار تھا، لیکن عرب بنطاس محکومی کے لئے
 طیار نہ تھے، شاہ یہود کے توسط کے بعد بھی مالک خراج دینے پر آمادہ نہوا، آخر الام یہود
 نے رومیون کی محبت اور کلیوپٹرا کی ناز برداری میں عربوں پر حملہ شروع کیا، بڑی بڑی
 لڑائیاں ہوئیں جن میں طرفین سے ہزاروں آدمی کام آئے، اور یہودی مورخ یوسفوس
 کے بیان کے مطابق اکثر عربوں کو شکست ہوتی رہی،

شکست حضرت یحییٰ کے قتل کا پاداش عمل تھا، حارث سیدھا دمشق پر قابض ہو گیا، رومی ہیرودکی مدد کے لئے آئے، لیکن اتفاقاً اس اثنائے میں خود قیصر گیا، حارث کئی برس تک دمشق پر قابض رہا، بولوس (سینٹ پال) موجودہ عیسائیت کا بانی اسی حارث کے ہاتھ میں قید ہوا تھا، آخر ڈوری لٹکا کر اسکے سہارے قید خانہ سے نکل کر بھاگا،

حارث کے بعد دولت انباط رومی اقتدار کے پرے مین بالکل چھپ گئی، گویا حارث کا وجود اس چراغ کا آخری سنبھالا تھا، گو بجھنے کے بعد بھی چراغ کا دھواں تسلسلہ تک نظر آتا رہا،

انباط کے مٹنے کے بعد بہت سے عرب قبائل اندرون ملک سے خالی جگہ کو بھرنے کے لئے نکل آئے، جن میں زیادہ مشہور آل عسان ہیں، جو انباط کے ہم نسب تھے،

تقریباً ۵۳ برس کے بعد جب اسلام آیات بھی انباط دنیا سے معدوم نہ تھے ملک شام میں انکا پیشہ غلہ اور روغن فروشی رہ گیا تھا، اوپر کے شہر تدمر، معان، بصری وغیرہ آل عسان کے ہاتھ میں اور حجر، تیماء، خیبر وغیرہ جو بنطیون کے گھر اور قلعے تھے، ان سب پر یہود قابض تھے، بنطیون کی بقیہ آبادی قومی حیثیت کھو کر یہودیون، یونانیون اور رومیون میں سطح گھل مل گئی تھی، کہ عہد اسلام میں ان اطراف میں جب عرب پھیلے، تو کوئی ایک دوسرے کو پہچان نہ سکا، عربون نے ہمیشہ انکو ایک اجنبی قوم

۱۷ حارث ہیرود کے تمام واقعہ کے لئے قہراً ۵۱۸ء پڑھو، ۱۸ نامہ پال ۲ بنام قرنیون، ۱۲، ۳۲،

۱۹ زر قانی برمو اہب لدینہ ج ۱ شیخ بخاری غزوہ تبوک ۱۷ معجم یا قوت میں ان شہردن کے حالات پڑھو،

عبادۃ ثالث (سنہ ۹۳۰ ق م) کو ایک سُست طبع اور ناکارہ تھا، لیکن اُس کا وزیر نہایت ہوشمند اور چالاک تھا، یونانی تلفظ میں اس کا نام سالیوس SYLLEUS مذکور ہے (اصل شاید سائل یا سیل ہو) سالیوس ہمیشہ اپنی دشمنان سازشوں سے، یہودیوں اور رومیوں دونوں کو زک دیتا رہا، سلسلہ ق م میں دمیون کو جو فتح عرب کے خواب دیکھ رہے تھے، عرب کے بے آب صحرائین طرح اُن کی ہمت کو شکست دیکر واپس پھرا لیا، وہ اب تک ہرودی اور یورپین مورخ کے قلم کے لئے سرمایہ غم و زحمت ہے، واقعہ کی تفصیل ”حمیر“ کے ذکر میں اس سے پہلے گزر چکی ہے۔

حارث رابع (سنہ ۹۳۰ ق م تا سنہ ۸۷۰ ق م) حضرت یحییٰ بن زکریا، اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا معاصر تھا، اس کا پہلا نام انیس تھا، عبادہ کی وفات کے بعد جب یہ بادشاہ ہوا، تو اپنے لئے شاہی نام حارث اختیار کیا،

ہیروڈ شاہ یہودیہ حارث کا داماد تھا، شخص نہایت بدکار اور ستم دوست تھا، اپنے بھائی کے مرنے پر اسے بھانج سے جو سکی علانی بھتیجی بھی تھی، دوسری شادی کر لی، حضرت یحییٰ ان دنوں پند و موعظت کے پیغمبرانہ اثر سے قلوب کو مسخر کر رہے تھے، انکی محبوبیت یہودیہ میں جتنی ترقی کرتی جاتی تھی، ہیروڈ اسقدر کانپتا جاتا تھا، حضرت یحییٰ نے ہیروڈ کو اس شادی پر ملامت کی، خون آشام بادشاہ سے ضبط نہ ہو سکا حضرت یحییٰ کا سر کاٹ کر دوسری بیوی کے نذر کیا،

ہیروڈ کی پہلی بیوی باپ کے پاس عرب چلی گئی، حارث اپنی اس خاندانی اہانت پر غصہ سے بیتاب ہو گیا، فوراً یہودیہ پر فوج کشی کی طیاری کر دی اور اس زور و شور سے حملہ آور ہوا کہ ہیروڈ تاب نہ لاسکا، اور سخت ہزیمت اٹھا کر واپس آیا، یہودی معتقد تھے کہ

ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے، ثمود کی تعمیر و سنگتراشی کا قرآن میں جہاں ذکر ہے، وہاں مقام کا نام بھی بتا دیا ہے، یعنی وادی القریٰ وَتَمُودَ الَّذِينَ جَاءُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ثَمُودُ جنہوں نے وادی القریٰ میں پتھر تراشے، یہاں حجر والے، کہکراؤ کی تعمیر و سنگتراشی کا ذکر کیا ہے، اس سے اشارہ یہ ہے کہ انکی سنگی عمارتیں حجر میں واقع تھیں، انکے نشان اور آثار اب تک موجود ہیں، انپر جو کتبات منقوش ہیں انہیں بانی اپنا نام ”نبطیو“ بتاتے ہیں جسکو ہر نبطی خط و زبان کا عالم ہر وقت پڑھ کر تصدیق کر سکتا ہے، اس سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ اصحاب الحجر انھیں انباط کا لقب تھا، صحیح بخاری اور احادیث و سیر کی دوسری کتابوں میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلعم تبوک کو تشریف لیجاتے ہوئے مقام حجر سے گذرے تھے، اس موقع پر بھی اکثر روایتوں میں ثمود کا نام نہیں، یہ فقرہ مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ ان یصیبکم مثل ما صابھم ان اپنی جان پر آپ ظلم کرنے والوں کے گھروں میں نہ جاتے ہوئے چلو ایسا نہ ہو کہ جو مصیبت انپر آئی تم پر بھی آئے، یہ روایت امام بخاری نے، باب غزوہ تبوک تفسیر سورہ حجر اور ثمود کے ذکر میں درج کی ہے، اس میں ثمود کا مطلق نام نہیں، ایک روایت میں یہی حدیث زیادت الفاظ اس طرح مروی ہے ان الناس مع رسول الله نزلوا ارض ثمود الحجر، اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ حجر ثمود کا ملک بھی تھا، اور اس سے ہکوانکار نہیں،

اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ کم از کم سلسلہ قم سے سلسلہ عتک انباط ان مقامات پر قابض تھے، اب ڈائٹورس اور لیبینی کی شہادتوں کو باہم پیش نظر رکھو ڈائٹورس (سلسلہ قم) کہتا ہے:

الحجر قرية صغيرة قليل السكان وهو حجر وادی القرى سے ایک دن کی راہ پر پہاڑوں
 من وادی القرى علی یوم بین جبال فجھا کے بیچ میں ایک کم آباد گاؤں ہے، یہیں ثمود کے
 کانت منازل ثمود، وراثت تلك المساكن گھر تھے، ہم نے اپنے گھروں کے برابر ان گھروں کو
 مثل بیوتنا فی اصعاف جبال ریاقوت و الحجرا پہاڑوں کے سلسلوں میں دیکھا،
 حجر میں اب تک یہ عمارتیں موجود ہیں، ان میں اکثر مقبرے ہیں، جو پہاڑوں کو
 کاٹ کر بنائے گئے ہیں، ان عمارتوں پر بنی خط اور آرامی زبان میں مذہبی کتبے ہیں،
 ان میں انباط کے بتوں کے نام بھی مذکور ہیں، جن میں قیس، ذوالشری، سناہ، مشہو
 دیوتا ہیں، موجودہ عمارات میں ایک عمارت ”قصر البنت“ کے نام سے مشہور ہے،



ادھر گزرتے ہوئے تم خلیج ایلہ (عقبہ) میں داخل ہو گے جس کے حدود پر ان عربوں کی بہت سی آبادیاں ہیں جن کو لوگ ”نبط“ کہتے ہیں نہ صرف سواحل کے بڑے حصہ پر بلکہ اندرون ملک میں بھی دور تک پھیل گئے ہیں۔

مورخ پلینی (۱۰۰ء) اسی خلیج ایلہ کے ذکر میں کہتا ہے:

خلیج کے اندرونی گوشے میں جہاں ایلانی لوگ بستے ہیں جن کے سبب سے اس خلیج کا نام ایلہ ہوا (یہ تحقیق بالکل غلط ہے) واقعہ برعکس ہے یعنی خلیج ایلہ کی سکونت کے سبب انکو ایلے کہتے ہیں) اور جو اگر (حجر) اپنے شاہی شہر میں بھی رہتے ہیں۔

ان دونوں شہادتوں کی تطبیق سے تاریخی طور سے بھی ظاہر ہو گا کہ ”حجر“ کے باشندے اس عہد میں انباط تھے اور قرآن مجید کے نسخ عبارت سے جس طرح یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک شاہی دار الحکومت ہو گا، یونانی تاریخ جو خود انباط کے عہد وجود میں لکھی گئی ہے اسکی تصدیق کرتی ہے۔

قرآن مجید نے ان کی سنگی عمارتوں کا ذکر کیا ہے، گو ان کے آثار اب تک قیم حجر، تیار، اور علاء وغیرہ میں موجود ہیں، لیکن انباط کی معاصر تاریخ بھی اس کے ثبوت سے خالی نہیں، اسٹرابو لکھتا ہے:

”ان کے مکانات عالی شان اور پتھر کے ہوتے ہیں“ (طلائے مدین ص ۲۲۸)

مسلمان جغرافیہ نویسوں نے ان عمارتوں کو تیسری چوتھی صدی میں دیکھا

تھا، صطخری بیان کرتا ہے:

”دیکھو فضل“ انباط کا رقبہ حکومت“

۳۵ طلائے مدین یعنی گولڈمانس آف مدین ص ۳۱۲

(۲) آل غسان کی زبان و خط تحریر دونوں اسماعیلی ہیں، 'زبان' شمالی عربی زبان ہواؤ خط تحریر بنطی ہے، اگر یہ قحطانی خاندان ہوتا تو زبان و خط دونوں حمیری ہوتے،

(۳) خود عرب مورخین کی شہادت ہے کہ آل جفنه پہلے تھامہ میں نہر غسان کے پاس آباد تھے اور اسی لئے اُن کو غسانی کہتے ہیں اور یہ معلوم ہے کہ تھامہ خاص اسماعیلی عربوں کا مرکز تھا، عربوں کے علاوہ یونانیوں نے بھی دوسری صدی عیسوی کے وسط میں تھامہ اور سواحل بحر احمر پر ان کی سکونت بیان کی ہے،

(۴) یہ وہ دلائل ہیں جو مستشرقین یورپ اس موضوع کے متعلق پیش کرتے ہیں، لیکن ہم اس سے بھی زیادہ واضح دلیل پیش کرتے ہیں، ابوطاہر مقدسی، مصنف کتاب البدو والخباء جو ایک قدیم مصنف ہے، ایک موقع پر لکھتا ہے:

وقال المنذر بن حرام جد حسان بن | حسان بن ثابت کا دادا المنذر بن حرام جو خالص مانہ جاہلیت
ثابت بن المنذر في الجاهلية العمياء | میں تھا انکا (اوس و خزرج کا) نسب غسان تک اور غسان
بن كرنسبهم الى غسان ثم الى ثابت بن مالك | سے ثابت بن مالک تک اور ثابت بن مالک سے ثابت بن
ثم الى ثابت بن اسمعيل بن ابراهيم، | اسماعیل بن ابراہیم (علیہما السلام) تک پہنچتا ہے،

ورثا من البهلول عمرو بن عامر | و حارثة الغطريف هجداً مؤثلاً
موارث من انباء نبت بن مالك | و نبت بن اسماعيل ما ان تحوّل

شاعر خود غسانیوں کا ہم نسب ہونا ظاہر کرتا ہے، اور خود غسانیوں کے زمانہ وجود میں قصیدہ
لکھا گیا، اس بنا پر آل غسان کے متعلق اس سے موثوق تر شہادت نہیں مل سکتی، اگر یہ
شعر غلط بھی ہوں تب بھی کم از کم اتنا تو بے شبہ ثابت ہوگا کہ ابتدائی صدیوں میں غسانیوں کا

آلِ غَسَّان

نابت بن اسماعیل کی ایک ور شاخ

غَلَبَتِ الْوُؤْمُ فِي اَذْنِ الْاَسْرَاطِ

انباط کے ٹٹنے کے بعد حدود شام میں ایک اور عرب خاندان نے ظہور کیا، جسکو
عموماً آل غسان یا غسانہ، اور کبھی بانی خاندان کے نام سے آل جفثہ کہتے ہیں،
آل غسان کا نسب عام علمائے انساب کی تشریح کی بنا پر آل غسان قحطانی سب کے خاندان
کہلان سے تھے کہلان کمالا خاندان عمر مزینا، کو پہلے سے معلوم ہو چکا تھا کہ سد عمر ٹٹیکا
اور سب برابر ہو جائینگے، اسلئے وہ میں سے نکل کر حجاز کی راہ سے شام آیا، بعض حجاز و تہامہ میں
رہ گئے اور وہ اوس و خزرج وغیرہ ہیں، اور بقیہ حصہ شام و عراق چلا گیا، لیکن اصول تحقیق کے رو سے
یہ تمام تر افسانہ ہی، گذشتہ ابواب میں قحطانی و اسماعیلی خاندانوں کی تشخیص و تمیز کی اتنی علانی
بیان کی جا چکی ہیں کہ ان کے ذریعہ سے آسانی و دونوں سلسلوں میں امتیاز کیا جاسکتا ہے،
جس سے کلبی اور ابن ہشام (علمائے انساب) کے اکاذیب کا انبار دفعہ جگر خاکستر ہو جاتا ہے،
(۱) ساد حمیر کے بیان میں قحطانی، اور انباط کی فہرست میں اسماعیلی، ناموں کی طویل
فہرست گزر چکی ہے، آل غسان کے ناموں کو دونوں کے درمیان رکھ کر دیکھ لو، تم فوراً کہہ دو گے
کہ یہ یقیناً اسماعیلی تھے اور اسماعیلیوں میں بھی نابتی،

زیر اقتدار تسلط تک باقی تھی، نیز بطلیموس کے عہد تک یعنی دوسری صدی عیسوی تک آل غسان تہامہ میں موجود تھے،

ابو الفدا نے انکی مدت .. ۳۰۰ قرار دی ہے، اور قرآن مذکورہ بالا کے لحاظ سے یہ تقریباً صحیح ہے، اس بنا پر انکی حکومت کا ابتدائی زمانہ تیسری صدی سحی کا اوائل ہوگا، عرب مورخین کا بیان ہے کہ غسان سے پہلے یہاں مشہور عرب قبیلہ قضاعہ کی شاخ تنوخ اور سلیم (ضجعم) برسر اقتدار تھی اس بنا پر ان کا زمانہ تسلط (زوال انباط) سے سنہ ۱۰۰ (عروج غسان) تک ہوگا،

عرب و شام کے درمیان جو حدود ہیں، انکو حوران کہتے ہیں، اور انھیں کاؤرعات بھی نام ہے، یہ قدیم زمانہ میں موآب، عمان اور ادم سے متعلق تھا، اور اس عہد سے پہلے یہاں انباط کی حکومت تھی، اب گو یہ رومیوں کے زیر اقتدار تھا، تاہم صلاً آل غسان کی حکومت تھی، تدمر، رقیہ، عمان، معان، وغیرہ شہر اس میں آباد تھے، مشہور شہر بصری، اسکادرا، حکایت تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل بعثت اسی حکومت کے زمانہ میں بغرض تجارت شام اس شہر میں وارد ہوئے تھے، بحیرار اہب کا جو قصہ بیان کیا جاتا ہے وہ بھی یہیں کا واقعہ ہے،

اس خاندان کے بادشاہوں کی تعداد حمزہ نے ۳۲ بیان کی ہے، لیکن اس تعداد میں عموماً بعض معاصر حکمران غسانی شہزادوں کو بھی شمار کر لیا گیا ہے، حقیقی اور مستقل بادشاہوں کی تعداد مسعودی نے ۱۹ اور ابن قتیبہ نے ۱۰ لکھی ہے، لیکن چار سو برس کی مدت کے لیے یہ تعداد کم ہے،

اسکندر کے بعد ایران میں ۳۲۰ ق م میں جو طوائف الملوکی پیدا ہوئی، اس کا خاتمہ

نابت بن اسماعیل کی نسل سے ہونا زیر بحث تھا،

آخری فیصلہ کے لئے ہم قحطانی حمیری اور اسماعیلی بنطی بادشاہوں کے نام غسانیوں کے پہلو بہ پہلو لکھتے ہیں، اس مقابلہ سے قومیت کار از خود بخود فاش ہو جاتا ہے،

قحطانی	غسانی	اسماعیلی بنطی
فرع نہب	جفنه	حارث اول
ذمر علی بن	ثعلبہ	زید ایل
ایشجیح	حارث اول	حارث دوم
کرب ایل و تار	جبلہ اول و دوم	عبادہ اول
یاسر انعم	حارث دوم	حارث سوم
شمر عیش	منذر	ریبال
ملیکرب یو نعم	نعمان	عبادہ دوم
شربیل یعفر	حارث سوم	مالک اول و دوم و سوم
ذونواس	حارث چہارم	حارث چہارم

آل غسان کی تاریخ یہ معلوم ہو چکا ہے کہ دوسری صدی کے وسط میں غسانی، تہامہ میں اقامت گزین تھے، اسکے بعد وہ حدود شام میں منتقل ہوئے ہیں، ان اطراف میں غسانیوں کی تہا حکومت کا زمانہ ۳۳۳ء (عہد فاروقی) ہے، ابتدائے عہد کی تاریخ نامعلوم ہے، اب قرائن سے اسکی تعیین کرنی چاہئے، عرب مورخین کی تفصیل کی بنا پر غسانیوں کی مدت حکومت میں اختلاف ہے، حمزہ صفہانی نے ۶۰۰ برس لکھے ہیں، اس بنا پر انکا ابتدائی زمانہ پہلی صدی مسیحی ہوگا، لیکن یہ قطعاً غلط ہے، کیونکہ یہ قطعی طور سے معلوم ہے، کہ انکا حکومت رومیوں کے

رومیوں کے ساتھ ایرانیوں کی لڑائی میں اسنے نہایت ناموری حاصل کی، ۵۶۳ء میں قیصر روم کی ملاقات کو قسطنطنیہ گیا، اسی کی وساطت سے کندہ کا شہزادہ اور عربی کا مشہور شاعر امرالقیس قیصر تک پہنچا تھا، حارث نے ۵۶۹ء میں وفات پائی،

حارث کے بعد مندر تخت نشین ہوا، بہادری اور رومیوں کی اعانت میں بھی اپنے پیشرو سے کم ثابت نہوا، ۵۷۵ء میں قسطنطنیہ گیا، رومیوں نے اس کے سر پر تاج رکھا، حارث کے بعد اور بھی ایک دو بادشاہ رومیوں کی تاریخ میں مذکور ہیں لیکن انھوں نے کوئی بڑی ناموری حاصل نہیں کی،

چھٹی صدی کی ابتدا سے رابع صدی تک (۶۱۰ء سے ۶۲۵ء تک) مشرق و مغرب میں یامجوسیّت اور عیسائیّت میں جو زور آزمایاں ہوئیں، اُن سے غسانیوں کی چھوٹی سلطنت بھی متشتی نہ تھی، خسرو پرویز کی اولوالعزمیوں نے پندرہ برس میں، دامن فرات سے وادی نیل اور ساحل باسفورس تک ہر جگہ خاک اڑادی، شام میں رومیوں کی شکست نے ۶۱۳ء میں غسانیوں کی بساط اُلٹ دی، قرآن مجید کی یہ پیشینگوئی جو سورہ روم میں ہو، اسی موقع کے متعلق کی ہو،

رومی اپنی شہنشاہی کا تمام مشرقی حصّہ کھو چکے تھے، آرمینیہ، شام، مصر، ایشیائے کوچک، ہر جگہ صلیبی علم کے بجائے دَفش کا دیانی لہرا رہا تھا، ایرانی قسطنطنیہ کا محاصرہ کیئے ہوئے پڑے تھے، ہرقل (ہرکلیوس) قیصر روم، قسطنطنیہ سے فرار کا سامان کرچکا تھا کہ مکہ کا پیغمبر نبوت کی پُر جلال آواز میں مترنم ہوا،

اَلَمْ عَلَيَّتِ الرُّومُ فِي اَدْنٰى الْاَرْضِ. وَهُمْ مِنْ اَلَمْ رومی قریب کے ملک میں مغلوب ہو گئے، وہ مغلوبی بَعْدَ عَلَيْهِمْ سَيِّغْلِبُوْنَ، فِيْ بَضْعِ سِنِيْنَ، روم کے بعد عنقریب چند سالوں کے اندر غلبہ پائینگے،

۶۲۶ء میں اردشیر بن بابکان ساسانی کے ظہور پر ہوا اسی نئی طاقت نے جو جوش سے بھری ہوئی تھی، عرب کے شمالی حدود پر رومیوں سے ٹکرا کھائی، اور تین صدیوں تک برابر باہم زور آزمایا رہی،

یہی مواقع تھے، جن میں ایران و روم دونوں عربوں کی اعانت کے طالب تھے، شاہان حیرہ (عراق) ان معرکوں میں ایرانیوں کی طرف تھے، غسانی جنہوں نے عموماً عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا رومیوں کے ساتھ تھے، اس تعلق سے رومیوں کی تاریخ میں جن غسانی بادشاہوں کے نام آئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں،

- | | | |
|-----------------------------|------|------------------------------------|
| ۱۔ جبہ | ۶۵۰۰ | ۵۔ حارث اصغر بن حارث اکبر |
| ۲۔ حارث اکبر بن جبہ | ۶۵۶۹ | ۶۔ حارث اعرج بن حارث اصغر |
| ۳۔ ابوکرب منذر بن حارث اکبر | ۶۵۸۲ | ۷۔ نعمان بن حارث اصغر |
| ۴۔ نعمان بن منذر | ۶۵۸۳ | ۸۔ عمرو بن حارث اصغر و حجر بن عمرو |

۶۶۳۶

۱۰۔ جبہ بن ایہم

آل غسان کی تاریخ نامہ ایران و روم کی تاریخ کا خلاصہ ہے، اور اسی تعلق سے غسان ہمیشہ حیرہ کے بادشاہوں سے لڑتے رہتے تھے، ایرانیوں کے مقابلہ میں رومیوں کو اگر کبھی کامیابی ہوئی تو وہ ہمیشہ غسانیوں کی امداد کا نتیجہ تھا، اور خود رومی بھی شکرگزاری کے ساتھ اس نتیجہ کا احساس کرتے تھے،

رومیوں کی تاریخ میں سب سے پہلے جبہ کا نام آتا ہے، ۹۴۷ء کی ملکی بغاوت میں اسے رومیوں کی بڑی مدد کی تھی، جبہ کے بعد حارث بن جبہ رومیوں کی نظر میں عرب کا سب سے بڑا ہیرو ہے، یہ نہایت مہیب شجاع اور پُر دل بادشاہ، ۶۵۲ء میں حیرہ کی اور ۶۵۳ء میں

صلح کر کے مراجعت فرمائی، سنہ (۶۳۲ھ) میں اُسامہ کی زیر قیادت ایک بہت بڑی جمعیت شام کی طرف جانیکو طیار تھی کہ آنحضرت صلعم نے وفات فرمایا،

سنہ (۶۳۶ھ) میں جو فاروق اعظم کا دور خلافت تھا، مسلمانوں نے شام پر مسلسل حملے شروع کیے، غسانی شہزادہ جبکہ بن ایہم، مطیعانہ اسلام لایا، اور نہایت ترکہ احتشام کے ساتھ مدینہ آیا، حضرت عمرؓ نے اُسکی بڑی عزت کی، اتفاق سے حج کا موسم پیش آیا، طواف میں اُسکی چادر کا گوشہ ایک بدوی عرب کے پاؤں کے نیچے دب گیا، نو مسلم شہزادہ نے غصہ سے اُسکو ایک طمانچہ مارا، بدوی نے حضرت عمرؓ سے فریاد کی، حضرت عمرؓ نے فرمایا تم کو اسکا قصاص دینا ہوگا، شہزادہ نے کہا کہ کیا ایک عامی شخص کے مقابلہ میں بادشاہ کی کوئی عزت نہیں ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں اس بارگاہ میں شاہ و گدا کی کوئی تمیز نہیں ہے،

جبکہ نے ایک شب کی ہملت طلب کی، رات کو چھپکر شام چل دیا، اور وہاں سے عیسائی بنکر قسطنطنیہ چلا گیا، لیکن اب وہ نادم تھا، اور جب تک جتیار ہندامت کے آنسو بہا تا رہا،



دفعۃً ہوا کا رخ بد لگیا، ۶۱۶ء سے ۶۲۴ء تک رومیوں نے ایک ایک کر کے اپنا ملک واپس لے لیا، غسانیوں نے سنبھالا لیا، حارث بن ابی شمر ایک پُر زور شخص غسانیوں میں بادشاہ ہوا،

لیکن اب خود اسلام کا نیر تا بان شجاع فگن تھا، ۶۲۹ء میں آنحضرت صلیم نے شاہان عالم کے نام اسلام کی دعوت بھیجی، وحیہ کلبی ہرقل کے اور شجاع بن وہب اسدی جبیلہ غسانی کے دربار میں پہنچے، لیکن بد بختوں نے نہ صرف یہ سعادت قبول نہ کی بلکہ بعض دعاۃ اسلام کو تکلیف دی یا قتل کر ڈالا، اور گزشتہ فتوحات سے بدست ہو کر اب خود مدینہ پر حملہ کی تیاری کرنے لگے،

انباط جواب رومیوں کی رعایا تھے، دونوں طرف کے جاسوس تھے، مدینہ من خبر پہنچتی تھی کہ غسانی گھوڑوں کی نعلبندی کر رہے ہیں، اور اب آتے ہیں، آخر آنحضرت صلیم نے پیشقدمی مناسب سمجھ کر ۶۳۰ء میں تین ہزار مسلمانوں کی جمیعت حدود شام کی طرف روانہ فرمائی، اُدھر سے رومی ہتیار رومیوں اور عربوں کی فوج لیکر بڑھے، مقام موتہ میں دونوں کا تصادم ہوا، اور ایک غیر منفصل جنگ کے بعد مسلمانوں نے مدینہ کی طرف مراجعت کی، ۶۳۱ء میں خبر پہنچی کہ ہرقل غسان، لخم، جذام، عاملہ وغیرہ عرب قبائل کو لیکر حملہ کی تیاریاں کر رہا ہے، اور ایک سال کی بیشکی تنخواہ تمام سپاہیوں کو تقسیم کر چکا ہے، ناچار خود آنحضرت صلیم نے بنفس نفیس تیس ہزار جان نثاروں کے ساتھ شام کا رخ کیا، بتوک کے مقام میں پہنچ کر بیس روز تک رومیوں اور غسانیوں کا انتظار کیا، لیکن وہ مقابل نہ آئے، آنحضرت نے حوران کے بعض مندر

اوس و خزرج کا بھی بجائے خود یہی دعویٰ ہے اس بنا پر اگر ہمارے دلائل غسان کے
ثابتی الاصل ہونے پر صحیح ہیں، تو وہی بعینہ اوس و خزرج کے ثابتی ہونے پر بھی ثبوت ہیں
۳۔ اوس و خزرج کے اسماعیلی ہونے پر ایک اور دلیل یہ ہے کہ قریش سے اُنکے رشتے ناتے
تھے ہر سال پابندی کے ساتھ وہ حج کو آتے تھے،

۴۔ منذر بن حرام (حسان بن ثابت کا دادا) جو زمانہ جاہلیت میں اور خزرج کے قبیلہ سے
تھا، اپنا نسب ثابت ابن ہاشم سے لے کر پہنچاتا ہے اور اس پر فخر کرتا ہے،

ورثا من البہلول عمرو بن عامرٍ وحارثۃ الغطفیۃ محمداً موثلاً
موارث من ابناء نبت بن مالک و نبت بن اسماعیل ما ان یحولا

عمرو بن عامر اور حارثہ، دونوں غسانی اور اوس و خزرج کے پورا علی تھے غسان
نے شام کا رخ کیا، اور اوس و خزرج نے، حجاز کے شہر یشرب (مدینہ) میں سکونت اختیار کی،
یشرب نہایت قدیم شہر تھا، یونانیوں نے اسکا اشراف کے نام سے ذکر کیا ہے، اسلام آیا تو
طیبہ مدینہ النبی (پیغمبر کا شہر) نام قرار پایا، اور منتشر ہو کر صرف مدینہ رہ گیا، پہلے یہاں عرب
سامیہ اولی آباد تھے، اُنکے بعد یہاں یہود آئے، اور آخرین اوس و خزرج کے قبیلے آکر بسے،
اوس و خزرج کی شاخیں | تو والد و مورز زمانہ سے یہ دو قبیلے متعدد فروع اور شاخوں میں تقسیم
ہو گئے تھے،

۱۔ اوس

اوس کے صرف ایک دلاوہی، مالک جسکی اولادوں کی حسب ذیل شاخیں ہیں،
عمرو بن مالک، نبت، عبد الاشمل، بنو ظفر، کعب بن خزرج بن مالک بن اوس

۱۵ دیکھو جلد اول میں جغرافیہ عرب ص ۷۲،

اوس و خزرج

نابت بن اسماعیل کی ایک اور شاخ

انصار
وَالَّذِينَ آؤُودُ وَنَصَرُوا

اوس و خزرج عرب کے دو مشہور قبیلوں کے نام ہیں، جو اسلام کے پہلے سے مدینہ میں سکونت پذیر تھے، اسلام آیا تو وہ اُسکے پر زور دست بازو تھے، اور انصار انکا خطاب تھا،

اوس و خزرج کا نسب عام طور سے انکو بھی قحطانی الاصل اور کھلمان کے خاندان سے قرار دیا گیا ہو، لیکن ہمارے نزدیک یہ رائے بھی صحت سے تھی مایہ ہوزبان، مذہب اور اخلاق قومی کے علاوہ روایات سے بھی ان کے اسماعیلی ہونے پر مستحکم دلائل قائم ہیں،

۱۔ بخاری میں روایت ہے کہ ابو ہریرہ نے انصار کے ایک مجمع کو مخاطب کر کے حضرت ہاجرہ کا قصہ سنایا، آخر میں کہا تِلْكَ اَمْكُم بِابْنِي مَاءِ الْمَاءِ، اے پاک نسبو! تھیں تمہاری ماں! محدثین کو اس حدیث کی تاویل میں نہایت دقتیں تھیں لیکن آج جدید تحقیق نے تاویل و شبہ کا پردہ چاک کر دیا،

۲۔ تمام علمائے انساب اس پر متفق ہیں کہ اوس و خزرج، غسان کے ہم نسب ہیں، اور خود

لیکھ دو دشام تک، خیبر، فک، بتوک، تیما، مدین، وادی القریٰ، حجر، وغیرہ میں اکثر ان کے قلعے اور برابر برابر آبادیاں تھیں، مدینہ میں بنو قریظہ اور نضیر کے مضبوط و مستحکم قلعے تھے، اسلام آیا تو بھی اُن کا مایہ غور تھا، قرآن نے انھیں قلعوں کی نسبت کہا ہے:

وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ | خدا نے اُن یہودیوں کو جنھوں نے کفار قریش کی مدد کی
مِنْ صَيَاصِيهِمْ، (احزاب ۳) | تھی، اُنکے قلعوں سے اُتارا،

لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرَى مُحَصَّنَةٍ | اے مسلمانو! یہ یہود تم سے صرف قلعہ دارستروں میں
أَوْ مِنْ قِدَادٍ جِدَادٍ (حشر ۲) | یا فیصلوں کے پیچھے ہو کر لڑینگے،

ان جنگی اسباب و تدابیر کے ساتھ ان کے مالی کاروبار کا جو بال تمام ملک میں پھیلا ہوا تھا از بنجیرین تھیں جو تمام باشندوں کے پاؤں میں اُنھوں نے ڈال رکھی تھیں، غرض یہ اسباب تھے کہ اوس و خزرج یہاں آکر ابھی ٹکے بھی نہ تھے، کہ وہ ان کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئے، اوس و خزرج کو بدویانہ زور و قوت میں اُن سے زیادہ تھے، لیکن سامان، دولت، ہنر، اور دیگر قولے معنوی میں اُن سے فروتر تھے، اس بنا پر وہ یہودیوں سے نہایت متاثر ہونے لگے، یہاں تک کہ اس سے مذہبی اثر بھی پیدا ہونا شروع ہو گیا، اوس و خزرج نذر مانتے تھے کہ بچہ جیتا رہا تو یہودی بنادون گا،

بالآخر اوس و خزرج نے تنگ آکر بنو غسان سے جو ان کے ہم نسب تھے،

۱۔ کتب جغرافیہ اور مغاری میں مقامات مذکورہ کے حالات پڑھو،

۲۔ کتب حدیث میں کتاب الاستقراض ابواب بیوع و تجارت، و قصۃ قتل کعب اشرف پڑھو،

۳۔ دیکھو تفسیر لا اکواہ فی الدین۔

عوف بن مالک - بنو عمرو بن عوف زاہل قبا ابنو حجبی، مرہ بن مالک، (جبار وہ اور
 اوس اللہ بھی اسی کا نام ہے)
 سالم بن مالک - بنو واقف،
 سالم بن مالک - قبیلہ سعد بن خثیمہ،
 عبداللہ بن مالک - بنو خطمہ،

۲- خزرج

جشم بن خزرج - بنو زید، بنو سلمہ، بنو بیاضہ۔
 عوف بن خزرج - بنو الجملی (قبیلہ عبداللہ بن ابی بن سلوک رہا المنافقین بنو قوفل
 بنو سالم،

حارث بن خزرج -

عمرو بن خزرج - بنو تجار (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہاں کو)

کعب بن خزرج - بنو ساعدہ (جن کا سقیفہ مشرور ہے، یہی سعد بن عبادہ کا قبیلہ ہے)

اوس و خزرج کی تاریخ | اوس و خزرج کی تاریخ ان کے ہم وطن یہودیوں کے ساتھ
 مخلوط ہیں یہ مختلف فیہ مسئلہ ہے کہ مدینہ اور اطراف مدینہ کے یہود، اصلاً بنی اسرائیل تھے
 یا یہودی المذہب عرب تھے تاہم شمالی عرب میں نہایت کثرت سے اصل یہود آباد
 تھے، مدینہ کے اطراف میں بنو قریظہ، بنو نصیر اور بنو قینقاع پرزور یہود خاندان آباد تھے،
 تجارت، زرگری، ہاجنی لین دین، قرض دینا، رہن رکھنا، سود پر روپیہ لگانا، یہ
 انکے پیشے تھے، بدوی عربوں سے حفاظت اور ملک میں سیاسی رعب پیدا کرنے
 کے لئے ہر تجارتی گودام پورا جنگی قلعہ تھا، جنوب میں مدینہ انکی آخری سرحد تھی مدینہ سے

افراد بھی شامل تھے، یہی لوگ منافقین تھے اور عبد اللہ ان کا سرِ ارہس المنافقین تھا،
 اوس و خزرج نے انصار کے نام اسلام میں زندگی جاوید پائی، دنیا کے ہر گوشہ
 میں جہاں قرآن کا کوئی صفحہ اور مسلمانوں کا کوئی گھرانہ ہو، انصار کا نام زندہ ہو،
 وَالَّذِينَ آذَوْا وَنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الَّذِينَ كَانُوا يَكْفُرُونَ
 اَلْمُؤْمِنُونَ كَقَطَّ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ
 اِجہی رزق ہے، (انفال)



مدد کے طالب ہوئے، غسانیوں نے آکر یہودیوں کا زور توڑا، تاہم مالی تعلقات ایسی چیزیں نہیں ہیں جو تلوار سے کاٹ دی جا سکیں، یہودی حقیقت میں جن سلمہ سے لڑتے تھے، ان کا جواب فوجوں سے نہیں ہو سکتا تھا، اسلئے ظہور اسلام تک انکی زیر دست قائم رہی، پھر بھی وہ پہلے سے اچھی حالت میں تھے

ادھر یہودیوں سے کسی قدر فراغت ملی، تو خود آپس میں لڑنا شروع کیا، جسکا مسئلہ ایک مدت تک قائم رہا، ان کی مشہور لڑائیوں کے نام یہ ہیں: یوم الریح، یوم البقیع، حرب قارع، یوم بغاث، اس متواتر جنگ میں ادس و خزرج کے اکثر اہل اوعاکام آئے، آخر فریقین نے تھک کر مصالحت کر لی، اور قبیلہ عوف بن خزرج کے سردار عبداللہ بن ابی بن سہل کو متفقاً اپنا بادشاہ اور شرب کا "تاجدار" تسلیم کر لینا چاہا، کہ اس اثنا میں خورشید اسلام طلوع ہوا، ادس و خزرج کے بارہ آدمیوں نے موسم حج میں داعی اسلام کا وعظ سنا، اور ایمان و بیعت سے مالا مال ہو کر گھر واپس آئے، دوسرے سال اسی موسم میں ستر آدمی، اور فرغ اسلام سے منور ہو گئے اور آخر نبوت کے تیرھویں سال ۶۲۶ء میں رحمت عالم کو شرب کی شہنشاہی کیلئے لے آئے،

سورہ عالم صلعم نے مدینہ آکر سب سے پہلے یہودیوں سے چند شروط پر مصالحت کی، ادس و خزرج کے باہمی قتلوں کو سر و کیا، عبداللہ بن ابی جو بادشاہی کا دعویٰ کرتا تھا، ڈر کر خاموش تھا، تاہم قتلہ پرداز یوں سے باز نہ آتا تھا، اس کے ساتھ چند کمزوروں کے

۱۵ کمال ابن اثیر ج ۱ ص ۳۰۳ - ۳۱۳، مصر

۱۶ بخاری کتاب الجالیہ

۱۷ بخاری السلام علی جماعیۃ فیہا المسلم والکافر

وہ اسماعیل کے بیٹے قیدار کی پشت سے دُنیا میں جلوہ افروز ہوا، یعنی پیغمبر عالم، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نسل قیدار کی شاخ عدنان سے پیدا ہوئے، ایک قوم ہونے کی حیثیت سے قیدار کا نام سب سے پہلے تسلیم مین حضرت داؤد کی زبور میں نظر آتا ہے، بنو قیدار اس زمانہ میں خیموں میں رہتے تھے، حضرت داؤد بادشاہی سے پہلے بہت دنوں تک بنو قیدار کے خیموں میں رہے تھے (۱۲-۵)۔

تسلیم مین حضرت سلیمان بھی اپنی غزل میں قیدار کے خیموں کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ کالے رنگ کے ہوتے ہیں، اور میں قیدار کے خیموں کے مانند سیاہ ہوں، یہ سیافیمے کالے لکڑوں کے ہوتے تھے، جواب تک بدوی عربوں کے لیے صحرائیں قصر کا شائے ہیں، خود مکہ آنحضرت صلعم سے چند پشت پہلے صرف خیموں کا شہر تھا کوئی پتھر یا مٹی کی عمارت موجود نہ تھی،

تحریری حیثیت سے دو سو برس کے بعد پھر قیدار کا نام اسیریا کے کتبات میں ملتا ہے، ملک عرب کا نام ان کتبات میں ”عربی“ ہے، اول ”زیمی“ اور ”سمسی“ دو شاہزادیوں کا ذکر ہے، زیمی کی اصل شاید زباز اور ”سمسی“ کی شمسہ ہو، ذیل کی سطور میں ہم ان کتبات کا اقتباس ایک نہایت معتبر کتاب سے کرتے ہیں۔

”ملکہ زیمی (یا زباز) تغلات پلاسروس، شاہ اسیریا (۸۵۵ ق م - ۸۴۵ ق م) کی معاصر تھی تغلات پلاسر پہلی بار ”زیمی ملکہ عربی“ کو صرف مفتوحین اور باجگذاروں کی فہرست میں ذکر کرتا ہے (ص ۱۲۱) اسکے بعد ”زیمی ملکہ عربی“ کا دوبارہ ذکر آتا ہے، زیمی نے تسلیم مین خراج ادا کیا تھا، اُسکے بعد سے پھر عرب سے خراج وصول نہیں ہوا

۱۵ تاریخ بابل و اسیریا ج ۲، مصنفہ راجرس امریکائی، صفحات کے حوالے بجا دینے کے لیے

۱۲۔ قیدار

مِلَّةَ آيِيكُمْ اَبْرَاهِيْمَ

قیدار حضرت اسماعیل کا دوسرا بیٹا تھا، شہرت اور اعزاز میں اپنے تمام بھائیوں سے زیادہ ممتاز تھا، لفظ ”قیدار“ کے عبری میں معنی ”سیاہی“ اور غم کے ہیں، عربی میں بھی لفظ ”کدر“ و ”کدورت“ ہی، شاید حضرت اسماعیل نے یہ نام باپ سے جدائی اور صحراوردی کے غم کی یادگار میں رکھا ہو، قیدار بنائے روایات تو راء و عرب حجاز میں آباد ہوا تھا، فارسی صاحب جنگی موافقانہ شہادت نہایت مشکل سے میسر آ سکتی ہو وہ لکھتے ہیں،

”اشعیانی نے قیدار کے جس ملک کا ذکر کیا ہو، اسکو شہرخص جو جغرافیہ عرب سے واقف ہو

ذوالہمدیکا کہ وہ عرب کے صوبہ حجاز کا صحیح نقشہ ہو جس میں مکہ اور مدینہ کے مشہور شہر واقع

ہیں، عربوں کی قومی روایت بھی تاریخی رتبہ حاصل کر لیتی ہو، جب ایک طرف

اسکی تصدیق کتب مقدسہ سے ملتی ہو جس سے قیدار کا اسی حصہ ملک میں ہونا ثابت ہو،

اور دوسری طرف اریانوس، بطلمیوس اور پلینی کے بیان سے ملتی ہو جو کیداری قوم

کی اسی صوبہ میں موجودگی کی غیر مشتبہ شہادت دیتے ہیں،

قیدار کی اہمیت و عظمت کیلئے یہ دلائل کافی ہیں کہ اسکا نام تو راء کے صفحات

میں اسیریا کے کتبات میں، اور یونان کے جغرافیہ میں ہر جگہ موجود ہو، لیکن اس سے

بھی عظیم الشان عزت اسکو یہ حاصل ہو، کہ وہ نورانی جو آدم و ابراہیم کو ودیعت ہوا تھا،

لے ج ا ص ۲۴۰، ملخصاً،

آخراہل اسیریا کے ہاتھ میں گرفتار ہو گیا اور پانچویں اسیر لایا گیا اور دروازہ پنگبان کے کی طرح
پاسبانی کی خدمت اسکے لئے مقرر کی گئی، اسی سلسلے میں قیدار کا ایک اور سردار عم ہندی
بھی قابل مواخذہ سمجھا گیا، وہ فلسطین جا کر پناہ گزین ہوا، لیکن وہاں بھی اسکواں نہ ملی
فلسطین فتح کر لیا گیا اور وہ قید ہو گیا، ملکہ عادیہ بھی گرفتار ہوئی، اور اب انبی شیخ عربی
کا بادشاہ ہوا، انبی شیخ کی مدت حکومت بہت کم معلوم ہوتی ہے، اور یکا یک تخت عولیط بن یڑ
کو دیکر تاریخ اسے غائب ہو جاتا ہے، اور پھر ایک زمانہ کے بعد شیخ بنی قیدار کی صورت میں نظر آتا ہے
اب بتواتر انان (رئیس) انبا (یوئسی) رئیس عربی اور ابی تیغ شیخ قیدار شققا اسیریا کے مقابلہ میں
اٹھتے ہیں، لیکن سو قسمت سے ناتان گرفتار ہو جاتا ہے، اور سب بچکر نکل جاتے ہیں،

(ص ۵۴۵-۵۴۶)

کتبات مذکورہ کے بیانات سے یہ صاف صاف نہیں واضح ہوتا کہ زبیبی اور
سمسی بنی قیدار سے تھیں یا نہیں، لیکن آخری فقرون سے قیاس غالب یہ ہوتا ہے کہ
یہ خاندان قیدار ہی تھا، ان کتبات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ نابت اور قیدار کی اولاد میں
اسوقت الگ الگ ہو گئی تھیں، اور شمالی عرب کے مختلف گوشوں میں انکی متفرق
ریاستیں قائم ہو چکی تھیں،

اشعیان بنی جو تقریباً اسی زمانہ میں تھے، یعنی آٹھویں صدی ق م میں وہ بیان کرتے
ہیں کہ قیدار ایک شاندار اور بہادر قوم ہے (۲۱-۱۶) گاؤں میں انکی بہت سی آبادیاں ہیں
(۲۲-۱۱) بھیڑ بکری انکی دولت ہے، اسی کی وہ تجارت کرتے ہیں (۶۰-۷۰)

قیدار کے متفرق رؤسا میں سے عربوں کے نزدیک سب سے زیادہ مشہور
عدنان ہے، قیدار کی نسل کی تمام شاخیں شجرہ انساب میں اسی عدنان تک منتهی ہوتی ہیں

اب بجائے ”زیبی“ کے ”لمک“ سمسی“ یعنی شمسیتخت نشین تھی، سمسی نے خراج دینے سے انکار کر دیا، اور اسیری سپاہ کو ناکامیاب واپس کر دیا، ناچار وہ لڑنے پر مجبور کی گئی، اسیری غالب آئے اور سمسی کی ملکیت کے اونٹ اور میل لوٹ لئے گئے، ایک اسیری سردار تحصیل خراج کے لیے متعین ہوا، اس فتح کا یہ اثر ہوا کہ سب نے بھی شاہ اسیر یا کو نذرین پیش کیں (ص ۱۳۰، ۱۳۱)۔

”سلسلہ ق م میں سرجون ثانی شاہ اسیر یا نے شمالی عرب پر فوج کشی کی، خیفہ ایک قبیلہ تھا جسے سرتابی کی تھی، ثود، عبادیدی (عباد) اور مرینی (؟) خیفہ کے طرفدار تھے، خیفہ، انتہائی شمال میں موجودہ شہر مدینہ کے متصل اور بقیہ قبائل کی طرف مکہ سے نیچے آباد تھے، شمر سبا، اور سمسی ملکہ عرب نے، جس کا ملک انتہائے شمال واقع معلوم ہوتا ہے، نذرین پیش کیں (ص ۱۶۴)۔“

”آشورینا پال شاہ اسیر یا کے عہد حکومت ۲۵۰۰ تا ۲۴۰۰ ق م، این یو تھ بن ہزل، عربی کا بادشاہ تھا اور عادیہ بادشاہ بگم تھی، یو تھ نے اپنے حدود حکومت میں عرب، اودم، یبرود، بیت عمون، حوران، مواب، سعیر... داخل کر لیے تھے، اور ان مقامات کے حدود میں عربوں کی چوکیاں مقرر کیں، یو تھ نے بنی قیدار کی ایک فوج دو عرب شیخ ابی تیج، اور ابامو کے ماتحت روانہ کی، بنی قیدار کی یہ فوج بابل سے پیچھے ہٹا دی گئی، اور کم از کم ان میں سے ایک شیخ گرفتار کر لیا گیا، عرب جو اسیر یا میں آباد تھے، جبراً اس فوج کی شرکت سے باز رکھے گئے تھے، اس لیے متوقع ملک عرب کو نہیں پہنچ سکی۔“

”یو تھ بنطیون (نابتیون) کی چھوٹی سی ریاست میں پناہ گزین ہوا، یونیٹا Uaita

یو تھ کا بھتیجا تخت پر قابض ہو گیا، اور بہادری کے ساتھ اسیری قوت کی مدافعت کرتا رہا،

شہزادوں کا ذکر کرتے ہیں:

عرب اور قیدار کے تمام شہزادوں نے بھیڑ بکری کا تجھ سے بیوپار کیا (۲۴-۲۱)

ان انبیاء کی معاصرانہ شہادتوں سے بنو قیدار کی معاشرت یہ ظاہر ہوتی ہے کہ وہ خمیوں اور گاؤں میں آباد تھے، بہادر اور شجاع تھے، قبائل کے سردار تھے، بدویانہ جاہ و جلال اور شان و شکوہ ان کو حاصل تھا، تجارت ان کا پیشہ تھا، اور بعینہ یہی نقشہ ان کا زمانہ اسلام تک موجود تھا۔

عہد کے دو بیٹے تھے ایک کا نام نزار تھا، نزار کے پانچ بیٹے تھے، یا نزار کی پانچ مشہور شاخیں ہیں، انار، ایاد، ربیعہ، قضاعہ، مضر، عرب کے تمام قیداری قبائل، انہیں کے فروع ہیں، میلاد مسیح سے پس و پیش زمانہ میں طول میں یہ یمن سے شام تک اور عرض میں حجاز و نجد سے بحرین و عراق تک پھیلے ہوئے تھے، اور زمانہ اسلام تک ان کا یہی نقشہ باقی تھا،

یہ پانچون شاخیں پھر چھوٹے چھوٹے مختلف خاندانوں پر منقسم ہیں، ان کا مجموعی نام مورث اول کے انتساب سے عدنان، معد اور نزار ہی حیرہ کے بادشاہ امر القیس بن عمرو المتوفی ۳۲۷ء کی قبر کی لوح شام کے حدود میں ملی ہو، جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

یہ امر القیس بن عمرو بادشاہ عرب، صاحب تاج کی قبر ہے، جو اسد اور نزار اور ان کے

بادشاہوں کا بادشاہ تھا..... اس نے معد پر بادشاہی کی اور اپنے بیٹوں کو تمام

قبائل کے درمیان اتارا۔

اس کتبہ سے معد اور نزار کی شخصیت کا تاریخی ثبوت اس قدر قدیم عہد میں ثابت ہو رہا ہے

۱۰ انسائیکلو پیڈیا "مضمون" عرب

چھٹی صدی ق م میں بنو خذندرز (۶۲۰ شہ ق م) جسکو عرب بخت نصر کہتے، اسیر کے
تحت پر حلوہ نما ہوتا ہے اور عراق سے لیکر شام، مصر اور عرب تک کی خاک اڑا دیتا ہے اہل
عرب کا بیان ہے کہ اس وقت عربوں کا رئیس کل معد بن عدنان تھا،
اشیاء (۶۹۰ شہ ق م) خزیال (۶۹۰ شہ ق م) اور یمیاہ (۶۹۰ شہ ق م) نبیوں کے خاندان
قیدار کو اس خونخوار اور سفاک بادشاہ کے خروج سے ہتھیار کیا ہے سب پہلے اشیا نبی
کہتے ہیں (۲۱-۱۶، ۱۷)

قیدار کا نام جاہ و جلال مٹ جائیگا، تیرا انداز اور بہادر فرزند ان قیدار کی تعداد گھٹ جائیگی،

باب ۴۲، ورس ۱۱ میں ہے:

اُن دیہاتوں میں آواز دو جن میں قیدار رہتے ہیں،

باب ۶۰ ورس ۷ میں ہے:

”قیدار کے گلے اور بنا یو ط کی بھڑین اکٹھی کی جائیگی“

یرمیا نبی نے کہا، (۲۸-۴۹)

قیدار پر اور حضور کی حکومتوں پر افسوس ہے، جن کو بابل کا بادشاہ بنو خذندز تباہ کر بیگا سطح

خذا کہتا ہے، اُٹھو اور قیدار کے پاس جاؤ اور اہل مشرق کو برباد کر دو،

اہل عرب کی روایت کی ہے کہ بنو خذندز حملہ کرتا ہوا حجاز تک پہنچ گیا تھا، سعد بن نا

برسر مقابلہ ہوا اور ایک غیر منفصل جنگ کے بعد دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے

بعض روایتوں میں ہے کہ یرمیا نبی نے معد کو بچا لیا، اور شاید اس شکست سے بنو قیدار

کو کچھ زیادہ صدمہ نہیں پہنچا، خزیال نبی جو بنو خذندز کی ان جہان سوزیوں کے زمانہ

میں موجود تھے، اور فلسطین سے قید ہو کر (۶۹۰ شہ ق م) بابل گئے تھے، قیدار کے

قریش

مضر بن نزار بن عدنان بن قیدار بن اسماعیل کا ایک خاندان

سلسلہ نسب

مضر کی شاخ متعدد وسیع خاندانوں میں منقسم ہو گئی جن میں سے ایک قریش کا خاندان ہے بانی خاندان کا نام فہر تھا عدنان تک اس کا سلسلہ نسب یہ ہے فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان، عدنان تک سلسلہ نسب حرف مد بحرف صحیح اور ناقابل شک ہے، صحیح روایات سے ثابت ہے، احادیث میں مروی ہے، اشعار عرب میں مذکور ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب بھی انھیں واسطوں سے عدنان تک پہنچتا ہے،

لفظ "قریش"

فہر کا لقب قریش تھا، اس بنا پر اس کی نسل نے "قریش" اپنا خاندانی علم قرار دیا، لفظ قریش کے عربی میں متعدد معنی ہیں، اس کا ایک ماخذ قریش و قریش ہے، جس کے معنی "اکتساب و تحصیل" ہیں، خیال ہے کہ چونکہ اس خاندان کا اصلی پیشہ تجارت تھا، ایسے قریش کے نام سے موسوم ہے، قریش ایک دریائی درندہ جانور کا بھی نام ہے، جو دریائی جانوروں کا شکار کرتا ہے، فہر نے اپنے استیلاء و قوت کے اظہار کے لیے یہ لقب

نزار کے پانچ خاندانوں میں سے انار اور ایاد نے کوئی بڑی وقعت حاصل نہیں کی، ربیعہ، قضاعہ اور مضر نے کثرت تعداد، دنیائی اعزاز اور سیاسی اقتدار میں بڑی ناموری حاصل کی، اور حجاز و نجد و عراق میں انکی عظیم الشان حکومتیں اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم ہوئیں، بنو عبد القیس بحرین میں، بکر و تغلب اور کنذہ کی نجد میں اور آل منذر کی عراق و حیرہ میں،



۱۔ علمائے انساب نے کنذہ کو عموماً حمیر کی شلح بتایا ہے، لیکن ہمارے نزدیک حکومت کے لحاظ سے تو بیشک کنذہ حمیر کے ماتحت تھا، لیکن نساوہ عدنانی اور قبائل معد میں تھا، اسکی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ کنذہ کا آخری شہزادہ امر القیس جو عرب کا بہترین شاعر شمار ہوتا ہے، اسکی کلام کا مجموعہ اب تک محفوظ ہے، انہیں حمیریت کا شائبہ تک نہیں، وہ فصیح عدنی عربی زبان ہے، اس سے بڑھکر امر القیس خود مدعی ہے کہ اسکا نسب خاندان معد سے جا کر ملتا ہے، اپنے باپ کے مرثیہ میں کہتا ہے،

خیر معداً حسباً و نساءً وخیر معداً علماً و اشعاعاً
دوسری جگہ اپنی مدح میں کہتا ہے،

وانا الذی عرفت معداً فضله

حمیر کا بھی متعدد اشعار میں اسنے ذکر کیا ہے، مگر کہیں ہم نسب کا ظاہر نہیں کرتا ہے،

ولو نساء کان الغر ومن ارض حمیر ولکنہ عمداً الی الدوم انفرا

تبصر خلیلہل تائی ضوء بارق یضوء الدجلی باللیل عن سر حمیر

انتیار کیا، حضرت ابن عباسؓ نے اسی دوسری تاویل کو اختیار کیا ہے،
 مستشرقین یورپ جن کو ہماری تاریخ سے خود غرضانہ محبت ہے وہ بھی دوسری رائے
 کو پسند کرتے ہیں، لیکن اس لئے نہیں کہ وہ روایت صحیح تر ہے بلکہ اس لئے کہ ٹومز کے
 ثبوت کے لئے ایک سندحات آتی ہے، حالانکہ اس کی تردید کے لئے اتنا ہی کتنا کافی ہے کہ
 اس خاندان میں قریش کے نام کی نہ پوجا ہوتی تھی، نہ اس نام کا دیوتا پوجا جاتا تھا،

قریش کی شاخیں

قریش بھی کوئی ایک قبیلہ نہ تھا چھوٹے چھوٹے دس مختلف خاندانوں پر منقسم تھا، ہاشم
 زویہ، نوفل، عبدالدار، اسد، تیم، مخزوم، عدی، جحج، سہم۔ انکا باہمی سلسلہ نسب اس شجرہ
 سے جو صفحہ ۱۱۱ پر ہے واضح ہوگا،

قریش کا زمانہ

قریش دُنیا کی تاریخ میں کب ظاہر ہوئے، اور اس خاص خاندان کی کب بنا پڑی، ہماری تاریخوں میں اس کا ذکر نہیں، اس قدر معلوم ہے کہ عبد المطلب چھٹی صدی عیسوی کے واسطہ میں موجود تھے عبد المطلب سے فہر تک دس پشتیں ہوئیں، ایک پشت کے لئے ۲۵ برس کا زمانہ اگر فرض کیا جائے تو ڈھائی سو برس کی مدت قرار پاتی ہے، اس بنا پر قریش کے اعظم رجال کے لئے حسب ذیل تقریبی سنیں ہم تعین کر سکتے ہیں،

نام	سنہ وجود تقریباً	نام	سنہ وجود تقریباً
فہر و قریش	۶۳۲۵	کلاب	۶۴۵۰
غالب	۶۳۵۰	قصی	۶۴۷۵
لوی	۶۳۷۵	عبد مناف	۶۵۰۰
کعب	۶۴۰۰	ہاشم	۶۵۲۵
مرہ	۶۴۲۵	عبد المطلب	۶۵۵۰

قصی کی نسبت بعض ارباب تاریخ نے لکھا ہے وہ منذر بن نمان شاہ حیرہ ۶۴۳۵ء ۶۴۵۰ء کا معاصر تھا، قیاس بالانا کی رو سے بھی یہی تاریخ ظاہر ہوتی ہے،

قریش کا استقلال سیاسی

حجاز کا صوبہ جو قریش کا وطن تھا گو ہمیشہ بیگانہ اقتدار سے محفوظ رہا لیکن اس میں شک نہیں کہ ہمسایہ حکومتوں کو اس کی مفتوحی کی ہمیشہ آرزو رہی، یمن کی حمیری و حبشی حکومت ایران کی شہنشاہی اور رومیوں کی دولت عظمیٰ نے عرب کے اس حصہ پر مختلف اوقات میں

قریش کی ایک ور تقسیم

قریش کی جن شاخون کا اوپر ذکر ہوا، وہ طرز زندگی کے لحاظ سے دو جماعتوں میں منقسم تھے قریش الظواہر اور قریش البطاح، قریش الظواہر دیگر بادیہ نشین قبائل کی طرح مکہ کے آس پاس صحرا میں خانہ بدوشانہ زندگی بسر کرتے تھے، قریش البطاح، شہری زندگی کے عادی تھے، اور چونکہ ان کا خاص پیشہ تجارت تھا، اطراف کے متمدن ممالک میں ان کا گزر ہوتا رہتا تھا، اسلئے ایک منظم آبادی کی حیثیت انھوں نے پیدا کر لی تھی،

ذیل کی فہرست سے قریش کے ان خاندانوں کی تقسیم ظاہر ہوگی،

قریش الظواہر قریش البطاح

۱۔ بنو محارب،

۲۔ بنو کعب بن لوی،

۳۔ بنو تیم الادرم،

۴۔ خزیمہ بن لوی،

۵۔ سعد بن لوی،

۶۔ جشم بن لوی،

۷۔ بنو حارث،

ابن خلدون نے لکھا ہے کہ بنو قصی اور بنو کعب بن لوی کے سوا، قریش کی اور تمام شاخیں قریش الظواہر تھیں اصل یہ ہے کہ تمام تاریخین اس بات پر متفق ہیں کہ قریش کی سیاسی عظمت و جلال کا بانی قصی تھا قصی سے پہلے قریش میں کسی قسم کا نظام قومی نہ تھا، مکہ ایک مرکز تھا اور اس کے دائرہ میں قریش کے تمام خاندان چکر لگاتے تھے، قصی سب سے پہلا شخص ہے جس نے قریش میں قومی ہیرو کی حیثیت پیدا کی،

سب کو قید کر دیا، آخر قریش نے غسانیوں کی اعانت سے اُسکو زہر دلوادیا،
 ان ہمسایہ حکومتوں سے ان خاندانوں میں سب سے پہلے قبیلہ کبر بن دائل نے
 استقلال حاصل کیا، کلیب سب سے پہلا شخص ہے جس نے حمیر و کندہ کے مقابلہ میں
 آزادی کا علم بلند کیا، اسی کے بعد ہی قریش کے خاندان میں قصی نام ایک دوسرا نامور
 پیدا ہوا جس نے قریش کی ایک مستقل ہستی پیدا کر دی،

بچپن ہی میں باپ کے سائیہ عاطفت سے محروم ہو گیا تھا، مان نے نبی عذرہ
 کے قبیلہ میں اپنا دوسرا نکاح کر لیا، بنو عذرہ شمالی عرب کے حدود میں شام کے پاس آباد
 تھے، قصی نے بھی مان کے آغوش میں یہیں پرورش پائی، جوان ہو کر نسل و وطن کی جستجو
 کی تو حجاز میں سراغ پایا، بچپن ہی سے عالی حوصلہ اور بلند نظر تھا، مکہ میں دوسرے قبائل نے
 قریش کو دبا لیا تھا، اُس نے مکہ آ کر قریش کے منتشر اجزا کو فراہم کیا، اور چھوٹی چھوٹی چند
 لڑائیوں کے بعد مکہ کی سرزمین میں قریش کی ایک مختصر سی حکومت کی بنیاد پڑ گئی،
 مورخین کو اتفاق ہے کہ یہ پہلا موقع تھا کہ قریش نے حجاز کی سرزمین میں سیاسی
 اہمیت حاصل کی، قصی کے وجود کی جو تختہ بنی تاریخ مقرر کی گئی، اگر وہ صحیح ہے تو قریش کے
 ظہور سیاسی کی تاریخ غالباً شکہ ہے، یعنی اسلام سے سو اسو برس پیشتر،
 قصی کا زمانہ | تاریخ حمزہ اصفہانی میں قاضی و کعب سے مروی ہے،

کان قصی بن کلاب فی زمن فیروز قصی بن کلاب فیروز بن زید گرد (شاہ ایران)

کے زمانہ میں تھا،

بن یزدجرد (ص ۱۲۷)

قدیم مورخ ابوطاہر مقدسی کتاب البدو و التاریخ میں راوی ہے

قصی اول من اصاب ملکا من العرب قصی عرب قریشیوں میں پہلا شخص جو فرزند ان اہل

فوجبشیان کین لیکن ہمیشہ اُن کا اختتام نا کامیابیوں پر ہوا،

اندرون ملک عربوں کو ایرانیوں اور رومیوں کے مقابل، یمن کی وطنی حکومت کی طرف فطرتاً زیادہ کشش ہو سکتی تھی، شاہان حیرہ بھی گویا ایرانیوں کے زیر اقتدار تھے لیکن نسباً وہ قریش کے قریب تر تھے کہ دونوں عدنانی النسل تھے، اس بنا پر ان دونوں حکومتوں کو حجاز کی فرمانروائی کا دعویٰ تھا، امر، اقیس بن عمرو (شہ ۶۳۲ء) شاہ حیرہ کے ایک کبتہ کی عبارت پہلے لکھی جا چکی ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ”تاجدار“ حیرہ کو ’اسد نزار‘ اور عرب کی بادشاہی کا دعویٰ تھا،

شاہان یمن نے رؤسا کندہ کو حجاز کے قبائل معد پر حکمران مقرر کیا تھا۔ حجر بن عمار اس خاندان کا پہلا رئیس تھا، عمرو بن حجر دوسرا اور حارث بن عمرو تیسرا، حارث نے اپنی ریاست کے حدود اپنے بیٹوں تقسیم کر دیے، یہ نظام کچھ زیادہ دنوں تک نہ چل سکا، حبشیوں نے حمیرا خاتمہ کر دیا، جس کے ساتھ گویا کندہ کا بھی خاتمہ ہو گیا، شاہان حیرہ کی رقیبہ نہ جنگ اور قبائل معد کی سرکشی نے کندہ کو بے نشان کر دیا۔ جن حبشیوں نے یمن کو فتح کیا تھا اور اثنائے حجاز وہ تہامہ کو بھی اپنا ملوکہ قرار دیا، چنانچہ ابرہہ کا جو کبتہ سد مارب پر منقوش ہے، اس میں وہ اپنا نام ان الفاظ کے ساتھ لکھتا ہے،

”ابرہہ..... سباریدان حضرموت یمن اور اعراب نجد و تہامہ کا بادشاہ“

عجب نہیں کہ ابرہہ کے ارادہ فتح مکہ کا ایک سبب اس ادعائے غیر واقع کو عملات ثابت کرنا بھی ہو، قیصرہ روم کو بھی اس غیر مفتوح خطہ کی حکومت کی کچھ کم ہوس نہ تھی، ابو الجحترمی، خانوادہ عبدالغزی کا رئیس تھا، وہ قیسہ کی طرف سے یہاں کی حکومت پر مامور ہوا، قریش نے تسلیم نہ کیا، اور اسکو شام واپس جانا پڑا وہاں پہنچ کر شام میں جس قدر قریش تھے،

قریش کا نظام | قصی نے مکہ میں جو چھوٹی سی ریاست قائم کی تھی اسکی حیثیت ایک شہری جمہوریت
سیاسی و اجتماعی کی تھی، یونان کے شہر اتھنز اور اسپارٹا کے طرز حکومت کا ایک دھندھلا سا خاکہ
قریش کی سرزمین میں نظر آتا تھا، اس شہری حکومت میں کل چودہ عہدے تھے جو دس عہدہ داروں
منقسم تھے، دس عہدہ دار قریش کے دس قبائل سے منتخب ہوتے تھے ظہور اسلام کے وقت ان
عہدوں کی حسب ذیل تقسیم تھی۔

مذہبی

شمار	عہدہ	توضیح جذبات	نام قبیلہ	عہدہ دار
۱	سقایہ	حاجیوں کے کھانے پینے کا سامان،	بنو ہاشم	عباس بن عبد المطلب
۲	عمارة	خانہ کعبہ کا انتظام،	"	"
۳	رفادة	حاجیوں کی مالی اعانت کا انتظام،	بنو نوفل	حارث بن عامر
۴	سدانہ	خانہ کعبہ کی دیواریں و کلید برداری،	بنو عبد الدار	عثمان بن طلحہ
۵	اکیسار	تہوں سے استخارہ کی خدمت،	بنو جمح	صنوان بن امیہ
۶	اموال محجرہ	تہوں کے مذانون اور جامدات کا انتظام،	بنو سہم	حارث بن قیس

عدالتی

۷	مذوہ	عدالت خانہ اور مشورہ گاہ کا انتظام	بنو عبد الدار	عثمان بن طلحہ
۸	مشورہ	امور مہمہ میں مشورہ لینا،	بنو اسد	یزید بن زہرہ
۹	اشناق	خونہا جہانہ اور مالی تاوان کا انتظام،	بنو تمیم	ابو بکر صدیق
۱۰	حکومتہ	مقدمات کا فیصلہ	بنو سہم	حارث بن قیس

من قریش من بعد ولد اسماعیل، فی	کے بعد بادشاہ ہوا، اسوقت منذر بن نعمان
زمن المنذر بن النعمان علی الحیوة	حیرہ میں اور شاہ بہرام گور ایران میں بادشاہ
والملک بہرام جور فی الفرس،	تھا، قصی نے مکہ کو منقسم کیا اور دمان دارالند
فقطع مملکة مباعاً وبني بهادار (الندوة، ۱۲۸)	بنایا،

حمرہ نے قصی کو فیروز بن یزدگرد کا اور مقدسی نے منذر بن نعمان اور بہرام گور کا معاشر
ٹھرایا ہے، لیکن یہ کوئی حقیقی اختلاف نہیں ہے، بہرام گور کا زمانہ ۳۲۲ء سے ۳۲۵ء تک ہے
اور اس کے بعد یزدگرد دوم ۳۲۵ء تک حکومت کرتا ہے، اس کے بعد فیروز بن نوگرد ۳۲۵ء تک حکمران
رہتا ہے، منذر کا زمانہ ۳۲۲ء سے ۳۲۵ء تک ہے، اس بنا پر یہ سمجھنا چاہیے کہ حمرہ نے قصی کا ابتدائی
زمانہ اور مقدسی نے انتہائی زمانہ متعین کیا ہے، اور اسکی دلیل منذر کی معاشرت ملتی ہے جو ۳۲۲ء
سے ۳۲۵ء تک قائم رہتی ہے، اس بنا پر تقریباً قصی کا جو زمانہ ہمتے متعین کیا ہے، وہ بالکل ٹھیک ہے
یعنی پانچویں صدی عیسوی کا عہد واسطاً،

کوہ صفنا یہ اوپر لکھا جا چکا ہے کہ قصی نے حدود شام میں ترمیت پائی تھی، قریشی عرب اس وقت
تک بدوی تھے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قصی نے تہذیب زندگی، نظم حکومت اور تاسیس قومیت
کے اصول شام ہی کے ملک میں سیکھے، اور جوانی کے بعد حجاز اگر اسی اصول پر قریش کے منتشر اجزاء کو
یکجا کیا اور ان میں سے ایک چھوٹی سی جمہوری ریاست کی بنیاد ڈالی۔

حدود شام میں صفنا ایک پہاڑ ہے، مستشرقین یورپ نے اس پہاڑ کی سنگی لوحوں پر عربی
زبان کے چند کتبات پائے ہیں، گو ان کتبات سے کسی نئے تاریخی باب کا افشاء نہیں ہوتا، تاہم ان
اشخاص کے جو نام پڑھ گئے ہیں، مثلاً قصی، مالک، روح، ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا بانی
کوئی حدنانی قبیلہ تھا، کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس یادگار کا بانی قصی رئیس قریش ہے، سوچنے کی بات ہے!

عرب کے نکل کر حبشہ، عراق، ایران، شام، بلکہ ایشیائے کوچک تک ان کے تاجر گزرتے تھے، غیر ملکی تاجر جو ان کے شہر میں داخل ہوتے تھے ان سے یہ عشر لیتے تھے،

قریش اور قرآن مجید | قریش کے تلمیذ اور ابہامی اشاروں سے اگرچہ تمام قرآن بھرا ہے، لیکن نام کے ساتھ ان کا ذکر ایک ہی دفعہ قرآن میں آیا ہے اور وہ سورہ ایلاف میں جس کو سورہ قریش بھی کہتے ہیں۔

لَا يَلَافُ قُرَيْشٌ اِيْلًا فَمِنْ رِحْلَةِ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ تُعْجَبُ بِكَ قُرَيْشٌ كَوَانِ بَنِي جَاوِلَہِ كَرَمٍ
فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ الَّذِي اَطْعَمَهُمْ كَسْفَرٍ لَقَدْ رَفَعْتَهُمْ كَوَانِ بَنِي جَاوِلَہِ كَرَمٍ
مِنْ جَوْعٍ وَآمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ، انگو بھوک بچا کر کھانا دیا، اور خوف سے بچا کر امن و امان بخشا،

اس سورہ کی تفسیر اور قریش کی تاجرانہ اور الغریبوں کی تفصیل آئندہ باب میں آتی ہے قریش کے افراد اور اشخاص کے ایہامی تذکرے بھی قرآن میں کثرت سے ہیں، لیکن نام کے ساتھ قریش اور موالی قریش میں سے صرف تین اشخاص کا ذکر ہے، ایک تو خود ذات رسالت مآب، محمد صلی اللہ علیہ وسلم، دوسرے حضرت زید بن حارثہ، اور تیسرا ابولہب، اسم نبوی تو وحی الہی کا اصل مخاطب ہوا ایسے یہ اسم گرامی چار موقعوں پر قرآن میں مذکور ہوا ہے،

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا اَحَدٍ مِنْ رَجَائِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ (احقر) محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں، لیکن خدا کا رسول ہے یہ اس موقع کی آیت ہے کہ لوگ حضرت زید بن حارثہ کو آپ کا بیٹا کہتے تھے، تو خدا نے اس کی مانعت کی، اس آیت سے یہ مشکوئی بھی سمجھی جاتی ہے کہ آپ کے کوئی لڑکا پیدا نہ ہوگا، دوسری آیت یہ ہے،

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ (فتح) محمد خدا کے پیغمبر،

ابن سعد جلد اول، ذکر قریش

جنگی

عقاب	۱۱	نشان قومی کی علمبرداری	بنو امیہ	ابوسفیان
قُبۃ	۱۲	فوجی معسکر (کمپ) کا نظم	بنو مخزوم	خالد بن ولید
اَعۃ	۱۳	سواروں کے رسالہ کی سپہ سالاری	"	"
سفارة	۱۴	سفارت	بنو عدی	عمر بن الخطاب

اس چھوٹی سی شہری جمہوریت کا ایوانِ حکومت دارالسدوہ کے نام سے موسوم تھا۔ اسکا بانی قضی تھا، ہر قسم کے اجتماعی، تجارتی، عدالتی اور سیاسی احکام اور فیصلے قریش اسی عمارت میں بیٹھکر صادر کرتے تھے، یہاں تک کہ شادی بیاہ، بلوغ کے مراسم، قافلون کی دانگی و داخلہ وغیرہ جملہ امور میں انجام پاتے تھے۔ قریش نے داعی اسلام کے قتل کا مجرمانہ فیصلہ بھی اسی ایوانِ عدالت میں بیٹھکر صادر کیا تھا۔

قریش کا تمدن | عرب کے قبائل کی دوہیں تھیں، ایک وہ کسی مقام پر تعین بود و باش رکھتے تھے اور مکانات بنا کر کوئی متصل آبادی قائم کر لیتے تھے، ان قبائل کو لوگ حضری کہتے تھے، عرب کے بڑے بڑے شہر مکہ، یثرب، طائف، صنعاء، یامہ، عدن وغیرہ ان قبائل کے وطن تھے، ان کے علاوہ عرب کے اکثر قبائل بدوی تھے، یعنی خانہ بدوشانہ زندگی رکھتے تھے، نیمون میں رہتے تھے، مویشی کے لیے جہاں عمدہ چراگاہ نظر آتی تھی وہاں اُتر پڑتے تھے، پھر کسی اور مقام پر جا کر ڈیرے ڈالتے تھے، یہی قبائل جرایم پیشہ بھی تھے۔

قریش حضری تھے، مکہ ان کا وطن تھا، بدوی قبائل کی طرح مویشی پر یا دوسرے قبائل کے مال و دولت کی چھین چھپٹ پر ان کا گزارہ نہ تھا، بلکہ پورا قبیلہ تجارتی کاروبار پر زندگی بسر کرتا تھا،

۱۵ ابن سعد جلد اول ص ۳۹ میں ان تمام مراسم اور امور کی تفصیل ہے

کی نبوت پر گواہی ندی، جھٹتے نے وحی آسانی کی زبان سے اس کے دائمی خسران و ہلاکت کا
اُس کو سپنا م-نایا۔

تبت ید ابی لہب و تب ما اغنی عنہ مالہ ابو لہب کے دونوں ہاتھوں کی ہلاکت ہو، اور وہ ہلاک بھی
و ما کسب سیئلی نار اذا ذات لہب، گیا، اے مال و دولت کچھ فائدہ نہ پہنچایا، وہ آتش دوزخ میں بیٹھے گا،

ابو لہب کا اصلی نام عبید بن جری تھا، ابو لہب کفیت تھی، ابو لہب کے معنی ”آگ والے“ کے ہیں۔
اس سے لوگوں نے یہ قیاس کیا کہ مسلمانوں نے ضد سے اس کا نام آگ والا یعنی دوزخی رکھا تھا۔
لیکن اصل یہ ہے کہ عربی میں آگ والے سے مراد صاحب حسن و جمال ہے، چونکہ یہ خوبصورت تھا، اسلئے
قریش نے اس کو ابو لہب کا خطاب دیا تھا، یہ دوسری بات ہے کہ اس خطاب نے جو اسلام سے پہلے
مل چکا تھا، دوسرے معنی میں ایہا ما اسلام کے بعد اس کی تقدیر کا سر نوشت ہو گیا،

یہ قریش کا سردار تھا، اور اسلام کا سخت دشمن، ہجرت کے بعد قریش کے حملہ آورانہ ارادوں
کا آلہ تحریک ایک یہ بھی تھا، سہ ماہ میں مکہ میں غزوہ بدر کے بعد اسے انتقال کیا،

اس آیت میں ابو لہب کی ہلاکت سے اُس کی ذاتی ہلاکت نہیں، بلکہ اُس کی قومی ہلاکت
مراد ہے، جو غزوہ بدر میں واقع ہوئی، جس طرح دیگر انبیاء کے زمانہ میں ہمیشہ ایک طاعنی اور
سرکش ان کا مقابل رہا ہے، اور جسے اپنی گمراہی سے قوم کی قوم کو ہلاک کیا ہے، مثلاً حضرت
ابراہیم کے زمانہ میں فرود، حضرت موسیٰ کے عہد میں فرعون، اسی طریقہ سے اس امت
محمدیہ کا فرود دیا فرعون ابو لہب تھا، اور قرآن نے اسی حیثیت سے تمام روسائے قریش
کو چھوڑ کر صرف اسی کا نام لیا۔



تیسری آیت:

آمِنُوا بِمَا نَزَلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ (براقہ) محمد پر جو کچھ اترا اُس پر ایمان لاؤ،

چوتھی:

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ (آل عمران) محمد صرف خدا کے رسول ہیں،

دوسرا نام زید بن حارثہ کا ہے، زید قریشی النسل نہ تھے، وہ کلب کے قبیلہ سے تھے، لڑکپن میں چند ڈاکو انکو چرا کر عکاظ کے بازار میں لائے، اور غلام بنا کر ان کو بیچا، حضرت حکیم بن حزام، ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ کے مامون نے خریدا اور اپنی بھانجی کی خدمت گزاری میں دیا، حضرت خدیجہ نے انکو آنحضرت صلیم کی خدمت میں پیش کیا، آپ نے آزاد فرما کر اپنی تربیت میں لیا، اور اس درجہ ان سے محبت کرنے لگے کہ لوگ ان کو زید بن محمد کہتے تھے، جب قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی، ادعواہم لا بائہم ان کو ان کے باپ کی نسبت بکارو،

تو لوگ ان کو زید بن حارثہ کہنے لگے،

حضرت زید بن حارثہ ایک لاکھ صحابہ میں صرف وہی ایک خوش قسمت ہیں جبکہ اسم گرامی ناموس اکبر کی زبان سے ادا ہو کر قرآن کے صفحات میں زندگی جاوید حاصل کر سکا، انکے علاوہ کسی دوسرے صحابی کا نام قرآن میں مذکور نہیں ہوا۔

فلما قضیٰ زید منها وطرا باب زید نے اسکو طلاق دیدی

حضرت زید کو آنحضرت صلیم نے پالا تھا، ایسے وہ خاندان کے ایک ممبر ہو گئے تھے، آنحضرت صلیم نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب انکوبیہ دیا تھا، لیکن میان بیوی میں نباہ نہ ہو سکا، حضرت زید نے انکو طلاق دیدی، اسی سلسلہ کلام میں حضرت زید کا نام قرآن میں آگیا۔

تیسرا نام ابولہب ہے جو حضرت کا حقیقی چچا اور عبد المطلب کا بیٹا تھا، چچا نے بھتیجے

زرخیز خطہ سے تجارتی تعلقات حاصل ہو سکتے تھے، چنانچہ تاریخی سندوں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ عرب کے ان تجارتی صوبوں کو اپنے انھیں ہمسایہ ملکوں سے زیادہ تر تعلق تھا، گو کبھی کبھی کسی ضرورت کی بنا پر ان کو آگے پیچھے بھی ہٹ جانا پڑتا تھا۔

بحرین کے پاس کچھ عرب تاجروں نے انتقال مکان کر کے بحر روم (بحر اہند) میں مقیم ہو گئے۔ ان کے سوا حل پر جو شام و کنعان کے بحری مقامات تھے، سکونت اختیار کر لی تھی، بنی اسرائیل ان کو آرامی اور کنعانی اور اہل یونان ان کو فینیقی (فینیشین) کہتے تھے، ان فینیقی عربوں نے یورپ اور افریقہ کے انتہائی ملکوں تک اپنے تجارتی سلسلے پھیلا رکھے تھے، یونان میں تہذیب تمدن کا آغاز انھیں ہی پاروں کے ذریعہ سے ہوا اور رفتہ رفتہ یہ چنگاریاں دور دور تک اپنی روشنی کی شاعین ڈالتی چلی گئیں۔

میں اور حضرموت کے عرب ایک طرف تو بحر افریقہ کو عبور کر کے ماکسش میں اپنی نوآبادی قائم کرنے میں کامیاب ہوئے اور دوسری طرف ہندوستان کے ساحلی صوبوں تک وہ دھاوا مارتے ہوئے چلے آئے، جو کچھ ان ممالک میں پاتے، وہ کشتیوں پر لاد کر اپنے وطن لاتے، اور وہاں سے اپنی سرحدوں کو عبور کر کے حجازی عربوں کے سپرد کر دیتے اور ان کو کوٹھام اور صر کی منڈیوں تک پہنچاتے،

عربوں کے تجارتی حالات کسی قدر توراۃ کے صفحوں سے اور زیادہ تاریخی حقائق سے واضح ہوتے ہیں، ان بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ عرب تاجروں کو ہر ایک سبب سے برابر ان خدمات کو ادا کر رہے ہیں، اور شرق و مغرب کے تجارتی تعلقات میں بیچ کی کڑی ہمیشہ رہے ہیں، افریقہ اور ہندوستان سے سامان تجارت بحری راستوں سے آ کر یمن اور حضرموت کے سواحل پر اترتا، اور میان سے خشکی کے رستے سے بحر احمر کے کنارے کنارے حجاز و مدین و

تجارت العرب قبل الاسلام

یعنی
اسلام سے پہلے عرب کی تجارت
رَحْلَةُ الشَّاءِ وَالصَّيْفِ

ملک کی دولت کا دار و مدار دو چیزوں پر ہے، زراعت اور تجارت، سرسبز اور شاداب ملک پیداوار کو پیدا کرتے ہیں اور سنگستانی اور ساحلی ممالک اونکایو پار کرتے ہیں اور ایک ملک سے دوسرے ملک میں پہنچاتے ہیں۔

ملک عرب کا زیادہ تر حصہ غیر آباد اور سنگستانی ہے، اس لیے طبعاً وہاں زراعت سے زیادہ تجارت کے کاروبار کو فروغ ہونا چاہیے، اُس کے آباد حصے تمام ملک کے تین طرف بحری سواحل پر واقع ہیں، مغرب کے چلیے، بحرین اور عمان خلیج فارس، پر شمال میں حضرموت اور یمن بحر عرب پر، اور مشرق میں حجاز و مدین بکرا حمر پر واقع ہیں۔

انڈرون ملک میں عرب کا جو حصہ زرخیز ہے، مثلاً یامامہ، نجد، اور یثرب وغیرہ یہاں کاشتکاری ہوتی تھی،

عرب کے یہ ساحلی صوبے دنیا کے بڑے بڑے ممالک کے آئنے سامنے واقع ہیں، عمان و بحرین، ایران و عراق سے متعلق ہیں، یمن اور حضرموت کو افریقہ اور ہندوستان سے تعلق ہے، حجاز کے سامنے مصر ہے اور شام کا ملک اُس کے بازو پر واقع ہے، اس جغرافیہ تحدید سے یہ واضح ہوتا ہے کہ طبعی سہولتوں کے لحاظ سے عرب کے کس صوبہ کو دنیا کے کس

جبکہ جنگل میں دوان دالون کی راہ میں تم شام بسر کرو (اشعیا ۲۱-۳۱)
یونانیوں کی تاریخ میں بھی اس راستہ کا ذکر ہے، ایک یونانی مورخ لکھتا ہے،
ہیمن سے ایک سیدھی سڑک اُس شہر کو جاتی ہے جس کا نام پٹرا (رقیم) ہے،
اور فلسطین (شام) کو جاتی ہے، جہاں اہل قریہ (یامہ و بحرین) میں اور تمام
عرب قریب میں رہتے ہیں،

قدیم مورخ آرنی میڈروس جو ستلہ قم میں موجود تھا بیان کرتا ہے،
”سبا قریب دجوار کے قبیلوں سے تجارتی اسباب خریدتے ہیں اور وہ اپنے
ہمسایوں کو دیتے ہیں اور اسی طرح دست بدست وہ شام اور جزیرہ تک پہنچتے ہیں“

یونان کے اکثر مورخوں نے اس راستہ کا ذکر کیا ہے، مصر پر جب یونانی بطلمیوسیوں
نے قبضہ کیا، انھوں نے تجارت کو براہ راست اپنے ہاتھ میں لینا چاہا، مین سے مصر تک خشکی
کا راستہ اُن کے لیے پُر امن نہ تھا، اس لیے ہندوستان سے مصر تک انھوں نے براہ راست
بحری سفر اختیار کیا، اس طریق سفر نے عربوں کی بحری تجارت کو بالکل ڈبو دیا۔
انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا طبع ”اکا مضمون نگار“ عرب“ لکھتا ہے:

جنوبی مغربی عرب (حضرموت اور یمن) کی خیر و برکت کا سب سے بڑا سبب اس
زمانہ میں یہ تھا کہ مصر اور ہندوستان کے درمیان تجارتی سامان پہلے سمندری
راہ سے یہاں آتا تھا اور پھر خشکی کے راستہ سے مغربی ساحل پر جاتا تھا، یہ تجارت
اب اس عہد میں مسدود ہو گئی، کیونکہ مصر کے بطلمیوس بادشاہوں نے ہندوستان

۱۰۔ برٹن کی گولڈ مائنس آف مدین، صفحہ ۱۷۹، ۱۸۰،

۱۱۔ یہ حالات تفصیل تمام ارض المستعان جلد اول صفحہ ۲۰۲ میں گزر چکے ہیں،

وادی القریٰ کو قطع کر کے شام پہنچتا اور وہاں سے بحر روم ہو کر یورپ کو چلا جاتا، یا شام کی سرحد سے مصر پہنچتا اور وہاں سے اسکندریہ کی بندرگاہ سے یورپ کو روانہ ہو جاتا۔

عرب کی شاہراہ تجارت | ہننے کئی دفعہ لکھا ہے کہ یہ تجارتی شاہراہ جو جازبو کرین سے شام کو جاتی تھی، امام ہشیم قرآن مجید نے اسی راستہ کو امام مبین (ظاہر راستہ) کہا ہے اور عرب

کی تمام بڑی بڑی آبادیاں اسی کے دائیں بائیں واقع تھیں، اسحاب الایکہ اور موفکہ یعنی حضرت لوط کا گاون جو بحیریت کے قریب تھا، اسی راستہ پر آباد تھے، قرآن کہتا ہے۔

وَأَنهٖم بِأَمَامِ مِثْبَینِ، یہ دونوں کاؤن کھلے راستہ پر ہیں

سبا کے تجارتی قافلوں کے ذکر میں ہے،

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمُ الْبَحْرَیَّ الَّتِیْ بَآرَکَہَا فِیْہَا ۖ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمُ الْبَحْرَیَّ الَّتِیْ بَآرَکَہَا فِیْہَا ۖ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمُ الْبَحْرَیَّ الَّتِیْ بَآرَکَہَا فِیْہَا ۖ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمُ الْبَحْرَیَّ الَّتِیْ بَآرَکَہَا فِیْہَا ۖ

لیائی و آیاماً آمینین، سبا، مقرر کردی تھیں کہ انین دن رات بے خوف و خطر چلو،

یہ انھیں آبادیوں کی طرف اشارہ ہے، حضرت یوسف کے قصہ میں ایک قافلہ

تجارت کا جس راہ گزرنے کا ذکر ہے وہی راستہ ہے، توراۃ کے الفاظ یہ ہیں،

”ناگاہ (یوسف کے بھائیوں نے) دیکھا کہ اسماعیلیوں کا قافلہ جلعاد کی طرف

سے آرہا ہے..... اور مصر کو جارہا ہے، (تکوین ۳۷-۲۵)

قرآن میں یہ الفاظ ہیں:

وَجَاءَتْ سَیَّارَةُ (یوسف) ایک قافلہ آیا

یہ قافلہ جو تجارت کا مال عرب سے مصر لے جاتا تھا، اسی شاہراہ سے گزر رہا تھا، اصحیٰ الایکہ

یعنی ودان جبکہ قرآن نے اسی راستہ پر ہونا بیان کیا ہے، توراۃ بھی اسکی تائید سے خالی نہیں ہے،

خلیج عقبہ تک ساحلی مقامات ہیں، انکے نام یہودی اسفار اور یونانی تاریخوں کے حوالے سے اسی مضمون کے اثنائے کلام میں آئیں گے،

راستوں کی مسافت ایک یونانی مورخ نے ان میں سے بعض مقامات کے درمیان سفروں^۱ راستوں کے دن بھی مقرر کر دیے ہیں، کہتا ہے:

”حضر موت سے سبا کے ملک تک ۴۰ روز کا راستہ ہے اور معین سے ۷۰ دن ہیں

سوداگر (عقبہ) پہنچتے ہیں“

گویا حضر موت سے یکر عقبہ تک تقریباً ۱۱ دن کا سفر تھا، مسلمان جغرافیہ نویسوں میں ابن الحاکم الہمدانی نے اپنی کتاب صفۃ جزیرۃ العرب میں عرب کے تمام راستوں کی تفصیل لکھی ہے اور میلون کی تعداد میں اسکی حد مقرر کی ہے، ابوالفدا نے تقویم البلدان میں لکھا ہے کہ کل ملک کے چاروں طرف پھرنے میں سات مہینے گیارہ دن لگیں گے،

سامان تجارت [سب سے اہم اور اقدم سوال یہ ہے کہ عرب کا ملک ایک بنجر اور بے آب و گیاہ زمین ہے وہاں تجارت کا کیا سامان ہاتھ آتا ہوگا، وہاں کس چیز کی پیداوار ہوتی تھی، اور کیا چیزیں عرب سوداگر کا سرمایہ تجارت تھیں؟ خود عربوں کے پاس تو ان معلومات کا سالہ کچھ نہیں ہے لیکن جن قوموں کے ہاتھ وہ ان چیزوں کو فروخت کرتے تھے، انھوں نے انکے تھون کی ایک ایک چیز یاد رکھی ہے،

اس تجارت کا سرمایہ عموماً تین چیزیں ہوتی تھیں۔

۱۔ کھانے کا سالہ اور خوشبودار چیزیں،

۲۔ سونا، جواہرات، اور لوہا،

۱۔ ذکر کی قدیم تاریخ صفحہ ۳۱۰-۳۱۲، انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا طبع ۱۹۵۵ء، صفحہ ۹۵۵، ۲۔ صفحہ ۱۱۰، ۱۲۰، ۱۳۰، ۱۴۰، ۱۵۰، ۱۶۰، ۱۷۰، ۱۸۰، ۱۹۰، ۲۰۰، ۲۱۰، ۲۲۰، ۲۳۰، ۲۴۰، ۲۵۰، ۲۶۰، ۲۷۰، ۲۸۰، ۲۹۰، ۳۰۰، ۳۱۰، ۳۲۰، ۳۳۰، ۳۴۰، ۳۵۰، ۳۶۰، ۳۷۰، ۳۸۰، ۳۹۰، ۴۰۰، ۴۱۰، ۴۲۰، ۴۳۰، ۴۴۰، ۴۵۰، ۴۶۰، ۴۷۰، ۴۸۰، ۴۹۰، ۵۰۰، ۵۱۰، ۵۲۰، ۵۳۰، ۵۴۰، ۵۵۰، ۵۶۰، ۵۷۰، ۵۸۰، ۵۹۰، ۶۰۰، ۶۱۰، ۶۲۰، ۶۳۰، ۶۴۰، ۶۵۰، ۶۶۰، ۶۷۰، ۶۸۰، ۶۹۰، ۷۰۰، ۷۱۰، ۷۲۰، ۷۳۰، ۷۴۰، ۷۵۰، ۷۶۰، ۷۷۰، ۷۸۰، ۷۹۰، ۸۰۰، ۸۱۰، ۸۲۰، ۸۳۰، ۸۴۰، ۸۵۰، ۸۶۰، ۸۷۰، ۸۸۰، ۸۹۰، ۹۰۰، ۹۱۰، ۹۲۰، ۹۳۰، ۹۴۰، ۹۵۰، ۹۶۰، ۹۷۰، ۹۸۰، ۹۹۰، ۱۰۰۰، ۱۰۱۰، ۱۰۲۰، ۱۰۳۰، ۱۰۴۰، ۱۰۵۰، ۱۰۶۰، ۱۰۷۰، ۱۰۸۰، ۱۰۹۰، ۱۱۰۰، ۱۱۱۰، ۱۱۲۰، ۱۱۳۰، ۱۱۴۰، ۱۱۵۰، ۱۱۶۰، ۱۱۷۰، ۱۱۸۰، ۱۱۹۰، ۱۲۰۰، ۱۲۱۰، ۱۲۲۰، ۱۲۳۰، ۱۲۴۰، ۱۲۵۰، ۱۲۶۰، ۱۲۷۰، ۱۲۸۰، ۱۲۹۰، ۱۳۰۰، ۱۳۱۰، ۱۳۲۰، ۱۳۳۰، ۱۳۴۰، ۱۳۵۰، ۱۳۶۰، ۱۳۷۰، ۱۳۸۰، ۱۳۹۰، ۱۴۰۰، ۱۴۱۰، ۱۴۲۰، ۱۴۳۰، ۱۴۴۰، ۱۴۵۰، ۱۴۶۰، ۱۴۷۰، ۱۴۸۰، ۱۴۹۰، ۱۵۰۰، ۱۵۱۰، ۱۵۲۰، ۱۵۳۰، ۱۵۴۰، ۱۵۵۰، ۱۵۶۰، ۱۵۷۰، ۱۵۸۰، ۱۵۹۰، ۱۶۰۰، ۱۶۱۰، ۱۶۲۰، ۱۶۳۰، ۱۶۴۰، ۱۶۵۰، ۱۶۶۰، ۱۶۷۰، ۱۶۸۰، ۱۶۹۰، ۱۷۰۰، ۱۷۱۰، ۱۷۲۰، ۱۷۳۰، ۱۷۴۰، ۱۷۵۰، ۱۷۶۰، ۱۷۷۰، ۱۷۸۰، ۱۷۹۰، ۱۸۰۰، ۱۸۱۰، ۱۸۲۰، ۱۸۳۰، ۱۸۴۰، ۱۸۵۰، ۱۸۶۰، ۱۸۷۰، ۱۸۸۰، ۱۸۹۰، ۱۹۰۰، ۱۹۱۰، ۱۹۲۰، ۱۹۳۰، ۱۹۴۰، ۱۹۵۰، ۱۹۶۰، ۱۹۷۰، ۱۹۸۰، ۱۹۹۰، ۲۰۰۰، ۲۰۱۰، ۲۰۲۰، ۲۰۳۰، ۲۰۴۰، ۲۰۵۰، ۲۰۶۰، ۲۰۷۰، ۲۰۸۰، ۲۰۹۰، ۲۱۰۰، ۲۱۱۰، ۲۱۲۰، ۲۱۳۰، ۲۱۴۰، ۲۱۵۰، ۲۱۶۰، ۲۱۷۰، ۲۱۸۰، ۲۱۹۰، ۲۲۰۰، ۲۲۱۰، ۲۲۲۰، ۲۲۳۰، ۲۲۴۰، ۲۲۵۰، ۲۲۶۰، ۲۲۷۰، ۲۲۸۰، ۲۲۹۰، ۲۳۰۰، ۲۳۱۰، ۲۳۲۰، ۲۳۳۰، ۲۳۴۰، ۲۳۵۰، ۲۳۶۰، ۲۳۷۰، ۲۳۸۰، ۲۳۹۰، ۲۴۰۰، ۲۴۱۰، ۲۴۲۰، ۲۴۳۰، ۲۴۴۰، ۲۴۵۰، ۲۴۶۰، ۲۴۷۰، ۲۴۸۰، ۲۴۹۰، ۲۵۰۰، ۲۵۱۰، ۲۵۲۰، ۲۵۳۰، ۲۵۴۰، ۲۵۵۰، ۲۵۶۰، ۲۵۷۰، ۲۵۸۰، ۲۵۹۰، ۲۶۰۰، ۲۶۱۰، ۲۶۲۰، ۲۶۳۰، ۲۶۴۰، ۲۶۵۰، ۲۶۶۰، ۲۶۷۰، ۲۶۸۰، ۲۶۹۰، ۲۷۰۰، ۲۷۱۰، ۲۷۲۰، ۲۷۳۰، ۲۷۴۰، ۲۷۵۰، ۲۷۶۰، ۲۷۷۰، ۲۷۸۰، ۲۷۹۰، ۲۸۰۰، ۲۸۱۰، ۲۸۲۰، ۲۸۳۰، ۲۸۴۰، ۲۸۵۰، ۲۸۶۰، ۲۸۷۰، ۲۸۸۰، ۲۸۹۰، ۲۹۰۰، ۲۹۱۰، ۲۹۲۰، ۲۹۳۰، ۲۹۴۰، ۲۹۵۰، ۲۹۶۰، ۲۹۷۰، ۲۹۸۰، ۲۹۹۰، ۳۰۰۰، ۳۰۱۰، ۳۰۲۰، ۳۰۳۰، ۳۰۴۰، ۳۰۵۰، ۳۰۶۰، ۳۰۷۰، ۳۰۸۰، ۳۰۹۰، ۳۱۰۰، ۳۱۱۰، ۳۱۲۰، ۳۱۳۰، ۳۱۴۰، ۳۱۵۰، ۳۱۶۰، ۳۱۷۰، ۳۱۸۰، ۳۱۹۰، ۳۲۰۰، ۳۲۱۰، ۳۲۲۰، ۳۲۳۰، ۳۲۴۰، ۳۲۵۰، ۳۲۶۰، ۳۲۷۰، ۳۲۸۰، ۳۲۹۰، ۳۳۰۰، ۳۳۱۰، ۳۳۲۰، ۳۳۳۰، ۳۳۴۰، ۳۳۵۰، ۳۳۶۰، ۳۳۷۰، ۳۳۸۰، ۳۳۹۰، ۳۴۰۰، ۳۴۱۰، ۳۴۲۰، ۳۴۳۰، ۳۴۴۰، ۳۴۵۰، ۳۴۶۰، ۳۴۷۰، ۳۴۸۰، ۳۴۹۰، ۳۵۰۰، ۳۵۱۰، ۳۵۲۰، ۳۵۳۰، ۳۵۴۰، ۳۵۵۰، ۳۵۶۰، ۳۵۷۰، ۳۵۸۰، ۳۵۹۰، ۳۶۰۰، ۳۶۱۰، ۳۶۲۰، ۳۶۳۰، ۳۶۴۰، ۳۶۵۰، ۳۶۶۰، ۳۶۷۰، ۳۶۸۰، ۳۶۹۰، ۳۷۰۰، ۳۷۱۰، ۳۷۲۰، ۳۷۳۰، ۳۷۴۰، ۳۷۵۰، ۳۷۶۰، ۳۷۷۰، ۳۷۸۰، ۳۷۹۰، ۳۸۰۰، ۳۸۱۰، ۳۸۲۰، ۳۸۳۰، ۳۸۴۰، ۳۸۵۰، ۳۸۶۰، ۳۸۷۰، ۳۸۸۰، ۳۸۹۰، ۳۹۰۰، ۳۹۱۰، ۳۹۲۰، ۳۹۳۰، ۳۹۴۰، ۳۹۵۰، ۳۹۶۰، ۳۹۷۰، ۳۹۸۰، ۳۹۹۰، ۴۰۰۰، ۴۰۱۰، ۴۰۲۰، ۴۰۳۰، ۴۰۴۰، ۴۰۵۰، ۴۰۶۰، ۴۰۷۰، ۴۰۸۰، ۴۰۹۰، ۴۱۰۰، ۴۱۱۰، ۴۱۲۰، ۴۱۳۰، ۴۱۴۰، ۴۱۵۰، ۴۱۶۰، ۴۱۷۰، ۴۱۸۰، ۴۱۹۰، ۴۲۰۰، ۴۲۱۰، ۴۲۲۰، ۴۲۳۰، ۴۲۴۰، ۴۲۵۰، ۴۲۶۰، ۴۲۷۰، ۴۲۸۰، ۴۲۹۰، ۴۳۰۰، ۴۳۱۰، ۴۳۲۰، ۴۳۳۰، ۴۳۴۰، ۴۳۵۰، ۴۳۶۰، ۴۳۷۰، ۴۳۸۰، ۴۳۹۰، ۴۴۰۰، ۴۴۱۰، ۴۴۲۰، ۴۴۳۰، ۴۴۴۰، ۴۴۵۰، ۴۴۶۰، ۴۴۷۰، ۴۴۸۰، ۴۴۹۰، ۴۵۰۰، ۴۵۱۰، ۴۵۲۰، ۴۵۳۰، ۴۵۴۰، ۴۵۵۰، ۴۵۶۰، ۴۵۷۰، ۴۵۸۰، ۴۵۹۰، ۴۶۰۰، ۴۶۱۰، ۴۶۲۰، ۴۶۳۰، ۴۶۴۰، ۴۶۵۰، ۴۶۶۰، ۴۶۷۰، ۴۶۸۰، ۴۶۹۰، ۴۷۰۰، ۴۷۱۰، ۴۷۲۰، ۴۷۳۰، ۴۷۴۰، ۴۷۵۰، ۴۷۶۰، ۴۷۷۰، ۴۷۸۰، ۴۷۹۰، ۴۸۰۰، ۴۸۱۰، ۴۸۲۰، ۴۸۳۰، ۴۸۴۰، ۴۸۵۰، ۴۸۶۰، ۴۸۷۰، ۴۸۸۰، ۴۸۹۰، ۴۹۰۰، ۴۹۱۰، ۴۹۲۰، ۴۹۳۰، ۴۹۴۰، ۴۹۵۰، ۴۹۶۰، ۴۹۷۰، ۴۹۸۰، ۴۹۹۰، ۵۰۰۰، ۵۰۱۰، ۵۰۲۰، ۵۰۳۰، ۵۰۴۰، ۵۰۵۰، ۵۰۶۰، ۵۰۷۰، ۵۰۸۰، ۵۰۹۰، ۵۱۰۰، ۵۱۱۰، ۵۱۲۰، ۵۱۳۰، ۵۱۴۰، ۵۱۵۰، ۵۱۶۰، ۵۱۷۰، ۵۱۸۰، ۵۱۹۰، ۵۲۰۰، ۵۲۱۰، ۵۲۲۰، ۵۲۳۰، ۵۲۴۰، ۵۲۵۰، ۵۲۶۰، ۵۲۷۰، ۵۲۸۰، ۵۲۹۰، ۵۳۰۰، ۵۳۱۰، ۵۳۲۰، ۵۳۳۰، ۵۳۴۰، ۵۳۵۰، ۵۳۶۰، ۵۳۷۰، ۵۳۸۰، ۵۳۹۰، ۵۴۰۰، ۵۴۱۰، ۵۴۲۰، ۵۴۳۰، ۵۴۴۰، ۵۴۵۰، ۵۴۶۰، ۵۴۷۰، ۵۴۸۰، ۵۴۹۰، ۵۵۰۰، ۵۵۱۰، ۵۵۲۰، ۵۵۳۰، ۵۵۴۰، ۵۵۵۰، ۵۵۶۰، ۵۵۷۰، ۵۵۸۰، ۵۵۹۰، ۵۶۰۰، ۵۶۱۰، ۵۶۲۰، ۵۶۳۰، ۵۶۴۰، ۵۶۵۰، ۵۶۶۰، ۵۶۷۰، ۵۶۸۰، ۵۶۹۰، ۵۷۰۰، ۵۷۱۰، ۵۷۲۰، ۵۷۳۰، ۵۷۴۰، ۵۷۵۰، ۵۷۶۰، ۵۷۷۰، ۵۷۸۰، ۵۷۹۰، ۵۸۰۰، ۵۸۱۰، ۵۸۲۰، ۵۸۳۰، ۵۸۴۰، ۵۸۵۰، ۵۸۶۰، ۵۸۷۰، ۵۸۸۰، ۵۸۹۰، ۵۹۰۰، ۵۹۱۰، ۵۹۲۰، ۵۹۳۰، ۵۹۴۰، ۵۹۵۰، ۵۹۶۰، ۵۹۷۰، ۵۹۸۰، ۵۹۹۰، ۶۰۰۰، ۶۰۱۰، ۶۰۲۰، ۶۰۳۰، ۶۰۴۰، ۶۰۵۰، ۶۰۶۰، ۶۰۷۰، ۶۰۸۰، ۶۰۹۰، ۶۱۰۰، ۶۱۱۰، ۶۱۲۰، ۶۱۳۰، ۶۱۴۰، ۶۱۵۰، ۶۱۶۰، ۶۱۷۰، ۶۱۸۰، ۶۱۹۰، ۶۲۰۰، ۶۲۱۰، ۶۲۲۰، ۶۲۳۰، ۶۲۴۰، ۶۲۵۰، ۶۲۶۰، ۶۲۷۰، ۶۲۸۰، ۶۲۹۰، ۶۳۰۰، ۶۳۱۰، ۶۳۲۰، ۶۳۳۰، ۶۳۴۰، ۶۳۵۰، ۶۳۶۰، ۶۳۷۰، ۶۳۸۰، ۶۳۹۰، ۶۴۰۰، ۶۴۱۰، ۶۴۲۰، ۶۴۳۰، ۶۴۴۰، ۶۴۵۰، ۶۴۶۰، ۶۴۷۰، ۶۴۸۰، ۶۴۹۰، ۶۵۰۰، ۶۵۱۰، ۶۵۲۰، ۶۵۳۰، ۶۵۴۰، ۶۵۵۰، ۶۵۶۰، ۶۵۷۰، ۶۵۸۰، ۶۵۹۰، ۶۶۰۰، ۶۶۱۰، ۶۶۲۰، ۶۶۳۰، ۶۶۴۰، ۶۶۵۰، ۶۶۶۰، ۶۶۷۰، ۶۶۸۰، ۶۶۹۰، ۶۷۰۰، ۶۷۱۰، ۶۷۲۰، ۶۷۳۰، ۶۷۴۰، ۶۷۵۰، ۶۷۶۰، ۶۷۷۰، ۶۷۸۰، ۶۷۹۰، ۶۸۰۰، ۶۸۱۰، ۶۸۲۰، ۶۸۳۰، ۶۸۴۰، ۶۸۵۰، ۶۸۶۰، ۶۸۷۰، ۶۸۸۰، ۶۸۹۰، ۶۹۰۰، ۶۹۱۰، ۶۹۲۰، ۶۹۳۰، ۶۹۴۰، ۶۹۵۰، ۶۹۶۰، ۶۹۷۰، ۶۹۸۰، ۶۹۹۰، ۷۰۰۰، ۷۰۱۰، ۷۰۲۰، ۷۰۳۰، ۷۰۴۰، ۷۰۵۰، ۷۰۶۰، ۷۰۷۰، ۷۰۸۰، ۷۰۹۰، ۷۱۰۰، ۷۱۱۰، ۷۱۲۰، ۷۱۳۰، ۷۱۴۰، ۷۱۵۰، ۷۱۶۰، ۷۱۷۰، ۷۱۸۰، ۷۱۹۰، ۷۲۰۰، ۷۲۱۰، ۷۲۲۰، ۷۲۳۰، ۷۲۴۰، ۷۲۵۰، ۷۲۶۰، ۷۲۷۰، ۷۲۸۰، ۷۲۹۰، ۷۳۰۰، ۷۳۱۰، ۷۳۲۰، ۷۳۳۰، ۷۳۴۰، ۷۳۵۰، ۷۳۶۰، ۷۳۷۰، ۷۳۸۰، ۷۳۹۰، ۷۴۰۰، ۷۴۱۰، ۷۴۲۰، ۷۴۳۰، ۷۴۴۰، ۷۴۵۰، ۷۴۶۰، ۷۴۷۰، ۷۴۸۰، ۷۴۹۰، ۷۵۰۰، ۷۵۱۰، ۷۵۲۰، ۷۵۳۰، ۷۵۴۰، ۷۵۵۰، ۷۵۶۰، ۷۵۷۰، ۷۵۸۰، ۷۵۹۰، ۷۶۰۰، ۷۶۱۰، ۷۶۲۰، ۷۶۳۰، ۷۶۴۰، ۷۶۵۰، ۷۶۶۰، ۷۶۷۰، ۷۶۸۰، ۷۶۹۰، ۷۷۰۰، ۷۷۱۰، ۷۷۲۰، ۷۷۳۰، ۷۷۴۰، ۷۷۵۰، ۷۷۶۰، ۷۷۷۰، ۷۷۸۰، ۷۷۹۰، ۷۸۰۰، ۷۸۱۰، ۷۸۲۰، ۷۸۳۰، ۷۸۴۰، ۷۸۵۰، ۷۸۶۰، ۷۸۷۰، ۷۸۸۰، ۷۸۹۰، ۷۹۰۰، ۷۹۱۰، ۷۹۲۰، ۷۹۳۰، ۷۹۴۰، ۷۹۵۰، ۷۹۶۰، ۷۹۷۰، ۷۹۸۰، ۷۹۹۰، ۸۰۰۰، ۸۰۱۰، ۸۰۲۰، ۸۰۳۰، ۸۰۴۰، ۸۰۵۰، ۸۰۶۰، ۸۰۷۰، ۸۰۸۰، ۸۰۹۰، ۸۱۰۰، ۸۱۱۰، ۸۱۲۰، ۸۱۳۰، ۸۱۴۰، ۸۱۵۰، ۸۱۶۰، ۸۱۷۰، ۸۱۸۰، ۸۱۹۰، ۸۲۰۰، ۸۲۱۰، ۸۲۲۰، ۸۲۳۰، ۸۲۴۰، ۸۲۵۰، ۸۲۶۰، ۸۲۷۰، ۸۲۸۰، ۸۲۹۰، ۸۳۰۰، ۸۳۱۰، ۸۳۲۰، ۸۳۳۰، ۸۳۴۰، ۸۳۵۰، ۸۳۶۰، ۸۳۷۰، ۸۳۸۰، ۸۳۹۰، ۸۴۰۰، ۸۴۱۰، ۸۴۲۰، ۸۴۳۰، ۸۴۴۰، ۸۴۵۰، ۸۴۶۰، ۸۴۷۰، ۸۴۸۰، ۸۴۹۰، ۸۵۰۰، ۸۵۱۰، ۸۵۲۰، ۸۵۳۰، ۸۵۴۰، ۸۵۵۰، ۸۵۶۰، ۸۵۷۰، ۸۵۸۰، ۸۵۹۰، ۸۶۰۰، ۸۶۱۰، ۸۶۲۰، ۸۶۳۰، ۸۶۴۰، ۸۶۵۰، ۸۶۶۰، ۸۶۷۰، ۸۶۸۰، ۸۶۹۰، ۸۷۰۰، ۸۷۱۰، ۸۷۲۰، ۸۷۳۰، ۸۷۴۰، ۸۷۵۰، ۸۷۶۰، ۸۷۷۰، ۸۷۸۰، ۸۷۹۰، ۸۸۰۰، ۸۸۱۰، ۸۸۲۰، ۸۸۳۰، ۸۸۴۰، ۸۸۵۰، ۸۸۶۰، ۸۸۷۰، ۸۸۸۰، ۸۸۹۰، ۸۹۰۰، ۸۹۱۰، ۸۹۲۰، ۸۹۳۰، ۸۹۴۰، ۸۹۵۰، ۸۹۶۰، ۸۹۷۰، ۸۹۸۰، ۸۹۹۰، ۹۰۰۰، ۹۰۱۰، ۹۰۲۰، ۹۰۳۰، ۹۰۴۰، ۹۰۵۰، ۹۰۶۰، ۹۰۷۰، ۹۰۸۰، ۹۰۹۰، ۹۱۰۰، ۹۱۱۰، ۹۱۲۰، ۹۱۳۰، ۹۱۴۰، ۹۱۵۰، ۹۱۶۰، ۹۱۷۰، ۹۱۸۰، ۹۱۹۰، ۹۲۰۰، ۹۲۱۰، ۹۲۲۰، ۹۲۳۰، ۹۲۴۰، ۹۲۵۰، ۹۲۶۰، ۹۲۷۰، ۹۲۸۰، ۹۲۹۰، ۹۳۰۰، ۹۳۱۰، ۹۳۲۰، ۹۳۳۰، ۹۳۴۰، ۹۳۵۰، ۹۳۶۰، ۹۳۷۰، ۹۳۸۰، ۹۳۹۰، ۹۴۰۰، ۹۴۱۰، ۹۴۲۰، ۹۴۳۰، ۹۴۴۰، ۹۴۵۰، ۹۴۶۰، ۹۴۷۰، ۹۴۸۰، ۹۴۹۰، ۹۵۰۰، ۹۵۱۰، ۹۵۲۰، ۹۵۳۰، ۹۵۴۰، ۹۵۵۰، ۹۵۶۰، ۹۵۷۰، ۹۵۸۰، ۹۵۹۰، ۹۶۰۰، ۹۶۱۰، ۹۶۲۰، ۹۶۳۰، ۹۶۴۰، ۹۶۵۰، ۹۶۶۰، ۹۶۷۰، ۹۶۸۰، ۹۶۹۰، ۹۷۰۰، ۹۷۱۰، ۹۷۲۰، ۹۷۳۰، ۹۷۴۰، ۹۷۵۰، ۹۷۶۰، ۹۷۷۰، ۹۷۸۰، ۹۷۹۰، ۹۸۰۰، ۹۸۱۰، ۹۸۲۰، ۹۸۳۰، ۹۸۴۰، ۹۸۵۰، ۹۸۶۰، ۹۸۷۰، ۹۸۸۰، ۹۸۹۰، ۹۹۰۰، ۹۹۱۰، ۹۹۲۰، ۹۹۳۰، ۹۹۴۰، ۹۹۵۰، ۹۹۶۰، ۹۹۷۰، ۹۹۸۰، ۹۹۹۰، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴،

سے اسکندریہ تک براہ راست ایک راستہ بنالیا۔

اسی کتاب میں ”سبا“ کے تحت میں ایک دوسرا مضمون نگار لکھتا ہے:

نیشکی کی تجارت جب زوال پذیر ہو گئی اور ساحلی آبادیوں کے درمیان جو تجارتی سفر ہوتے تھے جب وہ جاتے رہے اور انکی جگہ بحری راستہ اختیار کیا گیا تو ناچار یہ آبادیاں نیست و نابود ہو گئیں۔

آرٹی میڈروس سٹہ ق م کہتا ہے:

سبائی یہ چیزیں مقابل کے حبشی سواحل سے لاسٹہ میں جہاں یہ لوگ چڑے کی کشتی پر بٹھکر چلے جاتے ہیں۔

اشعیان بنی بابل کے ذکر میں کہتے ہیں:

”ہرگز عرب لوگ اب دہان خیمے استادہ نہ کریں گے“ (باب ۱۳-۲۰)

غیر ممالک تجارت | الغرض ان بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ عربوں کے خارجی تجارتی تعلقا ہندوستان، حبش، ایران، بابل (عراق)، شام، مصر اور یونان سے تھے، یہ تمام ممالک عرب کے چاروں طرف اس طرح واقع ہیں کہ عرب اس دائرہ کا نقطہ بن گیا ہے، اندرون ملک میں جو شہر اور مقامات تجارت کے مرکز تھے یونانی اور اسرائیلی بیانات کے مطابق وہ حسب ذیل تھے،

اندرون ملک کے تجارتی شہر | قریم یعنی بحرین یا یامامہ، حضرموت، شبوہ، حضرموت کا پایہ تخت، قانہ، حضرموت کا بندرگاہ، مارب، سبا کا پایہ تخت، معین، عدن، اوزال، اوفر، مدین، ایلہ یعنی عقبہ عرب کا نقشہ دیکھو تو معلوم ہوگا کہ یہ تمام آبادیاں ملک عرب کے کنارے خلیج فارس سے لے کر

وہ بکری اور میٹھے لے کے تیرے ساتھ تجارت کرتے تھے، سب اور عمار کے
 سوداگر تیرے ساتھ سوداگری کرتے تھے، وہ ہر قسم کے نفیس و خوشبودار سالے
 اور ہر طرح کے قیمتی پتھر اور سونا تیرے بازار میں لاتے تھے، حاران اور قافہ
 اور عدنان اور سب کے سوداگر تیرے ساتھ سوداگری کرتے تھے، (۲۴: ۱۹-۲۰)

یونانی مورخین کا بیان اس سے زیادہ مفصل نہیں ہے، وہ بھی زیادہ تر انھیں چیزوں کی
 سوداگری کا ذکر کرتے ہیں، یعنی سونا، اور خوشبودار سالہ اور جلانے کی خوشبودار لکڑیاں، یہ بیانات
 اس کتاب کی پہلی جلد کے صفحہ ۲۵۱ و ۲۵۲ پر موجود ہیں، ان شہادتوں پر یہاں صرف ایک سند
 کا اور اضافہ کرتے ہیں، جو کتاب کی اس دوسری جلد میں اصحاب الایکہ کے ذکر میں گزر چکی ہے،
 یہ نرک فلسطین کو جاتی ہے، جہاں اہل قرینہ (یامہ یا بحرین) اور مین اور تمام عرب
 قریب میں رہتے ہیں، اور بالائی ملک سے بخورات، کہا گیا ہے کہ خوشبودار
 چیزوں کا بندل لاتے ہیں۔

ایک اور اہم سوال یہ ہے کہ عرب میں یہ خوشبودار سالہ، سونا، لوہا، جواہرات، اور موتی وغیرہ
 کہاں سے آتے تھے کیا یہ خود عرب کی پیداوار ہیں تھیں یا یہ سب مال باہر سے لایا جاتا تھا، اس
 سوال کا جواب یہودیوں سے نہیں مل سکتا، یونانی تحریروں سے واضح ہوتا ہے کہ اکثر خوشبودار
 یہ چیزوں کی خود مین میں کاشت ہوتی تھی، یا ان کے دہان باغ موجود تھے، اگاتھرشیدس
 (۳۵ ق م) بیان کرتا ہے،

سمندر سے متصل زمین میں بلسان اور نہایت خوبصورت درخت ہیں، اندرون
 ملک میں بخورات (یعنی جلانے کی خوشبوئیں) دار چینی، چھوٹا رس وغیرہ کے

میں اور اب تک مبہمی وغیرہ میں موتی کے بڑے بڑے تاجر خاص عرب میں، قرآن
قرآن مجید میں ہے:

مَرْجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ، بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ خدا نے ان دو دریاؤں کو ملایا کہ وہ مل گئے اور پھر ان کے
قبای آلاءِ ربکما تکتذبَانِ، یخرج منها اللؤلؤ ۚ بیچ میں پردہ ہے کہ وہ حد سے آگے نہیں بڑھ سکتے تم اپنے
والمرجان، (رحمن) پروردگار کی کن کن باتوں کا انکار کر کے ان دونوں موتی اور مرجان کو نکالتے ہیں

سب سے زیادہ حیرت لوگوں کو اس بات سے ہوگی کہ غریب اور مفلس عرب کے جس سونے کی
یروسلیم اور اسکندریہ کے بازار دن میں شہرت تھی وہ خاص عرب کی کانوں سے نکلتا تھا،
عرب میں سونے کی بہت بڑی بڑی کانیں ہیں بھدانی نے صفۃ جزیرۃ العرب میں ایک ایک
کان کا نام لکھا ہے، صرف یمامہ اور نجد میں سونے کی چھ کانوں کا پتہ دیا ہے (صفحہ ۱۵۴) سونے
کے علاوہ چاندی، تانیا، اور عقیق کی کانیں بھی بتائی ہیں، درعدن اور عقیق میں کی شہرت
غالباً یہیں سے ہے، کل کتاب میں ۷۰ کانوں کا ذکر ہے، مدین کے سونے کی کانیں انگریزوں
کو بھی عرب کھینچ کر لے گئیں، اور خدیو مصر کے حکم سے بڑن ایک انگریز اسکی تحقیقات کے لیے
بھیجا گیا، اُسے گولڈ مائنس آف مدین نام ایک کتاب لکھی،

عرب کی کھالیں بھی سامان تجارت میں نظر آتی ہیں مین کی کھال پہلے
بہت مشہور تھی، یہاں تک کہ فارسی شعرا کے کلام میں بھی اس کی تلمیحات ملتی ہیں،
اور سبب اس کا یہ بیان کرتے ہیں کہ ستارہ سیل جو مین کے مقابل طلوع ہوتا ہے
اُس کی روشنی مین کھال کی دباغت بہت عمدہ ہوتی ہے، طائف مین بھی یہ فن
بہت کمال کو پہنچ گیا تھا، چنانچہ اس کا نام ہی ”بلد الدباغ“ پڑ گیا ہے، (مسدانی
صفحہ ۱۲۰) مسلمانوں نے مکہ سے بھاگ کر جب حبش میں پناہ لی تھی اور قریش

نہایت بلند درختوں کے گنجان جھل ہیں،..... سب اتمام دنیا میں سب سے زیادہ دیتے

لوگ ہیں، چاندی اور سونا بکثرت ہر طرف سے لایا جاتا ہے،

تھیوفراستینس بیان کرتا ہے کہ لوہان اور عود وغیرہ بخورات سبا اور حضرموت کے عربی علاقے

میں پیدا ہوتے ہیں، (یونانی بیانات کے لیے ارض القرآن جلد اول صفحہ ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۵۰)

(۲۵۱ دیکھو)

اسی قسم کا بیان آرٹی میڈروس کا ہے لیکن اس کے ساتھ وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ ”یہ
مسالے مقابل کے حبشی سواحل سے لائے جاتے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان میں سے
بعض چیزیں خود ملک میں پیدا ہوتی تھیں چنانچہ ہمدانی نے نہایت تفصیل سے ان نباتات
اور درختوں کا حال لکھا ہے، لوہان اور زعفران کی نسبت لکھا ہے کہ ”ہیں سے تمام دنیا میں
جاتا ہے، قسم قسم کے پھول اور نباتات میں اور نجد میں پیدا ہوتے ہیں“ لیکن مسالہ یعنی لونگ، سیاہ
مرچ، الائچی، ڈلی، دارچینی، ناریل، اہلی وغیرہ ہمارے نزدیک یہ چیزیں جنوبی ہند اور جزائر ہند
کے سواحل سے عرب آتی تھیں، علاوہ گذشتہ تاریخی بیانات کے خود آج تک یہ چیزیں ہیں سے
تمام دنیا میں جاتی ہیں، اور ایک بڑا ثبوت اس دعوے کا یہ ہے کہ مسالہ اور خوشبو کی اکثر چیزوں کے
نام عربی میں سنسکرت سے آئے ہیں، مثلاً مشک، فلفل، کافور، زنجبیل، صندل، ناریل، قرفل، بعض
چیزوں کے نام میں ہندی کا لفظ نام کا جز ہو گیا ہے، مثلاً عود ہندی، قسط ہندی، تمر ہندی، لوہے
کی تلواریں ہندوستان ہی سے بنکر جاتی تھیں، اسی لیے عربی میں ہندی، اور ہند تلوار کے وصف
کے طور پر آتا ہے، خوشبو اور مسالوں میں لونگ، الائچی، سیاہ مرچ، دارچینی، اہلی، سب داخل ہیں۔
یہ سب جنوبی ہند اور جزائر ہند کی پیداوار ہیں۔

موتی تو خاص سواحل عرب کی چیز ہے بحرین و عمان کے دریاؤں میں موتی کے خزانے

یہودی تاجر مدینہ میں کپڑا لیکر آتے تھے، چنانچہ آنحضرت صلعم نے اُن سے کپڑا خریدا ہے، مسلمان سوداگر بھی شام ہی سے کپڑا لاتے تھے،

غلہ مین سے آسکتا تھا، لیکن زیادہ تر شام ہی سے آتا تھا، اور اسی لیے لوگ غلہ کے بیوپاریوں کی آمد کے بچہ منظر رہتے تھے، سورہ جمعہ کی آیتوں میں جس واقعہ کا ذکر ہے یعنی یہ کہ آنحضرت صلعم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ ان بیوپاریوں کی آمد کا شور ہوا، اور لوگ اٹھکر چلے گئے، وہ ہی شام کے غلہ کے بیوپاری آئے تھے،

وَإِذْ هَرَأَوْنَجَّارَةً اَوْ لَهْوًا اُنْشَرُّوا اِلَيْهَا جب یہ لوگ کسی تجارت یا کھیل تماشہ کو دیکھ پاتے ہیں تو ان کی طرف
وَتَرُكُوْنَ قَائِمًا قُلُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ دوڑ پڑتے ہیں اور تم کو کھڑا تنہا چھوڑ دیتے ہیں، کہہ دے کہ جو
مِنَ الْاِيْهُوْءِ مِنَ التِّجَارَةِ، (جمعہ) خدا کے پاس یہ وہ کھیل تماشہ اور تجارت سے زیادہ بہتر ہے

شراب زیادہ تر شام سے آتی تھی، عمرو بن کلثوم کہتا ہے،

الا جی بصبحت فاصبحنا ولا بتقی خمود الا ندرینا،

ہاں اٹھو اور صبح کی شراب پلا "اندرین" کی شراب کچھ چھوڑنا نہیں

اندرین شام میں ہے،

کاغذ بھی ملک شام سے آتا تھا، طرہ کہتا ہے،

وخذ کقراطس الشامی گال شامی تہجر کے کاغذ کی طرح

عرب کے بازار اہل عرب کو جو تجارت کا شوق تھا اس کا اندازہ اس سے ہوگا کہ حیرہ کے بادشاہ عکاظ کے سالانہ میلہ میں اپنا تجارتی سامان بھیجا کرتے تھے، اس کا لطیفہ کہتے تھے، وثرین
میں حرب فجار کے نام سے جو آخری جنگ ہوئی، جس میں آنحضرت شریک تھے، اسی لطیفہ

لے فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۲۰۹ بحوالہ سند احمد

لے ترمذی صفحہ ۱۵، مطبع العلوم دہلی، ۱۳۵۰ھ

نے ایک شخص کو کچھ نذر تحفہ دیکر نجاشی کے پاس بھیجا تھا کہ مسلمانوں کو وہ اپنے ملک سے نکال دے، اُس وقت بھی قریش کا شامہ تحفہ ہی کھال تھی، اسلام سے بہت پہلے طرفہ کرتا ہو،
 کسبت الیمانی قد لہ عہد ین کی کھال چوکی کا ٹیڑھی نہیں

درآمد | بہر حال اس بحث کو ختم کر کے اب ہم اس مسئلہ پر آتے ہیں کہ عرب سوداگر ان چیزوں کو اپنے ملک باہر لجا کر فروخت کرتے تھے، لیکن اُن ملکوں سے خود اپنے اہل وطن کے لیے کیا تحفے لیکر واپس آتے تھے؟ تاریخ کے ہزاروں صفحات اُلٹنے کے بعد ہم جس نتیجہ تک پہنچے ہیں وہ یہ ہے، غیر ملکوں سے وہ حسبِ نیل چیزیں لاتے تھے، کپڑا، غلہ، شراب، ہتھیار اور آئینہ وغیرہ آرائش کی چیزیں،

کپڑے گوئین میں بھی بنے جاتے تھے، ”بردیانی“ یعنی چادرین تو بہت مشہور ہیں ام القیسر جو اسلام سے چالیس پچاس برس پہلے گزرا ہے کہتا ہے،

والقی بصراء العیط بعاءہ نزول الیمانی ذی العباب المعمل

اہل بصرہ کے میدان میں اپنا بوجھ اٹھا دیا تھا، جطرح یعنی سوداگر اپنے کپڑے کی کٹھڑیاں پھیلاتا ہو،
 مارب جو سب کا پایہ تخت تھا، روئی اور کپڑے کا کاروبار وہاں نامہ اسلام تک تھا، چنانچہ آنحضرت صلم نے یہاں کے باشندوں پر نعتِ جزیرہ کے بجائے کپڑا ہی مقرر کیا تھا،
 یمن کا کاروبار زیادہ تر ہندوستان کے ساتھ تھا، اس لیے یہ تحقیق یہ نہیں کہا جاسکتا

کہ یہ کپڑے یمن ہی میں سب بنیتے تھے، یا ہندوستان سے آتے تھے، عربی میں بعض کپڑوں کے نام ہندی الاصل ہیں، مثلاً شاس (مٹل) فوطہ (چارخانہ دار تہ بند) اس سے قیاس ہوتا ہو کہ شاید کچھ کپڑے ہندوستان سے آتے ہوں، آغاز اسلام میں کپڑوں کی آمد شام سے تھی،

لہ سند احمد، مسند ابی البیت، وسیرت ابن ہشام ذکر ہجرت حبش، ۵۵، بلور او کتاب الخراج اخذ الجزیرہ

دومتہ الجندل سے میلہ اکھڑ کر مشرق و بحرین میں آکر جمنا تھا، جمادی الاولیٰ بھر کو ایک مہینہ رہتا تھا، یہ ایران کے قریب تھا، اسلئے یہاں ایران کے تاجر بھی آتے تھے، عبدالقیس اور تیمم یہاں کے باشندے تھے، تیمم کا رئیس بازار کا حاکم ہوتا تھا، یہاں تمام ملک عرب کے لوگ آتے تھے، یہاں خرید و فروخت کا طریقہ یہ تھا، کہ بائع و مشتری دونوں خاموش رہتے، اور صرف اشاروں سے بات چیت ہوتی،

اکیسویں رجب صحار (عمان) میں سوداگر جمع ہونے شروع ہوتے، لگے بازاروں میں جو لوگ نہیں آسکتے تھے وہ اس میں آتے تھے، یہاں خرید و فروخت کا طریقہ یہ تھا کہ سلمان قرینہ سے لگا ہوتا، گاہک پتھر پھینکتے جس پر جا پڑتا اوٹھا لیتے، یہاں سے ہٹ کر رجب کی آخری تاریخ کو عمان کی بندرگاہ وبامین جہاں ملک ملک کے سوداگر آتے تھے لوگوں کا میلہ لگتا تھا یہاں ہندوستان سے، سندھ سے چین سے، اور افریقہ سے سوداگر آتے تھے، عرب کی چیزیں اور دریا کی چیزیں یہاں بکتی تھیں، یہاں سے اٹھ کر تمام سوداگر شحرین جمع ہوتے تھے جو بحر عرب کے ساحل پر حضرموت اور عمان کے بیچ میں واقع ہے، نصف شعبان سے یہاں میلہ شروع ہوتا تھا، چمڑا، کپڑا، اور دیگر عام ضرورت کی چیزیں یہاں بکتی تھیں، اور کچھ نباتاتی دوائیں لوگ یہاں سے خرید کر لے جاتے تھے،

شحر سے چل کر عدن میں ان کے ڈیرے لگتے تھے، یہاں دریائی سوداگر زیادہ تر جمع ہوتے تھے، یکم سے ۲۰ رمضان تک میلہ رہتا تھا، جو کچھ بچا کچھا مال رہتا تھا وہ یہاں فروخت ہوتا تھا، سلاطین میں نہایت خوش اسلوبی سے یہاں کا انتظام کرتے تھے، یہاں قسم قسم کے عطر اور خوشبو کی چیزیں فروخت ہوتی تھیں عربوں کا دعویٰ تھا کہ ان کے سوا دنیا میں خوشبو بنانا کوئی نہیں جانتا، براہ دریا ہندوستان اور سندھ تک، اور براہ خشکی ایران اور

لٹ جانے پر برہا ہوئی تھی،

خود عرب میں بڑے بڑے بازار تھے، جہاں سال میں ایک دفعہ میلہ لگاتا تھا اور دور دور سے سوداگر یہاں اسباب لاتے تھے، اور فروخت کرتے تھے، عرب کے نقشہ کو غور سے دیکھو تو نجد کے سوا تمام آبادی عرب کے کنارہ کنارہ دریا سے متصل ہے، یہ میلہ شام کے پاس دومتہ الجندل سے شروع ہو کر عراق کے حدود بحرین اور عمان سے ہوتا ہوا بحر ہند کے مقابل حضرموت دین سے گذرتا ہوا حج کا زمانہ مکہ میں گذر کر حجاز سے ہو کر پھر شام میں آکر ختم ہو جاتا تھا،

عرب کے ان بازاروں کے حالات بہت سے مورخین نے قلم بند کئے ہیں، یعقوبی نے اپنی تاریخ کے خاتمہ میں ایک پورا باب اس پر لکھا ہے، لیکن ان کے متعلق سب سے کارآمد اور مفصل حالات امام مرزوقی نے کتاب الامکنہ والازمنہ میں لکھے ہیں، ہم ان کا خلاصہ یہاں نقل کرتے ہیں،

عرب کے ۱۳ مقامات میں بڑے بڑے میلے لگتے تھے، دومتہ الجندل، مشرق، صحار و بائ، شجر عدن، صنعا، حضرموت، عکاظ، ذوالمجاز، منی، خیبر، یامہ، سب سے پہلے دومتہ الجندل میں میلہ لگتا تھا، دومتہ الجندل شام کے پاس حجاز کی آخری سرحد پر واقع ہے، یکم بیع الاول سے ۵ تا ۱۵ تک تو بڑا جگھٹا رہتا تھا، ۱۵ کے بعد سے گھٹنا شروع ہوتا تھا، کلب اور جدیلہ دو قبیلے اسکے پڑوس میں آباد تھے، ان میں سے جنگاؤں کا بول پاتا، اس بازار کا حاکم ہو جاتا، عرب کے علاوہ عراق اور شام کے تاجر بھی اس کی اجازت سے اپنے بازار لگاتے تھے، رئیس خود بھی تجارت کرتا تھا اور جب تک اس کا مال نہ بک جاتا کسی اور کو خرید و فروخت کی اجازت نہ تھی، یہاں خرید و فروخت اس طرح ہوتی تھی کہ جسکو جو مال پسند آتا اس پر ایک کنکر ڈال دیتا،

اسیلے قریش کے خاندان میں جب قصی اور ہاشم پیدا ہوئے تو انھوں نے قریش کے کاروان تجارت کو منظم کیا، اہل حبش میں پرتا بھڑ ہو گئے تھے، شام بہت پہلے سے رومیوں کے ہاتھ میں تھا، ہاشم نے نجاشی اور قیصر سے فرمان حاصل کیے کہ قریش کو ان ملکوں میں بے روک ٹوک آمد و رفت کی اجازت رہے، سال کی دو میلین مقرر کیں، جاڑا، اور گرمی، جاڑوں میں یمن اور گرمیوں میں شام بلکہ ایشیائے کوچک تک قریشی سوداگر جاتے تھے،

یہ تعجب انگیز امر ہے کہ ملک عرب میں جو عام بدامنی اور لوٹ مار جاری تھی اسکے باوجود قریش کا کاروان تجارت بے خطر آیا جایا کرتا تھا، حالانکہ اوپر گزر چکا ہے کہ بادشاہوں کا تجارتی مال بھی عام خطرہ سے خالی نہیں رہتا تھا، اصل یہ ہے کہ چونکہ قریش کا وطن مکہ تھا، جہاں کعبہ تھا کعبہ کی جو عام عظمت اہل عرب کے دل میں تھی، اسکی بنا پر وہ بحیران اللہ خدا کے پڑوسی سمجھے جاتے تھے، اور لوگ ان کو نہیں ستاتے تھے، انکا خیال اور لحاظ کرتے تھے، اسیلے قریش کے تجارتی قافلے بے دھڑک ادھر سے ادھر پہنچتے تھے، اس تفصیل کے بعد سورہ قمر کی آیتوں پر نظر ڈالئے،

لَا يَلِدُ قَرْنٌ اِيلًا فِيْهِمْ رَحْلَةَ الشَّتَاءِ تعجب ہو کہ قریش کو اپنے جاڑے اور گرمی کے
وَالصَّيْفِ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ سفر سے کس قدر الفت ہے، انکو چاہیے کہ اس
الَّذِيْ اطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ وَآَمَنَهُمْ خانہ کعبہ کے مالک کو پوجیں جس نے انکو بھوک سے
مِنْ خَوْفٍ، بچا کر کھانا دیا، اور خوف سے بچا کر امن مان بخشا،

قریش کو چونکہ مکہ کے خشک اور بنجر زمین میں کھانا اور نعمت ملتی ہے اور اس عام بے امنی کے زمانہ میں بھی انکو امن حاصل ہے، شہر کے اندر بھی کہ حرم میں کوئی قتل اور خونریزی جائز نہ تھی اور حرم کے باہر وہ خدا کے پڑوسی تھے، لیکن یہ تمام نعمتیں صرف اس انتساب کی بنا پر ان کو حاصل

روم تک یہین سے یہ چیزیں جاتی تھیں

عدن کے بعد صنعاء کے میلہ کا زمانہ آتا تھا، صنعاء میں کا پائے تخت ہی، یہاں ردی، زعفران اور رنگوں کی تجارت ہوتی تھی، کپڑا، اور لوہا خرید کر یہاں سے لوگ لے جاتے تھے، اسے ۳۰ رمضان تک یہاں چل پھل رہتی تھی، یہاں سے کچھ لوگ نوٹ کر منہ مروت چلے جاتے تھے وہاں بھی میلہ لگتا تھا، اور زیادہ تر لوگ عکاظ آتے تھے، عکاظ کا میلہ بعد از عرفات کے، یعنی ۱۰ ذی القعدہ میں لگتا تھا، دونوں مقامات میں ایک ہی وقت میلہ شروع ہوتا تھا، یعنی ۱۰ ذی القعدہ۔

عکاظ ایام جاہلیت کا سب سے بڑا بازار تھا، یہاں قریش، ہوازن، غطفان، خزاعہ، حارث بن عبدمناة، عقل، مصطلق وغیرہ جمع ہوتے تھے، شعراء یہاں اپنے قصائد سناتے تھے، خطباء تقریریں کرتے تھے، حکام اپنے فیصلے سناتے تھے، شیوخ معاہدے کے وفعات طے کرتے تھے، ذوالحجہ کا چاند دیکھ کر یہ میلہ چھٹ جاتا تھا اور سب لوگ ذوالحجاز کے بازار میں اکٹھے آتے تھے، اور وہ تاریخ تک جتے تھے، بعد ازیں حج کر کے لوگ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو جاتے تھے، پھر نئے سال سے نیا پھیر شروع ہوتا تھا،

قریش کی تجارت | قدیم عرب کی تجارت کی تاریخ لکھنے کے بعد اب خصوص قریش کی تجارت پر ہموار نشی ڈالنا ہے، یہ مسلم امر ہے کہ قریش ایک تاجر قبیلہ تھا، نہ صرف اسی قدر بلکہ زراعت اور کاشتکاری ان کے نزدیک ذلیل ترین پیشہ تھا، چنانچہ اہل مدینہ جو کاشتکار تھے، قریش ان کو اسی لیے آنکھ نہیں لگاتے تھے،

یہ معلوم ہو چکا ہے کہ تجارت اور سوداگری عرب کا قدیم پیشہ ہے، لیکن چونکہ اسلام سے سو سو برس پہلے سے بین اور شام کے ملک میں سیاسی انقلابات پے در پے ہو رہے تھے

۱۔ کتاب الاکنہ والازمنہ جلد ۲ صفحہ ۱۶۱-۱۶۰ حیدرآباد ۱۳۵۷ھ صحیح بخاری جلد ۲ ذکر قتل ابوجہل

قُلِّبَكُمْ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ خدا وعدہ کرتا ہے کہ دو جماعتوں میں سے ایک کو اور کاروان
 ۱۳۹ (انفال)

کاروان کے متعلق ہے،

لَبِ اسْفَلٍ مِنْكُمْ کاروان سے ادھس رہا تھا،

زوہ بدر کے قافلہ میں قریش کی ایک ایک بڑھیا تک کا سرمایہ تھا، قریش نے
 کوچ کرنے سے روک دیا تو انھوں نے سب موثر دھکی انکو یہ دی کہ ہم تمہاری
 نہ کا قافلہ روک دیں گے آخر اسی سے دب کر سلمہ مجری میں انھوں نے
 صلح کر لی، اس صلح کے زمانہ میں قریش کا قافلہ بدستور شام اور ایشیائے کوچک
 چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہان عالم کے نام دعوت اسلام کے خطوط روانہ
 میں ایک خط قیصر روم کے نام بھی تھا جب مسلمان قاصد خط لیکر ایلیا بیت
 ہے، تو وہاں قریش کے سوداگر موجود تھے،

یہ سامان تجارت کی تفصیل اور گزر چکی ہے، قریش بھی غالباً انہیں چیزوں کی تجارت
 لایعوض تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ چڑا اور چاندی کی یہ تجارت زیادہ کرتے
 پر گزر چکا ہے کہ قریش نے حبش کے نو مسلموں کو پکڑنے کے لیے تحفہ تحائف دیکر
 موجود بھیجا تھا، اس کا سرمایہ ہی چڑا تھا، بطری میں ہے کہ وہاں عظیم تجارتیں
 کی تجارت کا بڑا حصہ چاندی کا سامان تھا،

ہ کے بعد بھی قریش کی تجارتی سرگرمی افسردہ نہ ہوئی، بلکہ اور زیادہ تیز ہو گئی، اور ابغوا
 (جمہ) کے حکم نے تو اس کو واجب کا درجہ دیدیا، حضرت ابو بکر کپڑے کی تجارت

۵ بدر ۲ صحیح بخاری جلد ۲ - اول منازی ۲۵ صحیح بخاری کتاب الایمان، ۲۵ بطری واقعہ بدر

تھیں جو ان کو خانہ کعبہ سے تھا، اس لیے خانہ کعبہ یعنی خداوند تعالیٰ کا شکریہ اُن پر واجب ہو۔
یہ قافلے ذیقعدہ میں لوٹ آتے تھے، شاید اسی لیے اس مہینہ کا نام ”ذی قعدہ رکھا
تھا، یعنی بیٹھنے کا مہینہ، اسکے بعد ذیحجہ آتا تھا جس میں انکا موجود رہنا ضرور تھا،
اس امن و امان کے معاوضہ میں قریش ان قبائل کے ساتھ یہ سلوک کرتے تھے کہ
انکی ضرورت کی چیزیں لے کر وہ خود اُنکے پاس جاتے تھے، اور خرید و فروخت کرتے تھے
درحقیقت یہ بھی قریش کی تجارت کے فروغ کا ایک سبب تھا، قریش کی تاجرانہ ترقی کی انتہا
یہ تھی کہ بیوہ اور ناچار عورتیں تک اپنا سرمایہ اس میں لگاتی تھیں، اور دوسروں کو اپنا روپیہ دیتی
تھیں، کہ وہ اس سے تجارت کریں اور نفع میں شریک ہوں، چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا
جو قریش کی ایک بیوہ خاتون تھیں اسی طریقہ سے تجارت کرتی تھیں، ان کا سامان تجارت
ہر سال شام کو جایا کرتا تھا۔

ابوطالب، حضرت علی کے والد بھی تاجر تھے، اور بڑے بڑے امراء قریش مثلاً
ابوجہل و ابوسفیان وغیرہ بھی تجارت پیشہ تھے، انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی نبوت سے پہلے تجارت کرتے
تھے، اور حضرت خدیجہ کا مال لیس کر کئی دفعہ بصری تشریف لے گئے جو شام کی سرحد پر واقع
ہے، محدثین نے تصریح کی ہے کہ آپ یمن کے بازار جرش میں بھی دوبار تشریف لے
گئے، بخوبی بھی آپکا جانا ثابت ہے، جب اسلام کا ظہور ہوا اور ناچار مسلمانوں کو اپنا وطن
چھوڑ کر مدینہ جانا پڑا، تو مسلمانوں نے قریش کے عاجز کرنے کے لیے اس سے بہتر صورت
نہ دیکھی کہ انکے شامی قافلہ کے راستوں کو پر خطر کر دیا جائے، چنانچہ غزوہ بدر اسی چھیڑ چھاڑ کا
نتیجہ ہے، قرآن مجید میں ہے،

من دبکہ (فی موسم الحج)

اپنے پروردگار کی مہربانی تلاش کرو

اسکے بعد ان سیلون میں پھر وہی رونق اور تجارتی دھوم دھام شروع ہو گئی اور تقریباً
سوا سو برس تک یہ زمانہ اسلام میں قائم رہے، جسے پہلے عکاظ کا بازار سرد ہوا، ۲۹ سالہ عین
خارجیوں کی لوٹ مار کے خوف سے بند ہو گیا، اس کے بعد اور بازار بھی کچھ دنوں تک چلتے
رہے، بصری اور ذرعات میں نبو امیہ کے اہتمام سے بڑا بازار لگتا تھا،

کرتے تھے، مدینہ میں بھی مقام سلیم میں اُنکے کپڑے کا کارخانہ تھا، کبھی خود نبض نفیس اسلام کے بعد بصری سوداگری کا مال لیکر جاتے تھے، حضرت عمر بھی تاجر تھے، اور شاید ان کی تجارت کا سلسلہ ایران تک پھیلا ہوا تھا، حضرت عثمان بن عفان کے بازار میں کھجورون کی خرید و فروخت کرتے تھے، عبدالرحمان بن عوف نیز بیچتے تھے، حضرت زبیر بھی کپڑے کے تاجر تھے، اور شام سے امون کا بیٹا پار تھا دیگر عام مہاجرین بھی مدینہ میں تجارتی زندگی بسر کرتے تھے،

انصار زراعت پیشہ تھے، اس لیے یہاں تجارتی کاروبار تمام یہودیوں کے ہاتھ میں تھا، مدینہ سے شام تک انکی بہت سی گڑھیاں تھیں جنکو گودام سمجھنا چاہیے، ابن ابی الحقیق ایک یہودی تھا، جس کو لوگ "تاجر الحجاز" کہا کرتے تھے، لیکن آخر کار مسلمانوں نے انکی جگہ لینی شروع کر دی اور آخر شام میں ملک کو انکے پنجہ سے آزاد کیا،

عرب میں جو بڑے بڑے تجارتی میلے لگتے تھے قریش ان میں سے زیادہ عکاظ اور ذوالحجہ میں شریک ہوتے تھے، عکاظ کے بعد ذوالحجہ کے میلے کے دن آتے تھے، یہ میلہ عین مکہ میں آکر لگتا تھا، اور حج تک قائم رہتا تھا۔

اسلام آیا تو لوگوں نے ان میلوں میں شرکت اور ایام حج میں تجارت اور خرید و فروخت کو بڑا جانا، اس پر یہ آیت اتری،

لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِمَّا فِی الْبُلْدِ الْمُنَافِقِیْنَ (اگر حج کے زمانہ میں)

۱۔ ابن سعد جلد ۲ صفحہ ۳۱۱ ابن ماجہ باب المزاج ۳۱۱ مسند احمد ج ۱ ص ۶۲، ۲۔ مسند ابن فضال جلد ۳

صفحہ ۴۴، ۳۔ مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۴۰۰ صحیح بخاری باب الاخوانین المهاجرین والانصار

۴۔ صحیح بخاری ماجا فی الفرس ۵۔ صحیح بخاری باب ماجا فی الفرس، والابواب الزراعه ۶۔ صحیح

بخاری واقعہ قتل ابن ابی الحقیق، ۷۔ یعقوبی جلد ۴ صفحہ ۴۱۱، ۸۔ صحیح بخاری کتاب الحج التجارة فی ایام المواتم

آرامی فنیقی، عبرانی، تدمری،

جس زمانہ میں یہ تمام قومیں صرف ایک خاندان یا قبیلہ تھا، ظاہر ہے کہ انکی کوئی مشترک زبان ہوگی جسکا نام ہم سامی رکھتے ہیں۔ سیکڑوں ہزاروں برس کے بعد جب یہ ایک خاندان سیکڑوں قبائل اور یہ قبائل مختلف قوموں میں عسم ہو گئے تو آب و ہوا، خصائص و عادات، رسوم و عوااید، مذاہب اور اخلاق اور دیگر ضروریات کے اختلاف سے بنو سام کی مادری زبان، چند بچوں کی مان گئی، لغویین کا اختلاف ہے کہ ان بچوں میں پہلو، ماکون ہے۔

ہم نے ام سامیہ کی حقیقت اور ان کے اصل مسکن کی نسبت پہلی جلد میں جو بحثیں کی ہیں ان سے یہ بخوبی ثابت ہو گیا کہ بنو سام کا اصل مسکن عرب تھا، اسلئے اصل زبان سامی کا جو کچھ نام بھی ہو لیکن جغرافی اور ملکی حیثیت سے اسکا نام عربی ہی ہوگا، اسکے بعد یہ بحث بھی فیصل ہو چکی ہے کہ سامی قبائل میں سب سے پہلا نامور اور ممتاز قبیلہ بنو ارم پیدا ہوا، جسکا سراغ عرب، عراق، بابل، اور شام میں ہر جگہ ملتا ہے، اس بنا پر عربی زبان کی پہلی شاخ آرامی ہوگی، آرامی قبائل جس جس ملک میں جا جا کر رہ گئے اس کے اقسام سے بعد کو اسکا الگ الگ نام پڑ گیا۔

اس بیان کے مطابق آل سام کی قدیم ترین زبان کو ملکی حیثیت سے عربی اور قومی حیثیت سے آرامی کہنا چاہیے، اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عبرانی زبان سب سے قدیم زبان ہے، اور یہی حضرت ابراہیم کی زبان تھی، لیکن یہ بالکل غلط ہے، حضرت ابراہیم کی زبان آرامی عربی

۱۵ بیان ایک شبہ واقع ہوتا ہے، اسکو دور کر لینا چاہیے، عربی زبان سے وہ بعینہ زبان مراد نہیں ہے، جو ظہور اسلام

کے وقت بولی جاتی تھی، اور جواب تک محفوظ ہے، ۱۶ دیکھو ارض القرآن جلد اول صفحہ ۱۲۶ و ۱۲۷

۱۷ اس سے مراد وہ آرامی زبان نہیں، جو عیسائیوں کی تالمود لکھی گئی، وہ تو بعد کی زبان ہے،

السنة العرب قبل الاسلام

یعنی
اسلام سے پہلے عرب کی زبانیں
لسان عَرَبِيٌّ مُبِينٌ

ہمارے ناظرین کو یہ معلوم ہو چکا ہو کہ یہ کتاب نسلِ آدم کے جس خانوادہ کی تاریخ ہے۔ اُسکا نام بنو سام یا ام سامیہ ہے، اس لیے ملکِ عرب کی زبان بھی شجرہ السنہ سامیہ کی ایک شاخ ہے، وہ تمام قطعہ زمین جو بنو سام کی آبادی کہلاتی ہے جو حبش سے لیکر مین، نجد اور حجاز کو طے کرنی ہوئی، بابل اور شام کے کناروں پر جا کر ختم ہو جاتی ہے، عرب اُسکے بچ میں ہے، یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ حبش کوئی مستقل آبادی نہیں بلکہ وہ مین کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس بنا پر جغرافیہ حیثیت سے سامی زبانیں تین مرکزوں پر تقسیم ہوتی ہیں، عربی، بابلی اور شامی، ان میں ایک کی تعدد شاخیں ہیں،

۱۔ عربی

آرامی، شوری، دریائی، نبطی، عدیانی، سبائی، حمیری، حبشی، وغیرہ

۲۔ بابلی

آرامی، کلدانی، سریانی

۳۔ شامی

میں آرمی تھے، قرآن مجید اور عرب کے بیانات اور اشعار سے بھی ثابت ہو چکا ہے کہ عربوں کی پہلی آبادی بنو ارم کی تھی اسلئے عاد ارم کو عاد اور ثمود ارم کو ثمود کہتے تھے یہ بھی وہیں گذر چکا ہے کہ بنو ارم کی مکانات ابتدائی زمانہ میں تمام عرب، عراق، شام اور مصر میں پھیلی تھی اس بنا پر یہ نتیجہ لازمی ہے کہ ان ممالک کی زبان قدیم آرمی ہو جسکو اس بنا پر کہ اسکا اصلی وطن عرب تھا عربی بھی کہنا چاہیے،

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کا طبع ۱۱ نے آرمی زبان کی حسب زبان تفصیل کی ہے، آرمی زبانیں زبانوں کی ایک صنف کا نام ہے جسکو آرمی اسلئے کہتے ہیں کہ وہ آرام کی صنف سے ارم ایک جغرافیائی اصطلاح ہے جو توران کے محاورہ میں آرم یا اسی مقام پر اطلاق پاتا ہے جس یونانی لفظ یہ یار شام، اطلاق پاتا ہے۔ بین نسلوں شامل نہیں ہے۔ بحالیہ تمہیداً عبرانی، دو دریاؤں کا ارم یعنی وہ مقام بسکریونانی کہ یہ شام سے الگ کرتے ہیں اس بنا پر آرمی زبانوں کی جغرافیائی حیثیت سے اسی طرح تحدید کی جاسکتی ہے کہ وہ سامی بولیاں ہیں جو اصل سویشیمیا اور فرات کے جنوبی مغربی مقامات سے غلطیوں کی بنا پر غلطی سے اس جغرافیائی تحدید میں مضمون نگار نے ان مقامات کو نہیں لیا ہے جو عرب میں واقع تھے اور جو بنو ارم کا مذکور مولد و منشا تھا، اسی بنا پر "السندہ سامیہ" کے مضمون میں یورپ کے سرمایہ نماز محقق تھیوڈور نالڈ کی کو حیرت سے کہنا چاہا:

آرمی زبان کے اصلی وطن کے متعلق یقینی طور سے کوئی بات نہیں معلوم ہے تو راویس "ارم" قدیم زمانے میں ارم دمشق وغیرہ شام کے کئی مقامات کو کہا گیا ہے نیز عراق کو ارم امین النہرین کہا ہے،

۱۱۔ ارض القرآن: یہی پڑے عرب سکوا میں النہرین کہتے ہیں ۱۲۔ ج ۲ ص ۱۰۲ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا ج ۲ ص ۱۰۲

تھی، چنانچہ ایک عیسائی فاضل قس جبرائیل قزوحی نائب پٹریارک و پروفیسر عربی و سریانی مدرسہ مارونیہ واقع رومیہ اپنی کتاب متعلقہ سریانی زبان میں لکھتا ہے،

علمائے سریانی نے آرامی زبان کی قدامت میں بہت مبالغہ کیا ہے، یہاں تک انکا بیان ہے کہ حضرت آدم کی زبان بھی تھی، لیکن اہل تحقیق اس سے زیادہ تسلیم نہیں کرتے کہ یہ عبرانیوں کے

پر داعی ابراہیم کی زبان ہے،

اس بنا پر حضرت اسماعیل کی اصلی زبان عبرانی نہیں، بلکہ آرامی عربی تھی، جبرہم جنہیں آکر وہ عرب میں بسے، انکی زبان بھی وہ عربی نہ تھی جو ظور اسلام کے وقت قریش بولتے تھے، اسلئے نسل اسماعیل کو مستعربہ کہنے کی یہ وجہ کہ عربی انکی اصلی زبان نہ تھی بلکہ جبرہم کے ساتھ رہ کر انھوں نے سیکھی تھی صحیح نہیں ہے، مورخین نے عرب کی تمام قوموں کو تین طبقوں پر تقسیم کیا ہے، بائدہ جنکو ہم نے ام سامیہ اولیٰ کا لقب دیا ہے، عرب عربا یعنی بنو نطان اور عرب مستعربہ یعنی بنو اسماعیل، عرب کے تینوں طبقے جو تین مستقل خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں الگ الگ تین زبانیں بولتے تھے، یہ تینوں زبانیں گوباہم اپنی اصلیت کے رو سے ایک ہی مان سے پیدا ہوئی تھیں، لیکن چونکہ مختلف خاندانوں میں انکی پرورش اور نشو و نما ہوئی تھی، اس لیے ان میں باہم خاص امتیازات پیدا ہو گئے تھے،

ام باندہ کی جلد اول میں ام باندہ کے حالات تفصیل گذر چکے ہیں، اور یہ ثابت ہو چکا ہے زبان آرامی کہ ان کے لیے ام سامیہ اولیٰ کی اصطلاح مناسب تر ہے، یہ بھی اُسی مقام میں طے ہو چکا ہے کہ ام سامیہ اولیٰ میں سب سے طاقتور اور نامور قومیت بنو ارم کی تھی، تورات سے یہ بھی ثابت کیا جا چکا ہے کہ بابل (عراق) اور شام یہ دونوں ملک قدیم زمانے

اسکی دلیل غالباً نوڈیکی کے پاس یہ ہوگی نہ حجر جو عام طور پر ثود کا دار الحکومت سمجھا جاتا ہے وہاں کے عمارات کے کتبات کی زبان نطی ہے اس سے وہ نتیجہ نکالتا ہے کہ علا کے کتبات اگر ثودی ہوتے تو حجر کی طرح نطی ہوتے، کیونکہ حجر ہی کی زبان ثود کی زبان ہوتی، لیکن اس خیال کی نطی ہم انباط کے ذکر میں تفصیل بیان کر چکے ہیں، ہم نے اسکو نہیں تسلیم کیا ہے کہ حجر کے کتبات جو نطی میں ہیں وہ ثود کے ہو سکتے ہیں، جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ اور نوڈیکی نے سمجھنا چاہا ہے بلکہ ہم نے بیان کیا ہے کہ وہ انباط کی یادگار ہیں، اسکو کون صاحب عقل تسلیم کر سکتا ہے کہ ایک طاقتور قوم اپنے شباب اور ترقی کے عہد میں اپنی یادگاروں کے لئے غیر قومی زبان اختیار کرے گی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ثود جب اپنی پوری ترقی پر تھے، تو ملک کی زبان نباطی نہ تھی۔

انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں *Chalde* کے تحت عربی زبان پر جو مضمون لکھا ہے اس میں وہ ان کتبات کے متعلق لکھتا ہے۔

”ایک بظاہر بعد کے نمونہ کا خط ان کتبات میں پایا گیا ہے جنکا نام پہلے ”پرد تو عربک“ تھا، اور اب ثودی کہلاتا ہے، یہ کتبات اول یونٹنگ نے اسی مقام پر پائے، جہاں یحیائی کتبات ملے ہیں یہ کتبات ایک حد تک اور شمال کی جانب میں ہیں برٹن رارض مدین ج ۲ ص ۵۰ نے اسی خط کے چند کتبات مدین میں پائے ہیں، اور راقم ہانے اسکی کچھ تعداد بتوک کے شمال مغرب میں قرہ کے معدنی مقام میں دریافت کیے، کتبات کی کثیر تعداد تنہا یونٹنگ نے ۹۲۔ کتبات جمع کیے ہیں، کے مقابلہ میں واقعات کا بہت کم تہہ لگتا ہے اور ان کے زمانہ کی تعیین یقین کے ساتھ نہیں کی جاسکتی۔“

اس محقق کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو اس خط کو یحیائی کہا جاسکتا ہے، نہ اس

اسکے بعد پورے مضمون میں نالڈ کی تفصیل کی ہے کہ یہ زبان، عراق، شام، اور عراق عرب میں بولی جاتی تھی بلکہ مصر اور ایران کی زبانوں میں بھی اسکے آثار ملتے ہیں، ہم اس بیان کی تشریح، اپنے نظریہ اہم سامیہ اولیٰ کی بنا پر جنگی عراق، شام، مصر اور ایران وغیرہ میں حکومتیں ثابت کی جا چکی ہیں، یہ کرتے ہیں کہ حکومت کے سایہ میں یہ زبان بھی ان ممالک میں پھیلتی چلی گئی،

ثمود کی زبان | اس تشریح کے بعد یہ دعویٰ قابل قبول ہونا چاہیے، کہ عاد و ثمود وغیرہ اہم باندہ کی زبان عربی آرامی تھی، ثمود کے متعلق ایک اور بات بھی غور کے لائق ہے، شمالی عرب کے جن مقامات میں ثمود کی سکونت ثابت ہوتی ہے، وہاں ایک خاص خط کے بہت سے کتبات پائے گئے ہیں جنکی زبان آرامی عربی ہے، علاوہ کے کتبات اسی قسم کے ہیں اس خط کا نام پہلے ”پرڈو عربک“ (ابتدائی عربی) تھا، بعض لوگ اسکو لیبائی کہتے ہیں، کہ یہاں کے چند کتبات میں لیبائی نامی ایک قبیلہ کا ذکر ہے، لیکن زیادہ تر لوگ اسکو ثمودی کہتے ہیں، تھیوڈور نوٹسکی ان کتبات کو ثمودی کہنا پسند نہیں کرتا، کہتا ہے،

بہت قدیم زمانہ میں... شمالی عرب اپنی زبان کو قید تحریر میں لائے، کیونکہ سیاحون نے ابھی کچھ دن ہوئے شمالی حجاز میں ایسے کتبات جو ایک مہول خط میں جو سبائی سے ماخوذ معلوم ہوتا تھا، پائے، جسکا زمانہ بظاہر سنہ عیسوی سے پیشتر معلوم ہوتا ہے،..... ان کتبات کا نام ثمودی ہے، کیونکہ وہ ثمود کے مقامات میں پائے گئے ہیں، لیکن یہ وصف بمشکل مناسب معلوم ہوتا ہے، کیونکہ جس زمانے میں ثمود پوری ترقی پہنچے، اور وہ کائنات جنگو قرآن نے بیان کیا ہے کہ پہاڑوں کو کاٹ کر بنا رہے تھے، اس ملک کی زبان نہ تھی

اہل عرب کا بیان ہے کہ عربی زبان عرب کی مختلف قوموں میں سطح منقسم تھی،

قوم	زبان	قوم	زبان
نحطان	عربی	جرہم	زبور
یقطن بن عامر	زرقہ	مدین بن ابراہیم	حویل
یافش بن ابراہیم	رشق	اسماعیل بن ابراہیم	مبین

لیکن خود صاحب کتاب نے ان زبانوں کی نسبت درست کی ہے، اور وہ ایک حد

تک سمجھتے ہیں۔

قوم	زبان	قوم	زبان
حمیر	مسنہ	اہل جند	رشق
حضرموت	زبور	اہل بدن	رشق
اہل مہرہ	حویل	اشعر	زرقہ
معد	مبین		

آج کل کتبات کی مدد سے ان زبانوں کے متعلق کسی قدر مزید تحقیق ہوئی ہے، اس کے بیان کیلئے سب سے پہلے عربی زبانوں کی دو زون جلی تقسیموں کو الگ الگ کروینا چاہیئے،

جنوبی یا قحطانی زبانیں جنوبی عربی کی حسب ذیل قسمیں ہیں: سبائی، حمیری، حضرموتی، قہری، حبشی، سبائی، قوم سبا کی حمیری اصحاب لاخود کی، حبشی اصحاب الفیل کی زبان تھی، سبائی زبان تو بہت پہلے مردہ ہو چکی تھیں، بقیہ زبانیں ظہور اسلام تک بلی جاتی

خط کو ثمودی سمجھنا خلاف قیاس ہے۔

اہل عرب نے ان قوموں کی زبان کا نام مُسند رکھا ہے۔ بحکم یا قوت میں ہے۔

فاہن السند عاد و ثمود و العالیق و جہم مُسند زبان ولے عاد و ثمود، عسالیق، جہم

و عبد بن الصم و حطیم و جدلیہ اصم فہم عبد بن صم، حطیم، جدلیہ، اصم فہم

اول سن تکلم بالعربیۃ بعد الببلۃ و وہ میں جو سب سے پہلے بولی ہوئے۔ ان کی

لسانہم مسند کتاہم المسند (لفظ عرب) زبان مسند اور ان کا خط مسند ہے۔

اس بیان سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ ان قوموں کی زبان خاص قسم کی عربی تھی، لیکن

اسکو نہ کہنا خلاف تحقیق، محققین عرب کے نزدیک مسند زبان کا نہیں خط کا نام ہے جو اہل

یمن کے استعمال میں تھا۔ اس خط کے ہزاروں کتبے یمن میں موجود ہیں۔

شمالی اور جنوبی زبانیں: طبقہ اول یعنی امم سامیہ اولی کے بعد طبقہ دوم (بنو قحطان) اور طبقہ

بنو قحطان اور اسماعیل سوم بنو اسماعیل کی زبانوں پر ایک نظر ڈالنا ہے، اتنا محقق طور سے

ثابت ہے اور کئی بار اسکا اعادہ بھی ہو چکا ہے کہ عرب کی دو بڑی تقسیمیں ہیں، ان میں باہم متعد

امور میں باہم امتیاز اور تفریق ہے، اہل عرب اسکی قومی تقسیم کرتے ہیں یعنی بنو قحطان اور

بنو اسماعیل اور علمائے یورپ نے اسکی جغرافی حد بندی کی ہے، یعنی جنوبی اور شمالی بنو قحطان

جنوبی عرب کے باشندے ہیں اور بنو اسماعیل کا مسکن شمالی عرب ہے، عربی زبان بھی

ان دو شاخوں میں منقسم نظر آتی ہے، شمالی (اسماعیلی) اور جنوبی (قحطانی) عربی زبانوں میں

متعدد حیثیتوں سے اختلاف ہے، پھر یہ دو شاخیں بھی چنداں چھوٹے چھوٹے شعبوں میں

منقسم ہیں۔

السمش العلوم ابن سعید حمیری، لفظ مسند موجودہ کتب خانہ بانک پور و صفحہ جزیرۃ العرب، ہمدانی

ان زبانوں میں سے ہر ایک کے قواعد صرف و نحو و لغت پر جرمن اور فرینچ میں متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں، لیکن افسوس کہ ہماری وہاں تک رسائی نہیں۔ اہل عرب نے دو تین باتیں یاد رکھی ہیں مثلاً یہ کہ شمالی عربی کے س کو جنوبی عربی میں ت، اور کاف کو تاء کر دیتے تھے جیسے "ناس کو ناس" اور "علیک کو علیش"۔ الف لاف تعریف کی جگہ الف نیم طاب الہوا کے موقع پر طاب امہوا حرف کو کم کر دیا مثلاً ما شاء اللہ کو ما شاء اللہ، چنانچہ کتبہ بالامین بما ساوہ کی جگہ بما ساوہ ہے،

قرآن مجید میں سبائی حمیری زبان کا ایک لفظ "عرم" سب کے قصہ میں آیا ہے حبشی کے کئی لفظ جو عرب کے عیسائیوں میں اس سبب سے مستعمل تھے کہ جنوب عرب میں عیسائیت وہیں سے آئی تھی اس لئے قرآن کی مذہبی زبان میں بھی وہی الفاظ چلے آئے، مثلاً

نفاق، صحف، برہان، جبت، حرج، مائدة، مشکوة، سورة، حواری، تبع، استبرق، درق، ابن الحاکم السدانی جو چوتھی صدی کے اوائل میں، یمن میں موجود تھا اور حمیری زبان کا عالم تھا وہ اپنے زمانہ کے قبائل کی زبان کی حالت حسب ذیل لکھتا ہے، اس سے معلوم ہو گا کہ گو عرب میں قرآن مجید کی زبان کی اشاعت کو ساڑھے تین سو برس گزر چکے تھے تاہم جنوبی عربی زبان بے نشان نہیں ہو گئی تھی، کہتا ہے:

شہر اور ساحر کے باشندے فصیح اللسان نہیں ہیں، مہرہ کے باشندے وہ یمن عجبت جزا اہل حضرموت بھی اچھی زبان نہیں بولتے، کبھی کبھی کوئی زبان دان ان میں نکل آتا ہے، ان میں نسبت زیادہ زبان دان، کندہ ہمدان اور کسی قدر صرف کے لوگ ہیں مدح مارب، بیجان، اور قریب والے فصیح اللسان ہیں، غیر فصیح آدمی ان میں کم ہیں حمیر

تھیں، قرآن مجید کے اثر نے گو بعد کو تمام عرب میں صرف اپنی زبان رائج کر دی، تاہم ان صوبوں میں اپنی اصلی زبانوں کا اثر ہمدانی کے زمانہ تک موجود تھا اور موجودہ سیاح بیان کرتے ہیں کہ اب بھی ہے، حبشی تغیر زمانہ کے بعد ایک مستقل زبان بن گئی۔ سبائی اور حمیری میں بہت کم فرق ہے، جنوبی اور شمالی زبانوں میں موٹے موٹے فرق حسب ذیل ہیں:

۱۔ الفاظ کا فرق بہت سے ایسے الفاظ ہیں جن کو جنوبی زبانوں میں مستعمل ہیں وہ شمالی میں نہیں

مثلاً المقہ چاند، عدم، بند، مزدن، لوح،

۲۔ معانی کا فرق لفظ ایک ہے لیکن معنی میں تخصیص، تعلیم یا کسی اور قسم کا فرق ہو

لفظ	جنوبی	شمالی
ذو	بادشاہ	والا (جیسے روپے والا)
بیت	قلعہ	گھر
حفظ	شہر	مستقل آبادی

۳۔ قواعد کا فرق مثلاً شمالی عربی میں علامت جمع "ن" ہے، جنوبی میں "م" شمالی عربی

میں حرف تعریف الف ہے جنوبی میں میم، فرق کے زیادہ واضح کرنے کے لیے، جنوبی عربی کا

ایک کتبہ ہم اسل زبان میں نقل کرتے ہیں،

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
وہم	واخوہو	بنو	کلبہ	ہقینو	المقہ	دمن
۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
ذن	مزدن	جن	دقہہو	بسالہو	لوفہو	وسعدہو

شمالی عربی

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
دہب	واخوہ	بنو	کلبہ	اقنو	المقہ	داسین
۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
ذا	الوحر	لاندہ	دقاهم	باسالوہ	دوفاهم	داسدہم

فصاحت اور زبان کی خوبی، مقامی ترتیب کے ساتھ ان قبائل میں ہے:

واوہ جنب، یام، زمید، بنی الحارث، بنجران کا وہ حصہ جو بنی شاکر کے مسکن سے متصل

ہے، یام کی سر زمین تک، پھر سخان، پھر ہند، اور بنی اسامہ، پھر عنز، خثعم، ہمال، عامر

بن ربیعہ، حجر، کاشیبی علاقہ، دوس، غامد، بشکر، فہم، ثقیف، مدحیلہ، بنو علی،

مروض کے صوبہ میں گاؤں کے علاوہ اور مقامات میں فصاحت - ہے، حجاز اور نجد

زیرین سے شام اور دیا ضرود یا ربیعہ (عراق) تک ایک حال ہے،

اس تفصیل سے لغوی شہادت کے ذریعہ سے نہایت عمدگی کے ساتھ یہ بات بھی پڑھتے ہیں

کو پہنچتی ہے جسکی ہم نے اس کتاب میں بار بار تکرار کی ہے کہ عرب کا ملک جنوبی اور شمالی دو

حصوں میں منقسم ہے، اور یہ صرف جغرافی، بلکہ نسلی اور قومی تقسیم بھی ہے، جو قبائل حقیقت

میں قحطانی النسل ہیں، یمن چھوڑنے کے بعد بھی ان میں حمیریت کا شائبہ موجود ہے، اس

نکتہ کو بھی فراموش نہ کرنا چاہیے کہ ہمدانی، حمیری اور عربی کا دو حریف زبانوں کی حیثیت

سے نام لیتا ہے،

شمالی یا اسماعیلی زبانیں | شمالی زبانوں کے حدود تدمر (شام کے قریب) اور حیرہ (عراق کے قریب)

سے شروع ہوتی ہیں، ان کی حسب ذیل شاخیں ہیں، تدمری، بٹلی، حجازی، ان میں بھی

الفاظ، حروف، معانی اور قواعد کا باہم فرق ہے، دو پہلی زبانوں میں آرامی کا اثر زیادہ نمایاں

ہے، تدمری، قرآن کی عربی زبان سے الفاظ میں بہت مغایر ہے، بلکہ عبرانی کے قریب قریب

ہے، چنانچہ حسب ذیل تدمری کتبہ سے یہ فرق نمایاں ہوگا۔

صلمت مفلحاً بت زبای نصیرنا وندقتا صدیقہ

اور جعدہ زبان دان نہیں، ان کے کلام میں کسی قدر حمیریت ہے۔ بعض حرفوں کو کھینچتے ہیں بعض کو حذف کر کے۔ لیتے ہیں مثلاً یا ابن العمر کو یا بن معمر، اس سمعہ کو سمعہ، لُجج، امین، اور وثینہ کی زبان ابھی ہے، عدن کی زبان نہایت خراب ہے، مجید، واقاؤ، اشعر کی زبان قابل اعتراض نہیں، معافر کے نشیب کی زبان خراب، اور فراز کی زبان اچھی ہے،

کلام کی زبان خاصی ہے، گو حمیریت کی آمیزش ہے، کلان، جیشان، زراخ، خضر، صہیب اور بدر کی زبان، حمیر کے قریب قریب ہے۔۔۔ تقاب سے لیکر دما تک خالص غیر فہم، حمیری بولی جاتی ہے،۔۔۔ چ کے بلند و پست مقامات کی زبان مثلاً۔۔۔ نہ بہت اچھی اور نہ بہت خراب ہے، ان میں کہیں کہیں حمیریت زیادہ ہے، خضر، صا، حسنہ، قبال میں، اشعر، علیک، اور حکم بن سند جو تھامہ میں ہیں ان کی زبان قابل اعتراض نہیں، لیکن بان جو دیما، بان میں آباد ہیں۔۔۔۔۔ زبان عربی اور حمیری ملی ہے، محمد بن فصیح اللسان ہیں، لیکن انہیں حمیریت بہت ہے، سفیان بن ارباب فصیح ہیں، لیکن لام کو یم بولتے ہیں مثلاً الرجل کے بجائے الرجل بولتے ہیں مثلاً قید بعد اذ کو قید بعد اذ، اس نے سہ کو حالت نصب میں داؤ کے ساتھ بولتے ہیں مثلاً رأیت اخاک کی جگہ رأیت اخواک، اشعر، عاک، اہل تھامہ میں حکم، اور عذر مطرہ، نم، مڑینہ، ذبیان اور بلجارت جو رجبہ میں رہتے ہیں فصیح ہیں،۔۔۔ بنو حرب مالہ کرتے ہیں، بنو سعد کی زبان نہایت عمدہ ہے، اہل صنعاء میں خالص عربیت کسی قدر حمیر کی آمیزش کے ساتھ ہے، اسکے علاوہ یہاں ہر قسم کی زبانیں اور بولیاں ہیں، ہر گڑے میں نئی بولی ہے شہام، مصانع، اور تخیل میں خالص حمیری زبان ہے،

کر سکتے ہیں شعرائے جاہلیت کے کلام کے حل کرنے کیلئے قدم قدم پر لغت کی ضرورت پیش آتی ہے

عربی لغات میں لاکھوں الفاظ ہیں جو ۱۲۰ برس سے کبھی استعمال میں نہیں آئے اور نہ قرآن و حدیث میں مستعمل ہوئے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مختلف قبائل کی زبانوں کے الفاظ کا ایک مخلوط مجموعہ ہے۔ جو قرآن کی عربی کے ماوراء ہے

افسوس ہے کہ اہل لغت اور مصنفین صرف و نحو نے ان اختلافات کو بہت کم محفوظ رکھا، کتاب سیبویہ، خصائص ابن جنی، اوضح المسالک، مزہر سیوطی میں مختلف ہتھنائی قواعد اور شعرا کے اشعار خلاف قواعد مشہورہ لکھے ہیں، وہ درحقیقت قرآن کی عربی کے قواعد خلاف ہوں تو ہوں، لیکن اپنی اصل عربی زبان کے وہ خلاف نہ ہوں گے، عام نحو کی کتابوں میں صرف ذوق کے متعلق یہ بیان باقی رہ گیا ہے کہ وہ لغت طبری میں الذی کے معنی میں ہے، چنانچہ اراמי زبان میں اسی معنی میں شائع تھا، اس کے علاوہ بعض اور باتیں بھی محفوظ رہ گئی ہیں۔ مثلاً یہ کہ

۱۔ بنو تمیم ہمزہ ابتدا کو عین کر دیتے تھے، جیسے ”اسلم“ کو ”عسلم“

۲۔ بنو ہذیل ج کو عین کر دیتے تھے، جیسے ”حرب“ کو ”عرب“

۳۔ بنو قضاۃ ی کو ج کر دیتے تھے، جیسے ”تمیمی“ کو ”تیمیج“

۴۔ بنو سعد ع کو ن کہتے تھے، جیسے ”اعطی“ کو ”انطی“

۵۔ عام عربی میں حرف گ نہیں، بنو تمیم گ بولتے تھے،

۶۔ قریش واسد کی زبان میں یائے مضارع کو فتح یا ضمہ ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ دیگر قبائل

اکثر دیتے تھے، یَفْعَل کو یَفْعَل کہتے تھے،

ملکتا سقطیموا زبدا رب حیدا
ملکتہ دث
ربا وزبای رب حیلادی تد مور قترططوا
اقیم لمرثون بیرح اب دی شینہ ۵۸۲
سنہ
نبطی جو صحابہ کج کی زبان تھی وہ قرآن کی عربی سے بہت قریب ہے، نبطی خط
بھی قدیم عربی خط بلکہ کوئی خط تک سے مشابہ ہے، زبان یہ ہے:

قی نفس امر القیس بر عمر و ملک العرب مذ حجو ذوا سرائ التاج و ملک
الاسدین و نزار و ملوکهم و عرب مذ حجو عکدی و جاء یزجوفی جہ
نجران مدینہ شمر ملک معد و نزل بنیہ الشعوب و وکلہ لفرس و لروم
فلم یبلغ ملک مبلغہ، عکدی ہلاک سنہ ۲۲۳ بکسلول بلسعہ ذو و لد۵،

عربی زبان

قی نفس امر القیس، بن عمر و ملک العرب مذ حج الذی لبس لتاج ملک
الاسدین و نزار و ملوکهم و عرب مذ حج حتی الیوم، و جاء یزجوفی
سور نجران مدینہ شمر و ملک معد و نزل بنیہ الشعوب و وکلہم للفرس
و للروم فلم یبلغ ملک مبلغہ الیوم ہلاک سنہ ۲۲۳ اسعد الذی و لد۵،

شمالی عرب کے مختلف قبائل میں لہجہ تلفظ، اور الفاظ کی حرکات میں اختلاف تھا،
چنانچہ اوائل عہد اسلام تک اختلافات موجود تھے اسوقت بھی شعراء عرب کے وہ قصائد
اور اشعار موجود ہیں جو اسلام سے پہلے سو برس کے اندر لکھے گئے، قرآن کی زبان میں جو قرآن
میں مستعمل ہوئی ہے نیز اس عہد کے شعراء کے کلام میں مستعمل ہے اور اگلے قدیم شعراء
جاہلیت کی زبان میں زمین و آسمان کا فرق ہے، ہم قرآن کے ایک ایک لفظ کا ترجمہ بلا پس و پیش

۵ کتابُ فَصَّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا (ضمت) کتاب جسکی آیتیں فُصِّل ہین، عربی قرآن

۶ أَفَعَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا (شوری) عربی قرآن کو تیری طرف وحی کیا،

۷ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا (زخرف) ہم نے اُتارا اسکو عربی قرآن

۸ وَهَذَا الْكِتَابُ مُصَدِّقٌ لِّسَانِ عَرَبِيًّا (ہافات) یہ کتاب ہے جو تصدیق کرتی ہے عربی زبان میں،

دو موقع پر لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ کہا گیا ہے،

۱ وَهَذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ (نمل) یہ عربی مبین زبان ہے،

۲ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ (شعرا) یہ عربی مبین زبان میں ہے،

”مبین“ کے لغوی معنی ہیں ظاہر کرنے والا واضح کرنے والا، کھولنے والا، اکثر مفسرین

نے ان آیتوں سے مین مبین کے بھی لغوی معنی مراد لیے ہین، یعنی قرآن ایسی زبان میں

اُتارا گیا جو نہایت فصیح ہے، مطالب کھل جاتے ہین، معانی واضح ہو جاتے ہین سمجھنے میں کوئی

دشواری نہیں پیش آتی، ارض القرآن جلد اول کے اثنائے تحریر میں خیال آیا کہ مبین

کے یہاں معنی لغوی نہیں ہین، بلکہ بطور علم کے ہین، اوپر گزر چکا ہے کہ ظہور اسلام کے وقت

بھی عربی زبان مختلف بولیوں اور لہجوں میں منقسم تھی، ان میں سے جو فصیحترین اور شیرین

ترین زبان تھی، اسکا نام لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ تھا مثلاً اردو زبان کا اطلاق لاہور، دلی، لکھنؤ،

بنارس، پٹنہ، کلکتہ، ڈھاکہ، حیدرآباد، ممبئی اور دہرا داس کی تمام اردو زبانوں پر ہوتا ہے حالانکہ

مختلف اسباب سے ان زبانوں میں ذخیرہ الفاظِ لب و لہجہ، تذکیر و تانیث اور بیسیوں قواعد کا

اختلاف ہے، تاہم ان سب پر اردو ہی زبان کا اطلاق ہوتا ہے، لیکن ان میں سے بہترین اور

فصیحترین زبان کو ہم ”اردو“ ہی کہتے ہین، جو قلم و ہلی میں بولی جاتی تھی، یا جواب ہمارے

قلم اور شاعری کی زبان ہے، اسی طریقہ سے باوجود اختلافات کے عربی زبان میں ایک

۷۔ ربیعہ اور مضمونث میں کاف خطاب کے بعد ش بڑھاتے تھے، جیسے ”عیدک“ کی جگہ ”عیدکش“

۸۔ ج کو گ کہتے تھے جیسے جعۃ کو گبعۃ،

ان اختلافات کے علاوہ، شاذ، منکر، متغیر لغات جو عربی فلسفہ لغت کی کتابوں میں لکھے گئے ہیں وہ بھی انھیں زبانوں کے بقایا ہیں، انھیں وجوہ سے لغویں عرب کا قول ہے:

ان لغة العرب لم تنته الينا بکلیتھا۔ عربوں کی زبان بتامہ ہم تک نہیں پہنچی جو عربی الفاظ ان الذی جاءنا عن العرب قلیل عن کثیر ہمارے پاس محفوظ ہیں، وہ غیر محفوظ کے مقابلہ میں دان کثیرا من الکلام ذہب بذهاب کم ہیں، بہت سے الفاظ ان کے بولنے والوں کے اہلہ (مزہر سیوطی ص ۴۳ مصری) مرنے سے مر گئے،

یہ زبان، تمام شمالی عرب میں یعنی حدود میں سے لیکر شام و عراق تک بولی جاتی تھی لیکن حجاز اور نجد کی زبان سب سے بہتر تھی، اور ان میں بھی قبیلہ بنی سعد اور قریش کی زبان۔ اسی لئے آنحضرت صلعم نے ان دو قبیلوں کے انتساب پر فخر کیا، جو آپ قریش میں پیدا ہوئے تھے اور بنو سعد میں پرورش پائی تھی، قرآن مجید میں قرآن کی زبان کو آٹھ دفعہ عربی، کھا گیا ہے،

۱ اَنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا (یوسف) ہم نے اُنار اُسکو عربی قرآن،

۲ اَنَّا اَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا (رعد) ہم نے اُنار اُسکو عربی حکم،

۳ اَنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا (طہ) ہم نے اُنار اُسکو عربی قرآن

۴ قُرْآنًا عَرَبِيًّا عَرَبِيًّا عَوْجًا (زم) عربی قرآن طیرہا نہیں

صحیحہ میں ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے عہد میں جب قرآن کی نقلیں کرائیں تو کاتبوں کو حکم دیا کہ جس لغت کے تلفظ اور قرأت میں تمہارے درمیان اختلاف ہو اُسکو قریش کے لغت میں لکھو نذل بلعہ قدیش کہ قرآن قریش کی زبان میں اُتر ہے،

قریش کی زبان کی خوبی اور فصاحت کے دو سبب ائمہ لغت نے بیان کیئے ہیں جو بالکل صحیح ہیں، عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جو قوم دوسری قوموں سے الگ تھلگ رہتی ہے اور ملتی جلتی نہیں، اُسکی زبان خالص اور بے میل رہتی ہے خیال ایک حد تک صحیح ہے، لیکن ایک دوسری نظر سے یہ نظریہ بہت کچھ قابلِ ترسیم ہے، عموماً دیکھا گیا ہے کہ جو قومیں دوسروں سے الگ اور محفوظ ہیں، اُنکی زبان محدود اور مفلس ہوتی ہے یہی سبب ہے کہ وحشی قوموں کی زبانیں ہمیشہ عمدہ اور وسیع خیال کے ادا کرنے سے قاصر رہتی ہیں، دیہات کی زبان اسی اصول کی بنا پر عدم اختلاط کے باعث دوسری زبانوں کی اثر پذیری سے گومحفوظ رہتی ہے، لیکن اسی کے ساتھ لطیف نازک جذبات، اور بلند و عالی خیالات کی تعبیر سے قاصر رہتی ہے، اسلام کے سوو برس پہلے سے تمام قبائل عرب میں صرف قریش کا قبیلہ اس لحاظ سے ممتاز تھا کہ اُسکا گذر تجارتی ذرائع سے نہ صرف عرب کے گوشہ گوشہ میں بلکہ آس پاس کے ممالک میں بھی ہوتا تھا، اس بنا پر اُسکی زبان میں دوسری زبانوں کے اعتبار سے زیادہ وسعت اور زیادہ ہمہ گیری پیدا ہو گئی ہوگی، مذہبی خیالات کے ادا کرنے کیلئے، جبکہ عربی زبان میں اُسوقت تک وجود نہ تھا، ایک ایسی ہی زبان کی ضرورت تھی، جس میں ان خیالات کے ادا کرنے کیلئے الفاظ ہوں، اور دیگر قدیم مذاہب زبانوں سے اُسکا رابطہ اور ارتباط ہو جسکی بنا پر ان سے الفاظ عاریتہ حاصل کیئے جاسکیں، تمام عرب میں ایسی زبان صرف

خاص مستند اور مکالمی زبان تھی جس میں مختلف قبائل کے شعرا اپنے مافی الضمیر کو ظاہر کرتے اور ہاہم قبائل ایک دوسرے سے گفتگو کرتے تھے اور یہی لسان مبین تھی، یہ خیال ایک نظریہ کے طور پر میرے ذہن میں آیا تھا، لیکن اثنائے مطالعہ میں ایسے شواہد بہم پہنچے جن سے معلوم ہوا کہ بعض اور علمائے کبار بھی یہی سمجھتے تھے،

دوی الحاکم فی المستند رک وصحہ والبیہقی فی محدث حاکم نے مستدرک میں روایت کی ہے اور شعب الایمان عن بریدۃ رحمہ اللہ عنہ فی اس کو صحیح کہا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں قولہ تعالیٰ بلسان عربی مبین قال بلسان جرہم بیان کیا ہے کہ حضرت بریدہ سے مروی ہے کہ لسان عربی مبین مراد لسان جریم ہے، (مزہر ص ۱۸)

جریم، قریش کے نانہالی مورث اول کا نام ہے، جس کے خاندان میں حضرت اسماعیل نے شادی کی تھی، یہ روایت اگر صحیح نہ بھی ہو تو بھی اپنے زمانے کے رُواۃ کے خیال کی مزجم ہے۔ یا قوت نے مجم میں (تحت لفظ عرب) ہشام کلبی کی روایت سے لکھا ہے۔

واللسان السادس ممن انطقہ اللہ فی عربیۃ چھٹی زبان جو عرب میں اللہ تعالیٰ نے بلوائی اور جو ان سے پہلے نہ تھی وہ حضرت اسماعیل کو بلوائی، بنو اسماعیل مبین زبان بولے، اور یہ چھٹی بزرگ ہیں جو اس چھٹی عربی میں بولے اُن کی زبان اور وکتاہم المبین وهو الغالب علی العرب، البیوم،

پھر کہتا ہے، البتین لجد بن عدنان، مبین، معد بن عدنان کی زبان ہے، احادیث

ادیانِ العرب قبل الاسلام

یعنی

اسلام سے پہلے عرب کے مذاہب

مغور انسان کی اندرونی حالت یہ ہو کہ وہ قدم قدم پر اپنے عجز اور بچاڑگی کے اعتراف پر مجبور ہو، اور اُس کا یہی اعتراف ایسی طاقتوں کی تلاش پر آمادہ کرتا ہو جو اُس کے عجز و بچاڑگی کی تلافی کر سکے، انسان آغاز تخلیق میں اپنے سوا ہر شے سے جھجکتا تھا اور ڈرتا تھا، اور اسلئے ہر شے سے وہ اپنی مدد کا طالب تھا، گھنا درخت، اونچا پہاڑ، پُر شور دریا، خوفناک جانور انہیں سے ہر خیر اُس کا خدا تھی،

وہ ایک مدت کے بعد جب ان سے آشنا ہوا، اور ان قوتوں کو اچھی طرح آزمایا، تو زمین سے اوپر آسمان کی طرف اُسکی نظر اُٹھی، بیان ہر ستارہ اُس کو اپنا معبود نظر آیا، سب بڑے انہیں سات سیارے دکھائی دیئے۔ یہ ساتوں آسمان و زمین کے تمام مہمات کے کارکن سمجھے گئے، انسان کی مختلف ضرورتوں کا ایک ایک قادر علی الاطلاق مانا گیا، کوئی حُسن کی دیوی تھی، کوئی لڑائی کا دیوتا تھا، کوئی زندگی اور موت کا خزانہ دار تھا، کوئی علم و کمال کا خدا تھا، آفتاب کا جاہ و جلال اور چاند کا حسن و جمال خداوند عظم ہونے کا بہترین استحقاق تھا، یہ سورج، چاند، اور مختلف الاشکال ستاروں کے جھڑمت اُسکی نگاہوں سے اتنی دور تھے کہ انسان اُن کو پار نہیں کر سکتا تھا، اور نہ اُنکی خدمتگذاری کا فرض ادا کر سکتا تھا، اسلئے

قریش کی ہو سکتی تھی،

دوسرا سبب یہ ہو کہ گو تمام عرب میں مقامی بتجانے تھے، جہاں مراسم حج ادا ہوتے تھے، مقامی میلے بھی لگتے تھے، لیکن تمام ملک کا سالانہ مجمع صرف مکہ ہی کی سرزمین میں اکٹھا ہوتا تھا، ملک کے ہر گوشہ سے لوگ یہاں یکجا ہوتے تھے عکاظ کا میدہ عرب کی اکاڈمی تھی، اس بنا پر شہر مکہ کی زبان ایک ایسی زبان ہوگی جو عرب کی تمام زبانوں کا خلاصہ اور عطر ہوگی، شعراء عرب بھی اس موقع پر جبکہ عرب کے تمام گوشوں سے لوگ سمٹ کر ایک نقطہ پر جمع ہو جاتے تھے، اپنی شاعری کیلئے ایسی زبان اختیار کرتے ہونگے جو عرب کی عام اور مشترک زبان ہوگی اور جسکو عرب کا بچہ بچہ سمجھ سکتا ہوگا، اور وہ تقریباً مکہ ہی کی زبان ہو سکتی ہو، یہی سبب ہو کہ شعراء عرب کے قصائد کی زبانوں میں اختلافات کے باوجود ایک قسم کی ہم رنگی اور ہمواری پائی جاتی ہو، تمام عرب کو مخاطب کرنے کے لئے وحی الہی کو اسی قسم کی زبان درکار تھی،



بنو ابراہیم یا عرب مستعربہ، من جملہ اور امتیازات اور تفریقوں کے ان تینوں طبقوں میں ایک مذہبی امتیاز اور تفریق بھی ہے،

ام سامیہ اولیٰ کا مذہب ام سامیہ اولیٰ میں عاد، ثمود، جرہم وغیرہ قبائل داخل ہیں، انکی آبادی بتائی جا چکی ہے کہ عرب سے لیکر عراق و شام و مصر تک پھیلی ہوئی تھی، اس بنا پر ان قوموں کا مذہب وہی ہو سکتا ہے جو ان ممالک کے اندر اس عہد میں رائج تھا، عربی تاریخوں سے صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ یہ قومیں بت پرست تھیں، لیکن کن بتوں کی پرستش کرتی تھیں اور انکی بت پرستی کے اصول اور مراسم کیا تھے؟ اسکی تفصیل نہیں ملتی، صرف قبیلہ جدیس کی نسبت معلوم ہے کہ وہ کثری نام ایک بت کو پوجتا تھا، قرآن مجید نے عاد اور ثمود کے ذکر میں حضرت ہود اور صالح کی زبانی صرف اس قدر کہا ہے کہ وہ خدا کے برحق کو چھوڑ کر اور بہت سے خداؤں کو پوجتے تھے، اور ان کے الگ الگ نام رکھ لیتے تھے۔ حضرت ہود اپنی قوم عاد کو سمجھاتے ہیں،

اعباد لہن فی الاسماء سمیتوہا انتم ابااءکم کیا تم مجھ سے ان ناموں میں بھگڑتے ہو جنکو تم نے اور تمہاری ماؤں اللہ سے ماں سلطان (اعراف) اسلاف رکھ لیا اور خدائے انکی کوئی دلیل نہیں اُماری۔

انکی قوم کہتی ہے۔

قالوا اجئنا للعبادۃ اللہ وحدہ وذا رماکان کیا تم اسے میری پاس آئے ہو کہ ہم ایک خدا کو پوجیں اور یعبدا ابااءنا، (اعراف) جنکو ہماری باپ دادا پوجتے تھے انکو چھوڑ دین۔

اس سوال و جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ عاد خدا کے ساتھ اور خداؤں کو بھی پوجتے تھے، ثمود کا بھی یہی حال تھا، وہ اپنے پیغمبر کو کہتے ہیں،

لہ یقونی ج اول ادیان العرب، قاموس فیروز آبادی (لفظ کثری)

انکی خیالی سورتیں بنا کر اپنے بتانوں کی اسے بنیاد ڈالی،

ان ستاروں کی کمزوری کار از بھی جب افشا ہوا تو غیر محسوس روحوں کا تسلط شروع ہوا، اور چونکہ وہ بھی آنکھوں سے ادھیل تھے، تخیل نے جن اشکال میں چاہا ان کی تصویر کھینچ کر سامنے رکھی، انکی عظمت و اقتدار کے لحاظ سے مٹی، پتھر، چاندی، سونے اور جواہرات کے ان کے مجسمے تیار کیئے، ان کے جوش کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ان پر خون کے چھینٹے دیئے گئے، ان کو خوش رکھنے کے لئے ان کو بیش قیمت تدریے بیش کیئے گئے۔

اس اثنائیں انسان کی مختلف آبادیوں میں، اُسکے مرتبہ فہم اور درجہ ترقی کے مناسب تعلیمات لیکر انبیاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے دُنیا میں آتے رہے،

حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اپنی اپنی وقت میں فرزندانِ سام میں مبعوث ہوتے رہے، کچھ لوگوں نے انکو مانا اور انکی الگ الگ امتیں بنیں، کچھ ایسے مغرور انسان بھی ہمیشہ رہے جن جو اپنے زعمِ باطل میں اپنی ہستی سے بڑی کوئی دوسری چیز نہیں مانتے، یہ ملحد اور دہریہ ہیں،

عرب کی سرزمین عجب سرزمین تھی، یہاں انسان کے مذہبی ارتقاء کے ہر درجہ کی مجسم تاریخ موجود تھی، اجسامِ پرست، ستارہ پرست، بت پرست، ارواح پرست، نذر ابراہیمی، موسوی، عیسوی، اور ملحد و دہریہ فرقہ کے لوگ موجود تھے، لیکن استقصاء سے معلوم ہوتا ہے کہ انکا عام قومی مذہب ستاروں اور روحوں کے خیالی مجسموں کی پرستش تھی، ہم نے عرب کی تمام قوموں کو مخصوص اور واضح باہمی امتیازات کی بنا پر تین طبقوں میں تقسیم کیا ہے، اہم سامیہ اولیٰ، یا عربِ بائدہ، اہم فحطانیہ یا عربِ عباداد،

یہ ستارے نکلتے اور ڈوبتے رہتے تھے، ایسے انکی متخیل شبیں بنانا کہ لوگوں نے اُن کو پوجنا شروع کیا، اور اس طرح بت پرستی کی ابتدا ہوئی، یہ نظریہ بظاہر غلط نہیں معلوم ہوتا، اسلئے لائق قبول ہے،

ہماری کتاب کے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ ستارہ شناسی کا آغاز اٹھین بدوی سیون سے ہوا ہے، آب دہوا اور جغرافی خصوصیات کی بنا پر ان مقامات کی فضائے آسمانی ابراوگر و غبار سے عموماً صاف رہتی ہے، بدوی سامی راتوں کو اپنے بھیڑ بکری اور مویشی کے گلوں کو لیکر آسمانی خیموں کے سایہ میں رات بسر کرتے تھے، جبکہ آنکھ کھلتی سامنے صحیفہ آسمانی کھلا نظر آتا،

پہلی جلد میں تفصیل دکھایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم جس زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں، بابل اور مصر پر بھی قدیم سامی قومیں حکمران تھیں، جنکو ہم عاد و ثمود کہتے ہیں حضرت ابراہیم کی خدا شناسی کا جو تدریجی تخیل قرآن نے بیان کیا ہے، سکو ہمارے بیان کردہ نظریہ سے کلی تطابق ہے، پہلے ان آیتوں کو پڑھیے۔

اذ قال ابراهيم لابنيه اذرا تحذرا صنما الهة
ان اراک وقومک فی ضلال مبین، وکذا لک
نزی ابراهيم ملکوت السموات والارض لیکون
من الموقنین فلما جنّ علیہ البیل رای
کوکبا قال هذا ربی فلما افل قال لا احب الا فلین
فلما رای القمر باذغا قال هذا ربی فلما افل
قال لئن لم یدہدنی ربی لا کونن من القوم
ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ بتوں کو آپ خدا ٹھہراتے
ہیں آپ کو اور آپکی قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں، ہم
اس طرح ابراہیم کو آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہی دکھاتے
تھے کہ وہ ایمان والوں میں ہو، جب رات نے اس پر ڈھ
ڈالا ستارہ کو دیکھا بولا یہ میرا خدا ہے جب چھپ گیا تو اسے
کہا میں چھپ جانے والے کو نہیں پیار کرتا جب تک کہ کو دیکھا کہ یہ
میرا خدا ہے جب بھی ڈوب گیا بولا اگر میرا رب دگاریت نکرتا تو میں

قالوا يصلح قد كنت فينا مرجوا قبل هذا اے صالح تھے تو پہلے بڑی توقعات تھیں کیا تم اس سے رکتے ہو کہ
اتصننا ان نعبد ما يصبدا باؤٹا۔ جسکو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے انکو ہم بھی پوجیں،

حضرت صالح فرماتے ہیں،

يُقوم اعبدا لله ما لكم من الٰه غيره، بھائیو! خدا کو پوجا اسکے سوا کوئی خدا نہیں،

اب ہلکویہ پتہ لگانا چاہیئے کہ اگر عرب میں نہیں تو دوسرے ملکوں میں ان کے مذاہب کے متعلق کوئی تفصیل مذکور ہے؟ عرب سے باہر بابل، شام اور مصر میں جو مذہبی مراسم ان قوموں کے جاری تھے انھیں پرانکی عرب آبادی کو بھی قیاس کرنا چاہیئے، ممالک مذکور کے متعلق قدیم کتبات اور تحریروں کے چھان بین سے یہ نظر آتا ہے کہ اُس زمانے میں قاعدہ یہ تھا کہ قومن مختلف آبادیوں میں منقسم ہوتی تھیں ہر آبادی میں دو بڑی عمارتیں ہوتی تھیں، ایک بیت الحکومہ اور ایک ہیکل، آبادی کا حاکم بیت الحکومت میں رہتا تھا، اور ہیکل آبادی کے کاہن کا مسکن ہوتا تھا، اور انھیں دونوں کی شرکت سے آبادی پر دنیاوی اور مذہبی حکمرانی کی جاتی تھی، اور ہر طرح ہر آبادی کا الگ شیخ یا حاکم ہوتا تھا، اسی طرح ہر ہیکل میں ایک نیابت جو اُس گاؤں کا محافظ خیال کیا جاتا تھا، جب دو آبادیوں کے رہنے والوں میں جنگ ہوتی، تو گویا ان دونوں آبادیوں کے دیوتاؤں میں جنگ ہوتی، فاتح مفتوح کے دیوتا اٹھالیجا تا مفتوح اُس وقت تک دم نہیں لیتے تھے جب تک لڑکر یا منت سماجت کر کے اپنا دیوتا واپس نہیں لیتے تھے، چنانچہ ان قوموں کے قدیم کتبات میں اس قسم کے یادگاری پھر کثرت ملتے ہیں، ہم نے آغاز باب میں لکھا ہے کہ جب انسانوں میں کیس قدر تہذیب و تمدن پیدا ہوا تو مخلوقات ارضی سے ہلکے دیکھا تو آسمان کے بلند اور روشن ستارے اُن کو خداوندی کے بہترین مستحق نظر آئے چنانچہ اُن کی پرستش شروع ہوئی، مشہور عرب مورخ مسعودی نے لکھا ہے کہ چونکہ

انکا اپنی قوم کو اعلان جنگ دینا تھا، قرآن مجید کہتا ہے کہ ستارہ پرستی کے ساتھ بت پرستی بھی اس قوم کا شیوہ تھا، حضرت ابراہیم کی زبانی مذکور ہے،

اذ قال ابراهيم لاهي اذ اتخذنا صناما الهة (انعام) جب ابراہیم نے اپنے باپ زمرے کو کہا کہ آپ بتوں کو اپنے خدا بتاتے ہیں، سورہ انبیاء میں ہے،

اذ قال ابراهيم لاهي وقولہ ما هذه التماثيل جب ابراہیم نے اپنے باپ اور قوم کے لوگوں سے کہا یہ اتي انتم لها عاكفون، کیا مورتیں ہیں جن کو آپ گھیرے رہتے ہیں،

سورہ عنکبوت میں ہے،

انما تعبدون من دون الله اوثاننا تخلقون افکا خدا کو چھوڑ کر بتوں کو پوجتے ہو، جھوٹ گھڑا کر، حضرت ابراہیم کے پڑپوتے حضرت یوسفؑ عادی کی اُس جماعت کو جو مصر پر حکمران تھی خطاب فرماتے ہیں،

يا صاحبي السجن ارباب متفرقون خير ام الله اربان زندان! رب عبد امجد لہجہ، یا ایک زبردست الواحد القہار ما تعبدون من دونہ الا اسماء خدا، تم چند (بے معنی) ناموں کی پرستش کرتے ہو، جنکو سمیتوہا انتم و اباءکم (یوسف) تنے اور تمہارے باپ داداؤں نے گھڑ لیا،

مُصول مذکورہ کے مطابق یہ بت انھیں کو اکب کی شبیہ ہونگے،

مجموعہ تورات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ قوم بت پرست تھی، سفر توشع میں ہے:

تمہارے باپ دادا، تارح، ابراہیم کا باپ اور ناحور ابراہیم کے دادا (قدیم زمانے میں نہ

فرات) کے پار رہتے تھے، اور غیر معبود کی بندگی کرتے تھے (۲۴-۲۲)

حضرت یعقوب (حضرت ابراہیم کے پوتے) کنعان سے حران اپنے خاندان میں مامون کی لڑکی سے شادی کرنے گئے تھے، صاحبزادی جب باپ سے رخصت ہونے لگیں

الضالین، فلما رای الشمس بازغت۔ مگر ابونہیں ہوتا، جب قباب پر نظر پڑی بول اٹھایا میر
 قال هذا ربی، هذا اکبر فلما اقلت قال پروردگار ہی، یہ سب بڑا ہی، جب وہ بھی ڈوب گیا، کہا کہ
 یقوم انی برئ مما تشرکون انی وجهت بھائیو میں اُس سے برأت کرتا ہوں جسکو تم خدا کا شریک
 وجہی للذی فطر السموات والارض کہتے ہو، میں اپنا سٹھ اُسکی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں کو
 حنیفا وما انا من المشرکین، اور زمین کو پیدا کیا، میں مشرکوں میں سے نہیں،

حضرت ابراہیم نے ان ستاروں میں جو انکی قوم کے دیوتا تھے، ہر ایک کی حالت پر غور
 کیا، ان میں سے کوئی اُن کو خدائی کا مستحق نظر نہ آیا اور آخر اپنی قوم کو مخاطب کر کے فرمایا
 کہ میں ان کے آگے نہیں بلکہ ان کے پیدا کرنے والے کے آگے اپنا سر جھکا تا ہوں دوسری
 دفعہ جب اُن کو ایک مذہبی تہوار میں اپنے دیوتاؤں کے حضور آنے کی دعوت دی جاتی
 ہی تو اسوقت بھی قرآن کہتا ہے،

فانظر نظرة فی النجوم وقال انی سقیم ایک نظر بھر کر ستاروں کو دیکھا اور کہا میں بیمار ہوں۔

مفسرین اس امر میں مضطرب البیان ہیں کہ یہ ستاروں کے دیکھنے کا کون سا موقع
 تھا؟ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسلئے تھا تا کہ اُن کے رشتہ داروں اور ہموطنوں کو یہ نظر آئے
 کہ یہ اُن کے دیوتاؤں سے مشورہ لے رہے ہیں، اور وہ اُن کو کسی قابل سمجھتے ہیں ایک دُ
 نکمہ یہ ہے کہ جب انسان کے سامنے کچھ چیزیں پیش ہوتی ہیں، اور وہ تردد ہوتا ہے کہ ان میں
 سے کس کو قبول کرے تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اپنے فیصلہ سے پہلے اُن چیزوں پر ایک آخری
 نگاہ ڈال لیتا ہے، حضرت ابراہیم نے آخری فیصلہ سے پہلے ان ستاروں کی حقیقت پر ایک
 نظر اور ڈال لی، یہ آخری فیصلہ کا موقع اسلئے تھا کہ اس عظیم الشان تہوار میں عدم شرکت گویا

اسے عربی میں غظوفیہ کے معنی بخور دیکھنے کے ہیں مطلق دیکھنے کے نہیں ہیں،

شہر نام	معبود کا نام	معنی
پتور	انیل	زمین کا دیوتا
الین	بینت الین	قوت کی دیوی
کشن	زمامہ	
کو تو کوئی	نخل (یا زنگاں)	ستارہ میخ (لڑائی اور قہر کا دیوتا)
بابیلو د بابل	مردک	ستارہ منسری (روشنی کا دیوتا)
بار سپ	نہو	ستارہ عطار و علم کا دیوتا
سپور	شمش	آفتاب
اکاد	ینو	چاند خوشحالی کا دیوتا
ہ	ہشتار	زہرہ
شور	اشور	لڑائی کا دیوتا
نینوی	ہشتار	ستارہ زہرہ
ارابل (ارہ)	ہشتار	ستارہ زہرہ و محبت اور رشتن کی دیوی
حران	رین	چاند

مشترک خداون میں سے پہلی جودوسری سامی زبانوں میں بعل ہوا اسکے معنی قوت اور تسلط کے ہیں بعل کے دوسرے معنی قوی، سلطان اور مالک کے ہیں یعنی میں اسی سے بعل کے معنی شوہر کے ہیں یہ بابل کا حال ہے مصر میں بھی سامیہ اولیٰ کے زمانہ میں اسی قسم کی ستارہ پرستی باری تھی، سب سے بڑا دیوتا آفتاب تھا جس کو وہ اپنی زبان میں رع کہتے تھے، ان کے دار الحکومت کا نام مدینۃ شمس تھا، جس کو مصری "ان" کہتے تھے

تو باپ کے قیمتی بت چرلائین (تکوین ۳۱-۳۳) باپ کو معلوم ہوا تو بیٹی سے اپنے بت واپس لینے کیلئے پیچھے گہا ریکروڈ وٹسے، (تکوین ۲۵-۲۶) حضرت ابراہیم جب شام گئے ہیں تو یروشلیم کا مذہبی کاہن اُن کے استقبال کو نکلا ہو، اس کاہن کا نام ابی مالک تھا (تکوین ۱۸) اس زمانہ کے سامیون کا یہ اعتقاد تھا کہ تمام دنیا ارواح سے بھری ہوئی ہے، جن میں زیادہ تر ارواح خبیثہ، اور کچھ ارواح طیبہ ہیں، اُن کے مذہب کا خلاصہ یہ تھا کہ ارواح خبیثہ کو نذر و نیاز، قربانی اور چڑھاوے سے خوش رکھنا اور ارواح طیبہ کی مدد و ثنا گرا کر اُن کے مقابلہ کیلئے تیار کرنا، اُن میں سے ہر روح کا مسکن ایک ستارہ ہے، بابیل کے کھنڈروں میں جو تختیاں اور ہیکلون کے جو کتبات پڑھے گئے ہیں اُن میں بیسیوں معبودوں کے نام ملے ہیں، ذیل میں شہروں کے نام کے ساتھ اُن کے کچھ دیوتاؤں کے نام لکھے جاتے ہیں، ان کا ماخذ لیر LAYARD کی کتابیں ہیں،

شہر کا نام	معبود کا نام	معنی
ایریدو	ابی (یا ایا)	پانی کا دیوتا
اور	سن	چاند
لاریہ	شمش	آفتاب
اور دغ (دعاق)؟	آنو	تاریلی اور آسمان کا اور ستاروں کا دیوتا
لاغش	اشتار	ستارہ زہرہ (محبت اور حسن کی دیوی)
	نینگر سو	

۱۵۔ اس مصنف کی دو کتابیں ہیں، نینوس اینڈ اس رینیس (نینوسی اور اُس کے آثار باقیہ) مطبوعہ ۱۸۴۹ء دوسری
 ۱۶۔ بوسکو ریزان وی رومینس آف نینوسی اینڈ بیلونیا (نینوسی اور بابل کے کھنڈروں کے اکتشافات) مطبوعہ ۱۸۵۲ء

حضرت ابراہیم نے اپنی اس دلیل میں بادشاہ کی بیچارگی و عاجزی کے ثابت کرنے کے علاوہ آفتاب دیوتا کی بندگی اور غلامی بھی ثابت کی ہے کہ اسکو کوئی اور آدمی سے ادا کر چاہیو الاہی حضرت موسیٰ کے سامنے بھی شاہ مصر نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا

اَنَّا رَبُّكُمْ لَا اِلهَ اِلاَّ هُوَ
میں تھا سارے دیوتا ہوں

لَکِنِ اتَّخَذَتْ اِلٰهًا غَیْرَیْ کَیُجَازِلُکَ مِنَ الْمُنٰجِدِیْنَ (شعرا) اگر میری سو کسی اور کو تو خدا بنایا تو کمزور قیدیوں میں کرونگا۔
یا ایتھا الملائما علمت لکم اِلٰهًا غَیْرَیْ (قصص) اسے درباریوں نے سوا تمہارا کوئی اور خدا میں نہیں جانتا۔

گویہ زمانہ سامیوں کا نہ تھا، مگر معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مذہب جو مصری مذہب تھا، اُس وقت بھی باقی تھا، یعنی آفتاب کے علاوہ مصر میں اور بہت سے دیوتا اور دیویاں تھیں، ہر شہر کا ایک خاص الگ دیوتا تھا، پھر شہر کے ہر گھر کا الگ اور گھر کے ہر آدمی کا الگ الگ دیوتا تھا، کل ملک میں ۱۹ دیوتا اور ۱۱ دیویاں تھیں، ان کے نام طولوت کے خوف سے قلم انداز ہوئے ہیں۔

اہم سامیہ اولیٰ میں ہماری تحقیق کے مطابق تین پیغمبر مبعوث ہوئے حضرت ابراہیم، ان قبائل سامیہ میں مبعوث ہوئے، جو بابل، شام اور مصر میں آباد تھے، اور سفر گزیرنا کے روت آپ کی ان تین ملکوں میں آمد و رفت اور سفر و اقامت ثابت ہو، حضرت ہود، ان قبائل میں پیدا ہوئے جو جنوبی عرب میں سکونت پذیر تھے، اور حضرت صالح شمالی عرب کے سامیوں کے پیغمبر تھے، الغرض ان دھندلے بیانات سے کسی قدر یہ روشن ہوتا ہے کہ اہم سامیہ اولیٰ یعنی عاد و ثمود وغیرہ کا مذہبی تخیل کیا تھا، اور خدا کے یہ تین فرستادہ پیغمبر ان کو کون باطل پرستیوں سے روکتے تھے،

۱۷۱۔ ہر کتاب میں مذہب کی تفصیل عربی کی سند کتاب سوا الہیں فی سکان داوئی النیل مصنفہ پرفیسر ولس بیچر مملوۃ ۱۳۵۰ھ

بین آفتاب دیوتا کا مندر تھا، بادشاہ آفتاب دیوتا کا بیٹا سمجھا جاتا تھا اسلئے اُس کا لقب
 رئیس ہوتا تھا یعنی "ابن الشمس" یہی سبب ہے کہ سلاطین مصر کو دعوائے خدائی تھا۔ قوم نوح
 عاد، ثمود، قوم لوط، قوم ابراہیم، مدین اور فرعون مصر کی تباہی کا حال بیان کر کے قرآن مجید
 کہتا ہے:

ذَٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغُرَىٰ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْهَا قَائِدٌ ۚ يٰۤاَنۡ اَبَادِيۡنَ كَے حالات ہیں جو تم سے بیان کرتے ہیں
 وَحَصِيۡدًا وَّ سَاطِلًا لَّهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوۡا اَنْفُسَهُمْ فَاۡ
 اٰغٰتَ عَنْهُمْ اَلِهَتُهُمُ الَّتِيۡ يَدْعُوۡنَ مِنْ
 دُوۡنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْۡءٍ (ہود)

نہ ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچایا

توراة سے ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم مصر شریف لے گئے تھے، اور اس وقت ہا
 قوم عاد کی حکومت تھی، قرآن مجید میں حضرت ابراہیم کا ایک بادشاہ سے مناظرہ کا
 حال مذکور ہے، جو خدائی کا مدعی تھا،

اَلَمْ يَتَدٰى الَّذِیۡ کَاخَّ اِبْرٰهٖمَ فِیۡ مَرَاتٍ ۚ تَمۡنَیۡ اُسکی طرف نہیں دیکھا جسے ابراہیم سے اُسکے
 اَنۡ اٰتٰہُ اللّٰهُ الْمُلْکَ، اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیۡ خدائے بارہ میں بہت اسلئے کی کہ خالنے اُسکو بادشاہی
 اَنۡ اٰتٰہُ مَجِیۡمٌ وَّ اٰیٰتِیۡکَ قَالَ اَنَا اَحِیۡی و دے تھی جب براہیم نے اُس سے کہا کہ میرا خدا وہی
 اَمۡ تَبٰیۡط قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰہَ یَبۡرِئُ ہُوَ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اُسے کہا میں بھی زندہ کرتا
 بِاَدۡشَیۡسٍ مِّنۡ اِمۡشَرِیۡ قَاۡتِ یٰہَا مَرۡیۡ اور مارتا ہوں ابراہیم نے کہا میرا خدا آفتاب کو
 اَلۡمَاصِّرِیۡتِ، قَبِیۡطِ الَّذِیۡ کَفَرۡطُ شَرِق سے نکالتا ہے تم مغرب سے نکالتا اس دلیل
 کو شکرو وہ کا فر کچھ جواب نہ دے سکا،

(نعرہ)

اہل سین | جنوبی عرب کی ایک قدیم سامی قوم | اس معنی کے حالات پہلی جلد میں گذر چکے ہیں، یہ قوم بھی ستارہ پرست تھی، بابل کے دیوتاہان بھی پختہ تھے ان کے علاوہ کچھ خاص عرب کے دیوتا بھی ان کے جہودوں کی فہرست میں شامل تھے۔ درج کتبات میں حسب ذیل تہوں کے نام ملے ہیں،

عشتار یہ وہی دیوتا جو بابل، آشور، یعنی ستارہ زہرہ،

وَد محبت، گادیاوتا (عربی اقدو، حبیب)

نکروہ نفرت، عداوت، گادیاوتا (عربی انتاکوہ، ناپسندیدگی)

شمس آفتاب، بھی اقدو، شمس

ان میں سے عشتار بڑا دیوتا تھا۔ شمالی عرب میں عشتار کے کتبہ نگر اپنے آفاقی بحیرہ جنگ سے واپسی پر عشتار دیوتا کا شکر ادا کرتے تھے۔

نبوتحطان یا جنوبی عرب، جنوبی عرب یعنی یمن و حقر موت میں جو مکہ، نہر قبائل کا اصل سکھ تھا، اور بابل کے ملک میں جہان وہ کسی زمانے میں حکمران تھے، باہمی تعلقات کے متعدد دلائل جلد اول میں گذر چکے ہیں، ان میں سے ایک دلیل یہ بھی تھی کہ ان دونوں ملکوں کے مذہبی تخیل میں نہایت شدید تشابہ ہے، اس بحال کی تفصیل کا آب موقع ہاتھ آیا ہے،

نبوتحطان جو اہم سامیہ اولی کے بعد جنوبی عرب میں برسرِ اقتدار ہو گئے تھے، واقعات تاریخی اور آثارِ عتیقہ دونوں کی بنا پر ستارہ پرست تھے، مختلف قبائل میں مختلف ستاروں کی

۱۔ انسانیکلو پیڈیا آف اسلام، ج ۱ ص ۳۷۹، برٹانیکا طبع ۱۱ ص ۵۰۰، ج ۲۳

۲۔ اسول الانسانیۃ (ہیون اور یون) صفحہ ۳۷۰، لے ایگ، فصل عرب،

کے ایک کتبہ میں نظر آتا ہے، لیکن ہمدانی کا بیان ہے کہ ”مکتوبس“ (ستارہ)
 قوم سبا کا چاندیو تھا شہوہ کے کتبہ میں عشار سن (چاند) کا باپ بتایا گیا ہے، یہ قابل
 توجہ ہے کہ یہ دونوں دیوتا بابل کے افسانہ میں بھی باہم قریبی رشتہ دار ظاہر کئے گئے ہیں،
 یہ افسانہ ”عشار“ کی اولاد ہوس کا ہے، جسمین عشار (زہرہ) کو سن یعنی چاند کی بیٹی
 کہا گیا ہے، ایک اور کتبہ میں عشار کی ان آفتاب کو کہا گیا ہے،“

”کتبہ کے تین تہوں کے نام قرآن میں بھی ہیں، یعنی ود، یغوث اور نسد تعلب
 ایکے دیوتا کا نام ہوتا درخت پرستی کو ان میں ظاہر کرتا ہے، چھوٹے چھوٹے دیوتاؤں کے
 نام چھوڑ دینا چاہیے، لیکن زابل سبا کے احرم رب آم کا ذکر ضروری ہے، جہاں چاند داؤ
 سرج کی صورت میں رہتی تھیں۔“

سامی ”رولج کے مطابق مختلف موصموں میں مختلف دیوتاؤں کے جارت کو
 لوگ جاتے تھے، سبا والوں کے جارت کے مینہ کا نام دوجتات تھا، جو
 شمالی عرب میں دوجتہ ہے، اسوقت بھی اس قسم کے ہیکلون کے خاکے اور آثار
 باقی ہیں، قابلِ غلطیہ امر ہے کہ مارب، صرداح اور قصر نقب الحج کے ہیکل بیضاوی
 شکل کے ہیں اور ان کے دروازے تراور دکھن رخ کے ہیں۔“

”دیوتاؤں کے آگے قربانیان اور بخورات چڑھائے جاتے تھے، وہاں گاہ کا نام
 مذبح اور قربانی کا نام ذبح، مشترک سامی لفظ ہیں، چنانچہ عبری میں بھی ہیں
 ایک قسم کا مسالہ جو ملک کی پیداوار تھی ان ہانگا ہوں پر انکے نام لیے جاتے تھے،

۱۷۵ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت ابراہیم کے حج کی شکل بگاڑی گئی تھی،
 ۱۷۶ اس نتیجہ نکالنا چاہیے کہ قربانی کی رسم، طریقہ ابراہیمی ہے، جو اس زمانہ میں غیر خدا کیلئے مستعمل ہوئی،

ہذا مابنی شمرید عش لیدۃ الشمس
 شمر عیش بادشاہ نے یہ سورج دیوی کے لیے بنایا،
 آجکل مین کے آثار قدیمہ کی جو تحقیقات ہوئی ہیں، اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آفتاب
 کے علاوہ اور ستاروں کی بھی یہاں پرستش ہوتی تھی، کتبوں میں جا بجا ان معبودوں کے
 نام ہیں، اور ان کے نام بרכת اور اعانت کی درخواست کی گئی ہیں، یا انکا شکریہ
 ادا کیا گیا ہے، ڈیوڈ ہنرخ مولر D. H. Muller جس نے برٹانیکا طبع یازدہم میں
 قوم سبا Salomon پر مضمون لکھا ہے، بیان کرتا ہے:

”اجرام سماویہ کی پرستش مین نہایت شائع تھی، اس کی شہادت عربین کی تحریر سے
 بھی ملتی ہے، آفتاب پرستی سبا کی قوم میں اور یہودیوں میں مخصوص طور سے معلوم
 ہوتی ہے، یونانی مورخ اپینی کے بیان میں سہوتا کاسابی اگر حقیقت سورج دیوی
 شمس تھا، تو اسکی تشریح سابی اثر و اقتدار سے کی جاسکتی ہے، یعنی بادالون کے
 اثر سے وہاں آفتاب پرستی پھیلی، قوم سبا کی شمس دیوی تھی، حالانکہ اہل معین کا
 خاص دیوتا عشتار مذکور تھا، جسکی مختلف ناموں سے پوجا کی جاتی تھی، سب سے عام
 نام ”عشتار شرقی“ اور ”عشتار رُودکبہ“ ہے، وڈ اور نیکو کا محبت اور نفرت کے دیوتا
 بھی ممکن ہو کہ اسی عشتار کی دوسری شکلیں ہوں۔“

”اہل سبا بھی عشتار کو مانتے تھے، لیکن اسکے ساتھ ایک اور دیوتا الملقہ بھی اُنکے
 ہاں ہے، الملقہ ہمدانی کے بیان کے مطابق ستارہ زہرہ کا نام ہے، اس بنا پر الملقہ اور
 عشتار کو باہم ایک سمجھا جاتا ہے، چاند دیوتا (جو اہل مین) سن تھا، شہوہ (واقع حضرت)

۱۔ حمزہ صفحہ ۱۱۰ ص ۱۱۰ کلکتہ۔ ۲۔ مین کا ایک قبیلہ، ۳۔ عربی زبان میں شمس کا لفظ مؤنث ہے،

۴۔ اس عرب مسنفت کا مال ارض القرآن جلد ۱ صفحہ ۱۲ میں پڑھو،

یعنی ستارہ عطارد، علم و طالع کا ستارہ، قناب کی زبان میں عَم اور سیا کے محاورہ ہیں ہیں
چاند کو کہتے ہیں، جسکو حضرموت میں سین اور بابل میں سین کہا جاتا ہے، اور ہاوس بھی
کہتے تھے، اَلْمَقَدُّ کے لفظی معنی ”اُسکے لکھے ہوئے نشانات کے ہیں“ جن سے مراد ستارے
ہیں، اَقْنَاب کا نام سبا کے ہاں اُذات نشق بھی ہے جسکے معنی ”نشق کے ہیکل کی مالک“ ہیں،
اَقْنَاب کو یہ لوگ دیہی سمجھتے تھے، یعنی عورت اسی لیے عربی میں ”شمس“ بطور مونث
کے آئناں ہوتا ہے اور پاندو تو تاجینی مذکر تھا، چنانچہ ”قمر“ عربی میں مذکر ہے۔

ایٹ بول: Housni جو ایک مشہور مستشرق ہے، انسائیکلو پیڈیا آف اسلام
کے صفحہ عربی ”عرب“ میں لکھتا ہے:

اس کے علاوہ ایک بڑی ناتوازی تھی جو چاند دیوتا کی ماں یا چوڑی تھی، خیال کیا جاتا ہے
کہ یہ منزل قمری کی فردیہ شخصی صورت تھی، معین ول اسکو ”اشیہ“ ”راشیرا“ ”اشرتوا“
کہتے تھے و سبادونین سکا نام خرمیو تھا، اور زیادہ اہمیت کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اسی کا نام
عام طور سے ”ایلات“ تھا، شاید اسکی مختلف شکل ”لات“ بہت سے عربی امون کا جز تھی
ہم مختلف چھوٹے شمار (زہرہ) دیوتاؤں کے نام بیان کر سکتے ہیں، جنکو بعد کو یہ سمجھا گیا ہے
کہ یہ زہرہ کے نام بحیثیت صبح اور شام کے نام کے ہیں، مغربی سبادونین ”قناب“
کمان کا ایک خدا تھا جسکو دوسماوی آقا نے آسمان کا لقب بھی حاصل تھا، سبا کے
دوسماوی کا مقابلہ کنعان اور ارم کے ”بعل شامیم“ (آسمان کا آقا) سے کرنا چاہیے، اسکے
نام پر خاص طور سے اونٹ جسکو عربی میں ”ابل“ کہتے ہیں، مقدس سمجھے جاتے تھے۔
اسی وجہ سے مدین میں بلکہ جنوبی عرب میں بھی بعل یا بعل وغیرہ ہے،

لے ”بلقی“ میں خبر کو کہتے ہیں، اسی سوسامی زبانوں میں ”بنی“ ہو، خرمیو والا، لے ”کیم“ تفصیل لے، انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، صفحہ ۱۷۷

دیوتاؤں کو تجارت اور زراعت کی آمدنی کا دسواں حصہ نذر کیا جاتا تھا، خواہ وہ چیز دیدی جاتی تھی یا اُس قیمت کی چاندی کے ڈلے یا سونے کی مورتیں یہ آمدنیانِ بخوشی تمام ہیکلون کی تعمیر اور مرمت پر صرف ہوتی تھیں، ہیکل اور شہر کی فصیلیں اکثر ساتھ ہوتیں، طلائی مورتیں منت مانے ہوئے نذرانے بنتے تھے، ہر طریقہ سے کہ میان بیوی لکرا اپنی چار اولادوں کی سداستی کیلئے پارطلانی مورتیں چڑھا دیتے تھے، کوئی شخص دوسماء آسمان کے آقا کے نام مورتیں بنا کر چڑھا تا تھا، کہ وہ خود اور اُسکے اونٹ تندرست اور جوڑ دن کی بیماریوں سے محفوظ رہیں۔“

ملک عرب کے آثار و کتبات میں جنوبی عرب کے مختلف قبائل کے دیوتاؤں کے حسب ذیل نام ملتے ہیں:

اہل معین، عشتار (زہرہ) و دیمت، نکر وہ (عداوت) شمس (سوج)،
 حضرموت، عشتار سین (چاند) حوّل، دوت شمس،
 اہل تہتاب، عشتار (زہرہ) عم، (چاند) انباہی (عطارد) شمس۔
 سبا، عشتار (زہرہ) ہوئیس (چاند) الملقہ، شمس۔

مشترک اور عام دیوتاؤں میں دو نظر آتے ہیں، عشتار یعنی زہرہ، اور شمس یعنی سوج، ان کے علاوہ اور جو دیوتاؤں کے نام ہیں وہ حقیقت مختلف ستاروں سے عبارت ہیں، اور ان میں سے اکثر کسی نہ کسی طرح بابلی الاصل ہیں، عشتار وہی ہوجو بابل میں اشتار تھا، شمس بابلی فرست میں شمش نظر آتا ہے، سین یعنی چاند بابل کا سین، جو نکر وہ (نفرت کا دیوتا اور جس سے مراد زحل یا مریخ ہو بابل میں نکر وہ، انباہی، بابل کا بنوہی۔

اور گھٹے والے چاند سے عبارت ہے، یہ گویا اُس شخص کا جس کا یہ نام ہوتا تھا، حافظ

دیوتا سمجھا جاتا تھا، (ص ۳۰۰)

بنو قحطان کے آخری مقتدر قبائل جن کا زمانہ اسلام سے قریب ہی حمیر اور ہمدان
ہیں ان کے مختلف قبائل میں مورخین عرب کی تشریح کے مطابق حسب ذیل تہوں
یاد یوتاؤن کی پرستش ہوتی تھی،

شمس (آفتاب)

نیوٹ (فریاد کو پہنچاتا ہے)

یئوٹ (دفع کرتا ہے یا روکتا ہے)

نسر دگدھ، ایک ستاری کا نام ہے)

عمیانس، یا، عم انس (انسان کا چچا یا چاچا)

مدان

کعیٹ اور اسکی بیوی دنیون بت صنار کو کلیسا میں

جلد

مہ

ذریعہ

ایک درخت کو چن چن تھو، اسکو سالانہ تھو اور میں کپڑی او
زور رہنا تھے،

حمیر اہل جرش (واقعہ میں)

خیوان (قبیلہ ہمدان)

ذوالکلاع (حمیر)

خولان، بین کا قبیلہ

عبدالمدان (بین کا قبیلہ)

اہل صنعا (واقعہ میں)

حضر موت و کندہ

اہل نجیر (واقعہ حضرت موت)

اہل بخران

۱۰۰ اور یومول کی رے پڑھو، یا قوت نے عمیانس لکھا ہے، اور ابن ہشام نے عم انس،

۱۰۱ یہ فرست سیرۃ ابن ہشام کی فصل اصنام العرب کا خود ہو صحیح بخاری تفسیر سورہ فتح میں بھی اسی قسم کی

اروایت ہے، ۱۰۲ ان پانچ بتوں کا ذکر بحکم یا قوت میں ان ناموں کے تحت میں ہے کعیٹ کا ذکر قلیس میں ہوا

۱۰۳ طبری صفحہ ۹۰۲ پر ہے طبقات الامم ابن عساکر اندلسی صفحہ ۴۲ بیروت،

ہو مل چاند کو اصل دیوتا مانکر چھوٹے چھوٹے دیوتاؤں کے جو بالمقابل نام ملے ہیں
انکو چاند کے گھٹنے اوڑھنے کی دو متضاد شکلوں سے عبارت سمجھتا ہو، گویا وہ توأم دیوتا ہیں
مختلف مقامات میں مقامی خصوصیات کی بنا پر کہیں بڑھنے والی اور کہیں گھٹنے والی شکل کی
پرستش کی جاتی تھی اندر سے قیاس انکی مختلف صورتیں قائم کی جاسکتی ہیں، مثلاً

بڑھنے والے چاند کا نام گھٹنے والے چاند کا نام کیفیت

- ۱۔ ود (پیادہ یعنی باپ) عُم (چچا)
 - ۲۔ ود (محبت کا دلوتا) نکرہ (نفرت اور برائی) نکرہ ذل یا میخ کو اصل میں کہتے ہیں۔
 - ۳۔ عزیز لات (لات کا دوست) رُضو لات (لات کا دشمن) رُضو لاتا ہیر وٹس مولخ یونانی کے حوالہ سے ہے
 - ۴۔ جمری بیل (اونٹ اور بھیڑ کڑی کلچ جمری قین (پیشہ ور) کا سب کے دیوتا گویا جمری اور ستھن زندگی کا مقابلہ
کا مقابلہ جمری بیل سے کر قینان سے کر۔
 - ۵۔ ونخ حرستور روکنے اور محروم رکھنے والا) یہ نام میں کے قباہون کے کتبہ میں ہے۔
- میرے خیال میں ان میں سے اکثر قیاسات علمی فرض و وہم سے آگے نہیں بڑھتے
ہو مل اسکے بعد ایک اور مسئلہ کی طرف توجہ دلاتا ہو، جو ہمارے اس دعویٰ کی قطعی شہادت
ہو کہ بین اور بابل میں نہایت قدیم زمانہ سے تعلقات تھے، جیسا کہ پہلی جلد میں عاد کی حکومت
بابل کے ذکر میں دکھایا جا چکا ہو، ہو مل لکھتا ہے۔

ہمارے لیے یہ قابل توجہ ہے کہ تمام مغربی سامی ناموں کا نظام و ترکیب جو قریباً دو ہزار برس
قبل مسیح کریں ۱۲ اور جو منحنی خط کے کتبات میں ہم تک شخصی ناموں کی حیثیت سے پہنچے
ہیں وہ پہلی بار جنوبی عرب ہی کے دیوتاؤں کے ناموں کی صحیح ترجمانی سے سمجھ میں آئے
ہیں، مثلاً وہان کے شخصی ناموں کا جز، ابی (میرا باپ) عمتی (میرا چچا) ہوتا ہو، جو بڑھنے والے

۱۷ یعنی بابل کے جو سامی ممالک کی جانب مغرب ہو، ۱۷ بابل خط،

اس لئے یہ ممکن ہے کہ یہ دو کامرادت ہو
 ذوالخصلہ یہ پہلے مکہ سے سات منزل مین کی جانب واقع تھا، اسکی وقت
 اہل عرب میں اتنی تھی کہ اسکو مین کا کعبہ کہتے تھے، اسمین سپید مرمر کا ایک بت استادہ تھا
 اسکے سر پر پھول بوٹے کا ٹکڑا ایک تاج سا بنا تھا، اسکے گلے میں ہار ڈالے جاتے تھے، شتر
 مرغ کے انڈے لٹکائے جاتے تھے، چڑھاؤس چڑھائے جاتے تھے، دوس، شتم، جھیلہ، او
 از دالہ سرقہ کے بمائل اسکے پوجا جاتی تھے، فتح مکہ کے بعد سنہ ۶ میں حضرت حمیر بن عبد اللہ بنجلی
 نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اسکو جلا کر خاک کر دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب یہ
 قبائل مرتد ہونے لگے تو انھوں نے ذوالخصلہ کو پھر زندہ کرنا چاہا، لیکن حضرت ابو بکر کی خلافت
 نے اسکو ہمیشہ کھینچے فنا کر دیا،

قلیس کا میسا کا معرب ہو، یہ کلیسا اہل حبش نے جو عیسائی تھے، صنعا، مین بنوایا تھا
 کہتے ہیں کہ اس میں دو بت نصب تھے جو میان بیوی کھلاتے تھے، مرد کا نام کیت تھا
 یہ ساٹھ ہاتھ لمبا لکڑی کا ایک بت تھا، دوسری صدی ہجری میں خلیفہ سفاح کے زمانے میں
 یہ پہلے برباد ہوا،

ان تہانوں کی آبادی اور مصارف کے لئے لوگ اپنی پیداوار اور کمائی کا مخصوص
 حصہ نذر کیا کرتے تھے، ہمارے مفسرین اور ارباب سیر لکھتے ہیں کہ حضرت موت والے اس
 اصول کے بشدت پابند تھے، چنانچہ قرآن کی یہ آیت انھیں کے متعلق ہے۔

۱۰۰ صحیح بخاری سریہ ذی الخصلہ،

۱۰۱ یا قوت لفظ "خصلہ"۔

۱۰۲ یا قوت لفظ "قلیس"

۱۰۳ ہجری،

۱۰۴ سیرۃ ابن اسحاق ذکر عرب قبل اسلام،

ان دیوتاؤں کے لئے چھوٹے چھوٹے ہیکل یوں تو ہر جگہ ہون گے، لیکن ان میں چند نہایت مشہور اور ممتاز ہیکل تھے، مثلاً، غمدان، ریام، ذوالخلصہ، قلیس، غمدان صنعاء میں ایک مشہور عمارت تھی، شہرستانی کا بیان ہو کہ وہ ستارہ زہرہ کا ہیکل تھا، یہ ادھر معلوم ہو چکا ہو کہ غتاز کے نام سے یمن میں زہرہ کی پرستش عام طور سے ہوتی تھی، یا قوت نے معجم میں لکھا ہو کہ اس عمارت کا بانی ایشی بن تھا، اسمین تو برتوسات منزلیں تھیں، اور ایک اسمین ایک شیر کا مجسمہ تھا، حضرت عثمان نے اس عمارت کو منہدم کر دیا۔

غمدان کی سات منزلیں ممکن ہو کہ سات آسمانوں کا تخیل ہو یا ہفتہ کے سات دن کی مناسبت سے، یمن شیر کا مجسمہ ہوتا تو اس بات کو واضح کرتا ہو کہ شاید اس کی صورت کو اکب سے اسکو تعلق ہو، مارگولیو تھ نے لائف آف محمد بن یمن کا ایک کتبہ شائع کیا ہے جس میں کتبہ کی پہلی میں ایک شیر کی شکل ہے۔

ریام کا ہیکل بھی یمن میں واقع تھا، اس سے پہلے مولر کی شہادت گز چکی ہو کہ ”ریام کے ہیکل میں چاند اور سورج کی صورتیں تھیں“ ہمدانی نے اسکو عرب کی قدیم مذہبی عمارتوں میں شمار کیا ہو، اور لکھا ہو کہ قبیلہ ہمدان کی آبادی میں واقع تھا، ابن اسحاق کا بیان ہو کہ اہل یمن اس ہیکل کی بڑی عزت کرتے تھے، اسپر بانیان چڑھاتے تھے، دوسری صدی ہجری تک اس عمارت پر قربانی کے خون کے نشانات موجود تھے، یہ نہیں معلوم کہ یہ ہیکل کس بت کا مسکن تھا، لیکن اکثر ائمہ لغت نے اسے ”رام“ سے مشتق کیا ہو، جس کے معنی ”شفقت اور مہربانی“ کو ہیں۔

حاصل نہیں کی، ششہ میں اہل فارس نے جشیون کو مین سے نکال دیا، اور ایک ایرانی حکومت وہاں قائم کر لی، اہل مین کے مذہبی سطح اس سیاسی جنبش سے بھی متاثر نہ ہوئی، اور اب وہ زمانہ آیا جبکہ خورشید اسلام نے مین میں طلوع کیا،

بنو ابراہیم یا شمالی عرب | حسب طرح جنوبی عرب اور بابل و عراق کے مذہبی خیالات میں اتحاد نظر آتا ہے، سطح شمالی عرب (حجاز، مدین، نجد) اور شام و فلسطین میں ایک متحد مذہبی تخیل قائم تھا، اور چونکہ نسلاً بھی انہیں اتحاد تھا، اسلئے مذہبی تخیل کا انہیں اتحاد کچھ عجیب نہیں، سلسلہ ابراہیمی کی عرب میں متعدد شاخیں آباد تھیں جنکے حالات اسی جلد میں تم اور تفصیل کے ساتھ پڑھائے ہو، یہ ذہن نشین رہے کہ یہ اس ابراہیم بت شکن کی اولاد تھی جس نے بابل کی ستارہ پرستی کا طلسم توڑ ڈالا تھا، اور آخر اس کفرستان سے ہجرت کر کے شام اور عرب کی سرزمین کو اپنے لئے منتخب کیا، ان کی اولاد میں بھیلی اور بڑھی اور بڑی بڑی قوم بن گئی، اس بنا پر یہودیون، عیسائیون اور مسلمانوں، تینوں کے نزدیک یہ مسلم ہونا چاہئے کہ بنو ابراہیم ابتداً موحد اور اپنے باپ کے دین پر تھے، اسی لئے قرآن مجید نے حضرت یعقوب کی زبانی کہا ہے،

اَمْ كُنْتُمْ شُرَكَاءَ اِذْ خَصَمْتُ يٰعَقُوْبَ اَلْمَوْتُ كِیَا تم موجود تھے جب یعقوب کو موت آئی اور جب انھوں نے اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا لَكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْ عِبَادَتِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اٰنَیْنِیوں سے پوچھا کہ میرے بعد تم کسکو پر جو گے؟ انھوں نے اَلِهٰكُ وَالْاٰلِهٰتِ اٰبَآئِكُمْ اَبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَی جواب میں کہا کہ ہم آپ کے خدا اور آپ کے آباؤ اجداد اِلٰهًا وَاَحَدًا وَاَحَدٌ لَّكُمْ مُّسْلِمُوْنَ ہ ابراہیم اسماعیل اور اسحاق کے خدا کو پرچین گے۔
(بقدر) ایک خدا کو، اور ہم اُسی کے فرمانبردار ہونگے،

لہذا یہ واقعات تفصیل ارض القرآن جلد اول میں گذر چکے ہیں،

وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ زَمَانًا مِنَ الْمَوْجُودِ وَالْأَنْعَامِ خَدَانِ جَوَہِیْیَ اُو رجا نو ر پیدائے ہین یہ کافر خدا کا ایک
نَصِیْبًا فَقَالُوا هَذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَذَا حِصَّةُ خَدَاكِ لِيَعْرِتَ ہین اور اپنے خیال کے مطابق کہتے
ہیں کہ: تو خدا کا ہے اور یہ ہمارے دیوتاؤں کا ہے،

معلوم ہوتا ہے کہ حضرموت میں یہ رسم بہت قدیم زمانہ سے جاری تھی، پلینی^{۶۷۹} جو
میں تھا، بیان کرتا ہے:

”باکے ایک حصہ کا نام حضرموت ہے، جس کا خاص شہر سا تھا ہے، اس شہر میں ساٹھ میل
ہیں، یہاں سے بخورات جمع کر کے ساٹھا مانے جاتے ہیں، اور اس وقت تک یہ ٹرید نہیں
کئے جاسکتے اور نہ کوئی غیر ملکی ان کو لے جاسکتا ہے، جب تک کاہن، ساٹھا کے دیوتاؤں کے
لئے دسواں حصہ نکال نہیں لیتا“

یہ جا بجا بیان کیا جا چکا ہے، کہ فارس اور روم کی باہمی معرکہ آرائیوں میں عرب
ایک متوسط کی حیثیت رکھتا تھا، شمالی عرب کے سرحدی عرب عیسائیت قبول کر کے رومیوں
کے سید کام آئے تھے، چنانچہ رومیوں نے خود بھی اور ان کے اشارہ سے عیسائی حبشیوں
نے بھی عرب میں تبلیغ مسیحیت کا بیڑا اٹھایا، چنانچہ ان کو بخران میں کامیابی ہوئی، اندرون
ملک میں یہود آباد تھے، خدا جانے کیا اسباب پیش آئے، کہ مین کے اکثر قبائل اور سلاطین
نے یہودی مذہب اختیار کر لیا، صرف عبد کلال حمیر میں عیسائی بادشاہ تھا، کتبات میں
بھی بجائے دیوتاؤں کے ناموں کے ”رحمن“ کا نام آپ مناجات قبل سلام عرب یہودیوں اور
عیسائیوں کیلئے مخصوص تھا، اہل حبشہ نے جو عیسائی تھے ۳۵۰ء میں مین فتح کیا، اور صنعا
میں ایک کلیسا تعمیر کیا جس کو عرب ”قلیس“ کہتے ہیں، تاہم وہاں عیسائیت نے قبولیت عام

ہتوں پر سونا اور چاندی نذر چڑھائی جاتی تھی، تو رات میں جن دیوتاؤں کے نام اُپن ان میں سب سے زیادہ بعل دیوتا کا تذکرہ ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان سامی قبائل میں اسکو سب سے زیادہ مقبولیت حاصل تھی، اسکے بعد شیمروت، مولک، شمس اور قمر اور منازل کو اکبے درجے تھے، آفتاب کے متعلق خیال تھا کہ یہ دیوتا ایک گاڑی پر سوار ہے اور روحانی گھوڑے اسکو شب و روز کھینچتے رہتے ہیں، اس بنا پر آفتاب کے نام سے جو سیکل بنتا تھا، سیمین گاڑی اور گھوڑے بھی بنا کر کھڑے کیے جاتے تھے، چنانچہ اس قسم کی ایک سنگی صورت بابل میں بچل کھود کر نکالی گئی ہے، ہیکلون کی چھتوں پر یوں سُلاگنی جاتی تھی تاکہ دیوتاؤں کی رضامندی کی خوشبو تمام آبادی میں پھیل جائے۔

اب ہم سلسلہ ابراہیمی کے ایک ایک خاندان کو جسکا ملک عرب میں آباد ہونا پہلے ثابت ہو چکا ہے، بیان کرتے ہیں،

دین | سلسلہ ابراہیمی میں، سب سے پہلے ہم نے مدین کو لیا ہے، قرآن مجید میں انکے متعلق صرف اسی قدر ہے کہ وہ خدا کو چھوڑ کر اور معبودوں کی پرستش کرتے تھے، حضرت شعیب ان سے کہتے ہیں :-

يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ، (عنکبوت) مرے بھائیو! خدا کو پوجو۔

يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ (اعراف) مرے بھائیو! اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں

۱۰۰ تثنیہ - ۲۵ - دفعۃ ۹ - ۲ - عد ۲۲ - ۲۵ - ۲ - لوک دوم ۲۱ - ۳ - ۲۳ - ۶ تاریخ دوم - ۲۳ - ۲ - قضاء ۲ - ۱۳

۱۰۱ لوک دوم ۲۱ - ۲۳ - ۶ - ۱۰۱ جبار ۱۸ - ۲۱ - ۱۹ - ۱

۱۰۲ لوک دوم ۲۳ - ۶ تاریخ دوم ۱۲ - ۵

۱۰۳ لوک دوم ۲۳ - ۱۱

۱۰۴ لوک دوم ۲۳ - ۵

پڑا مل جاتا اُس کو اٹھاتے اور اُس کو اپنے گھر کا دیوتا بنالیتے،
 قدیم تحریری شہادتوں کے روسے پہلے بابل کے کتبات میں ہم کو مستقیم
 میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ بنو قیدار اور انباط ہشتار یعنی زہرہ کو پوجتے تھے، انغور بنی پال
 شامینوی شاہان عرب شمالی کی مفتوحی کی داستان میں کہتا ہے:-

”عاد یہ ملک عرب، عم احدی شام قیدار میں مفتوح ہوئے اور گرفتار کر کے نینوی لائے گئے، اور
 ایک دوسرے شہزادہ یوتع بن بیرودا کے بھائی کو لے کر تباہ و برباد کیے گئے اور ان کے
 خیمے جلائے گئے اور ایک قیسر اسرارہ ابی یاتی کو مع اس کے ساتھیوں کے یعنی یوتع بن حنیل
 نامان شام انباط اور شہزادے پوجنے والوں کے شکست دی گئی“

ہیروڈوٹس ہشتار کے مین شہادت دیتا ہے کہ ”عرب دو دیوتاؤں کو پوجتے
 ہیں جن کے نام ”ایلات“ اور ”تل“ ہیں، ایلات تو صاف اللات ہی اور تل نہیں معلوم کیا کر
 صحابہ لر بن حباب بھر اسماعیلی قبائل کے بارہ سلسلوں میں صرف تین کی نسبت ہم کو کچھ حالات
 معلوم ہیں، قیدار (صحابہ الرس)، بنایوط (صحابہ بھر) اور قیدار (صحابہ لرس) کی ہی
 حالت کی قرآن نے کوئی تفصیل نہیں کی، صرف مجرم قوموں کی فہرست میں ان کا نام
 لیا ہے، تاریخ کے دوسرے ذرائع بھی اس ظلمت کے کور روشن نہیں کرتے، انباط یعنی صحابہ الحجر کی نسبت
 قرآن کہتا ہے:

وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ لُحْيٍ بِالْمُؤْمِنِينَ
 مجرد واللہ نے پیغمبر کو جھٹلایا

پہلی صدی عیسوی کے اوائل کا مورخ، سٹرابو جو اس قوم کا معاصر تھا، شہادت دیتا ہے کہ:

”نذہبایہ سب اللہ کے دیوتا آفتاب کی پوجا کرتے ہیں اور اس دیوتا کا ہیکل یا فریاد گاہ، مکانات کی

۱۷۰ تیرہ ہشام ذکر صنام العرب، ۱۷۱ ہشو، تیس مہتری آن دی درلڈ (تاریخ یورپین عالم)، جلد ۱ صفحہ ۱۷۱، ۱۷۲

حالت کی تفصیل نہیں کی ہو، اسلئے ہر شخص ہی قیاس کرے گا کہ ان کے مذہبی عقائد
 بدین، مواب اور عمون سے ملتے جلتے ہوں گے، یہ معلوم ہو چکا ہو کہ بدین بعل کی پرستش
 کرتے تھے، مواب کا دیوتا کموش^{۱۷} تھا، عمون مولک کو پوجتے تھے، مولک اور بعل تو
 قطعاً ایک ہی عبری کا مولک، عربی کا مالک، اور بعل کا ہم معنی ہے، بعل اور
 مولک دونوں کیلئے رسوم بھی ایک ہی قسم کے تھے، دونوں پر لوگ اپنی اولاد کی قربانی
 کرتے تھے،

بنو اودم یعنی حضرت ایوب کی امت | عرب کا تیسرا برا بھلا قبیلہ اودوم ہو اسی قبیلہ میں حضرت
ایوب مبعوث ہوئے تھے، قبیلہ اودوم کی مذہبی حالت سے قرآن نے کچھ تعرض نہیں
کیا ہو لیکن اس میں کسی پیغمبر کا مبعوث ہونا ہی اس بات کی شہادت ہو کہ کم از کم قبیلہ
کے کچھ افراد راہ راست پر نہ تھے، سفر ایوب سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قبیلہ میں سورج اور
چاند کی پوجا ہوتی تھی، عبادت کا طریقہ یہ تھا کہ لوگ سورج اور چاند کی طرف دیکھ کر اپنے
ہاتھ چوم لیتے تھے، یہ گویا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اگر ممکن ہوتا تو وہ خود ان کے
بوسہ دیتے،

بنوہما عیل | ہمارے ارباب روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسماعیل کے بعد انکی
ولادہ دون ابراہیمی پر قائم تھی ان میں رفتہ رفتہ بت پرستی کا شیوع سطح ہوا کہ خانہ کعبہ
جو پتھروں سے بنا تھا ان کے نزدیک مقدس تھا، جب وہاں سے کسی اور مقام پر چلنے
لگتے تو اسکا ایک پتھر تبرگ اٹھا لیتے، بعد کو خانہ کعبہ کا امتیاز بھی اٹھ گیا جو پتھر اچھا سا چکنا

اصحابِ کحجر کے کتبات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ انکے ہاں باقاعدہ کاہن ہوتا تھا جو لوگوں پر مذہبی جرمانہ کر سکتا تھا، قبرستان کا صحن، حرم کا حکم رکھتا تھا، دیکھتوں کے ضروری فکرون کا ترجمہ یہ ہے،

۱۔ ”یہ قبرستان مکرم نبت وائلہ نبت حرم اور اسکی لڑکی کلیبہ نے اپنے اور اپنی اولاد کیلئے طیبہ کے مہینہ بن حارث شاہ انباط محب قوم کے نوین سال جلوس میں ذوالشریٰ اور خریش اور لات، اور عمند اور منوت اور قیس اسپر لعنت کرینگے جو اس قبرستان کو بیچے گا، یا خریدے گا، یا بہن رکھے گا، یا اس میں سے کسی کی لاش نکالے گا، یا اسپین مکرم اور اسکی بیٹی اور اسکی اولاد کے علاوہ کوئی اور دفن ہوگا۔ جو اس وصیت کی مخالفت کرے، ذوالشریٰ ہبل اور منوت اسپر پانچ لعنتیں بھیجیں، اور کاہن اسپر جرمانہ کرے، جسکی مقدار ایک ہزار درہم حارثی ہو،... وہب اللات بن عبادہ نے اسکو بتایا“

۲۔ اس مقبرہ کو عائذ بن کہیل نے اپنے اور اپنی اولاد کے لئے بنایا... ذوالشریٰ منوت اور قیس اسپر لعنت کریں جو اسکو فردخت کرے یا خریدے یا بہن رکھے، یا دیدے، یا کرایہ پر لے یا اسپر کچھ اور نقش کر لے، یا مذکورہ بالا اشخاص کے علاوہ یہاں کسی اور کو دفن کرے، مقبرہ اور اسکی چاروں طرف کی زمین انباط کے اصول کے مطابق، حرم مقدس ہے، ہوکل، اسلام کی انسائیکلو پیڈیا میں لکھتا ہے، کہ اہل مین کی طرح انباط میں بھی چاند گھٹنے اور بڑھنے کی حالتیں دو تو ام دیوتا سمجھا جاتا تھا، اس کے الفاظ یہ ہیں، ”موخر الذکر (انباط) میں بھی ہم چاند کو دو تو ام دیوتا و زمین منقسم پاتے ہیں، یعنی

۱۵ ان دونوں کتبوں کا عکس مین نے نہیں دیکھا، برجی زیدان نے Cook کی کتاب
North Semitic Inscriptions Oxford ۱۹۰۳ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

چھتون پر بتاتے ہیں اور اسپر شراب چڑھاتے ہیں اور اندر ہر روز بخور جلاتے ہیں۔

اسٹرابون نے جو طریقہ پرستش بتایا ہے وہ دیگر طریقہ پرستش کے مطابق ہے جسکی تفصیل توراہ کی شہادتوں کے ساتھ ابھی اوپر گزر چکی ہے،

عجر کے نبطی کتبہ نمین جو عموماً بقرون کی بوسین ہیں، ان کے دیوتاؤں کے نام بھی ملتے ہیں مثلاً ذوالشری، لات، منوت، ہبل، قیش، عمی ند، خریش ان آخری دو ناموں کے علاوہ بقیہ اور دیوتاؤں کا نام اسلام تک عرب کے شمالی قبائل میں پوجے جاتے تھے ذوالشری اوس کا دیوتا تھا، لات ثقیف میں پجتا تھا، اور منوت یعنی منہا اوس خراج کا معبود تھا، قیش جو عربی میں قیس ہے گو اس نام کے بت کی تصریح ہیکو کمین نہیں ملی، لیکن عرب نامونین عبد القیس (قیس کا بندہ یا غلام) اور امر القیس (قیس کا آدمی) ہیکو ملتا ہے، اور چونکہ عرب اپنے نام دیوتاؤں کی نسبت رکھا کرتے تھے، اسلئے یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ عبد القیس کا قبیلہ جو گو عدنانی تھا، لیکن ایک مدت سے بحرین میں آباد تھا، وہ قیس کے پرستاروں میں ہوا امر القیس کا نام عرب کے مختلف قبائل میں نظر آتا ہے، چہرہ کو عدنانی النسل سلاطین میں ایک امر القیس تھا۔ کندہ کے آخری شاہزادہ اور عرب کے نامور شاعر امر القیس کا نام کون نہیں جانتا، مصر کے ایک ہمہ دان عیسائی مصنف کا بیان ہے کہ عربونین امر القیس کا نام، رومیون کے مرقس کا معرب ہے، لیکن ہیکو ہمیں معلوم کہ سامان آرائش و تمدن کے علاوہ عرب میں ناموں کا بھی قحط تھا۔ بنائی کتبات میں ان دیوتاؤں کے علاوہ اللہ کا نام بھی بحیثیت ایک معبود کے جز کے نظر آتا ہے،

۵۲ العرب قبل الاسلام جنی بیان

۱۲۲۸ صفحہ

۵۳ انسائیکلو پیڈیا آف ریجنس اینڈ ایٹھکس (اخلاق اور مذہب کی انسائیکلو پیڈیا) صفحہ ۶۶۸ ج ۱۔

ذکر بیت عقبہ) ایک شخص ان دیوتاؤں کے اہتمام و انتظام پر مقرر ہوتا تھا، ظہور اسلام کے وقت جو شخص اس عہدہ پر مامور تھا اسکا نام عمرو بن قیسؓ تھا، اوس و خزرج روایات عرب اور دیگر قیاسات عقلی کی بنا پر ازد و غسان کی شاخ تھے، اس بنا پر نہ ہی حیثیت سے بھی انہیں اتحاد پایا جاتا ہو، چنانچہ منادۃ گیر قبائل ازد و غسان کا معبود بھی تھا، اس کے علاوہ ان قبائل اور ان کی شاخوں میں اور بھی چند دیوتا تھے،

نام	مقام	پستار
۱۔ اُقیصر	حدود شام میں	قضاۃ، حکم، جذام، عالمہ، غطفان
۲۔ عالم	.	ازد و السراۃ
۳۔ فلس	جبس	طی
۴۔ ذوالشری	.	دوس، ازد
۵۔ ذوالکفین	.	دوس
۶۔ باجر	.	ازد
۷۔ ود	.	کلب بن دبرہ (شاخ قضاۃ)
۸۔ یغوث	.	انعم (شاخ طی)

ان قبائل میں ستارہ پرستی بھی تھی، ظم اور جذام ستارہ مشتری کو پوجتے تھے،

۱۔ سیرۃ ابن ہشام، ذکر منافقین مدینہ،

۲۔ ۴، ۲۱، کیلئے دیکھو معجم البلدان یا قوت زیر الفاظ اُقیصر، عالم، ذوالشری، ۳ اور ۴ کا حال صحیح بخاری کتاب النجاشی اور ابن سعد سریہ فلس و ذوالکفین میں پڑھو، ۶۔ قانونس میں یہ لفظ دیکھو، سیرت ابن ہشام مقدمہ۔

ذوالشری (پہاڑ کا دیوتا، شری اودوم کے پہاڑی مقام کا نام تھا) اور اسکا جوڑا خرنیش
 (خیریس عبرانی میں آفتاب کو کہتے ہیں، ذوالشری خصوصاً پیرامین پوجا جاتا تھا، ہبل اور
 اسکا جوڑا منوات تھا، اسکے بعد املدیی ایلات (خصوصاً عمتی ند، دیوی اور ایک دیوتا آخر
 عربی میں آخر؛ چمکتی پشانی والا) یہ اخیر لفظ غالباً ذوالشری کی ایک صفت کی طرح ہے، (لفظ عربی)
 اوس وخرج اور ہمنے مدنیہ کے قبائل اوس وخرج کو جبکا اسلام میں نام انصار ہو گئیں
 انکے ہم نسب قبائل انباط کی شاخ قرار دیا ہو، اس دعویٰ کا ایک مزید ثبوت یہ بھی ہو کہ ان
 دونوں کے بتوں اور دیوتاؤں کے نام ایک ہی ہیں، یا یہ کہو کہ ایک ہی دیوتاؤں کو دونوں
 پوجتے تھے ان میں سے انکی مخصوص دیوی منات تھی، جسکو انباط منوت کہتے تھے، اس
 دیوی کی مورت مثل میں قدید کے پاس ساحل بحر احمر کے قریب نصب تھی، حج میں احرام
 اتارنے کی رسم اوس وخرج یہیں ادا کیا کرتے تھے یا قوت نے عجم میں لکھا ہو کہ منات ایک چھر
 کی چٹان تھی، شاہان غسان اُسکے نام سے نذرانے بھیجتے تھے، اور ازد کے رؤساء اس کے
 پجاری تھے، اور اسکا اہتمام و انتظام انھیں کے ہاتھ میں تھا، اسکو قربانیاں دی جاتی تھیں،
 اوس وخرج میں امر قیس (قیس کا آدمی) کا نام متعدد دفعہ ملتا ہو، کیا اس سے یہ استدلال
 کیا جاسکتا ہو کہ قیس بھی ان کے معبودوں میں داخل تھا؟ عبداللہ اور اوسل اللہ
 بھی انکی زبان سے سنتے ہیں،

لوگوں کے گھر میں دیوتاؤں کی مورتیں رہتی تھیں، منات کی مورت لکڑی کی ترشی
 ہوئی اتنی بڑی تھیں کہ ایک گھر میں تھی کہ چند آدمی ملکر اسکو اٹھاتے تھے (ابن ہشام)

۱۵ صحیح بخاری، طوات صفاد مرہ، زرقانی و ابن سعد ذکر ہم منات ابن اسحاق مقدمہ،
 ۱۶ سیرۃ ابن ہشام ذکر بیعت عقبہ، ۱۷ سیرۃ ابن ہشام بیعت عقبہ ذکر ہجرت

نام	مقام	پستار
مُوع	دو مہاجندل	قبیلہ ذیل
سعد	ساحل جدہ	بنی مکران بن خزیمہ بن مضر
آساف	مکہ	.
نائلہ	مکہ	.
رضاء		بنی ربیعہ بن کعب
ذوالعبات	سداد (حدود عراق)	قبیلہ ایاد
جبار	عکاظ	ہوازن
مُناف	.	قریش
اُوال	.	بکر و تغلب
مُحرق	.	بکر و ربیعہ
یلیل	طائف	ثقیف
ذوالخلصہ	تبالہ	نخشم و بحیلہ
سُعیر	.	عنقرہ
فراص	.	سعد العشرہ

بعض قبائل ستارہ پرست تھے، قیس جو عدنانی قبائل میں بہت بڑا قبیلہ تھا،

شعریٰ پوجتا تھا، قبیلہ کنانہ چاند کا پرستار تھا، اس کا قبیلہ عطار دکی پرستش کرتا تھا، یسہم ستارہ وبران پوجتے تھے، قریش اور ان کے دیگر ہم نسب قبائل جس ہل کو

اور طی سبیل کے پرستار تھے، اس لیے ممکن ہو کہ فلس کا ہیکل سبیل ہی کے نام سے بنایا گیا ہو، اور اقصیٰ مشتری سے عبارت ہو،

بنو قیدار یعنی عدنانی قبائل بنو قیدار کے قدیم مذہبی تخیلات کی نسبت مجمل اشارہ اوپر

گزر چکا، اس قدر مسلم ہو کہ ابتداء ایہ اپنے باپ دادا حضرت اسماعیل اور ابراہیم کے مذہب پر تھے، خانہ کعبہ کا رسم ابراہیمی کے مطابق ہی کیا کرتے تھے، رفتہ رفتہ مسئلہ حج کی غلط فہمی سے ان میں سنگ پرستی کا آغاز ہوا، صحیح روایات سے ثابت ہو کہ مکہ اور حجاز میں بت پرستی کا بانی ایک شخص عمرو بن لُحی ہو، اسکے ملک شام سے تعلقات تھے۔ اور وہیں سے بت لالا کر اس نے خانہ کعبہ اور اطراف مکہ میں پھیلا دیئے تھے، اس روایت کی موجودہ تحقیقات سے بھی تائید ہوتی ہو، بول اسلام کی انسانی کلونیڈیا میں لکھتا ہو:

”شمالی مغربی عرب میں مکہ سے پڑا رقیم، بلکہ اُس سے آگے صحرائے شام (تدمر) اور حوران

تک ایک ہی تخیل کیسے پھیلنے اور بعض نئے ناموں کو ساتھ پھیلا تھا (ج ۱ صفحہ ۳۸۰)

عدنانی قبائل کا سب سے بڑا بت دیوتا، سبیل تھا جو خاص خانہ کعبہ میں نصب تھا، لاسٹ کا ہیکل شمر طائف میں تھا، مکہ سے چند میل دور مقام نخلہ عزیمی نام ایک دیوی کا سنس تھا، عدنانی قبائل کے یہ تین سب سے بڑے دیوتا تھے، ان پر چڑھائے چڑھائے جاتے تھے، قربانیان ہوتی تھیں ان کی نذرین مانی جاتی تھیں، لوگ انکے جاترے کو آتے تھے، ان کے علاوہ مختلف قبائل کے کچھ مقامی دیوتا تھے، جن کے نام یہ ہیں،

۱۔ بلقات الام ابن صاعد انس، صفحہ ۳۳، بیروت ۲۔ اخبار مکہ از رقی و سیرۃ ابن ہشام، مقدمہ،

۳۔ صحیح بخاری ابن ہشام، ۴۔ ابن ہشام،

پہلے کو چھوڑ کر اسکے آگے سر جھکا دیتے تھے، اگر بد قسمتی سے کوئی پتھر ہاتھ نہ آتا تو مٹی کا گول پنڈا بنا کر بکری کا دودھ اُسپر ڈالتے تھے، اور پھر وہ دیوتا بن جاتا تھا، عرب میں ایک قبیلہ تھا جس نے آٹے کی مورت بنا کر اسکی پرستش شروع کر دی تھی،

ان پتھر اور مٹی کی مورتوں کے علاوہ، بھوت پریت پر بھی اُنکا اعتقاد تھا، اُنکو خدا سمجھ کر، یا خدا کا مقرب سمجھ کر پوجتے تھے، عرب میں ایسے لوگ بھی موجود تھے، جو ایک خدائے عظم کے قائل تھے، لیکن اسکے ساتھ وہ جنون کو اور فرشتوں کو بھی اسیلئے پوجتے تھے کہ ان کو وہ خدا کا مقرب اور اپنا سفارشی سمجھتے تھے، اور کہتے تھے کہ یہ خدا کی بیٹیاں ہیں،

خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بت تھے، یہ کل پتھر کی مورتیں نہ تھیں کہ اتنی تعداد تو کعبہ کی وسعت میں سما بھی نہیں سکتی تھی، بلکہ ان میں ایک خاصی تعداد رنگین تصاویر کی تھی، دیواروں پر بزرگوں اور دیوتاؤں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں، معلوم ایسا ہوگا کہ چونکہ کعبہ تمام عرب کا مرکز تھا، اسیلئے ہر فرقہ کے معبود، اور بزرگان دین کا اس گھر میں جمع تھا، چنانچہ بتوں کو چھوڑ کر خانہ کعبہ کی دیواروں پر حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسمعیلؑ، حضرت مسیحؑ اور حضرت مریمؑ کی تصویریں تھیں، اس سے کعبہ کی یہودیوں، اسماعیلی عربوں اور عیسائیوں کے لئے بھی مرجع القلوب بننے کا دعویٰ سمجھا جاسکتا ہے، بعض ارباب فکر نے کعبہ کے ۳۶۰ بتوں کی تشریح یہ کی ہو کہ سال کے ہر دن کے لئے ایک نیابت تھا، سال کے ۳۶۰ دنوں کی تقریبی مدت کیلئے ۳۶۰ بت تھے، لیکن حارے نزدیک یہ تشریح اسیلئے صحیح نہیں کہ یہ تمام اصنام ایک قوم یا قبیلہ کے معبود نہ تھے، بلکہ

پوچتے تھے، ہمارے قدیم علمائے لغت تو کچھ نہیں بتاتے مگر حسب تحقیقات موجودہ وہ درحقیقت ستارہٴ زحل تھا،

چند اور بتوں کے نام | لغت کی کتابوں میں متعدد ایسے بتوں کے نام ملتے ہیں جنکی نسبت یہ تفصیل نہیں معلوم کہ یکس قبیلہ کے معبود تھے، اور عرب کے کس بتخانہ میں انکی پرستش ہوتی تھی، مثلاً کُستہ، جُہنہ، جُریش، شارق، عوف، بختہ یہ نام علامہ فیروز آبادی کی قاموس سے انقاط کیے گئے ہیں، عرب میں ایک اور بت تھا جس کو دُوار کہتے تھے، عورتیں اور نوجوان لڑکیاں اسکی چاروں طرف طواف کرتی تھیں، چنانچہ امر القیس کہتا ہے:

فَعَنَّا لِنَسْرِبْ كَانْ نَعَا جِهْ عَدَارْ دَوَادْ فِیْ مَلَاءْ مَذِیْلْ

ہمارے سامنے ہرگز نہ لگے آجاسکی بنان، "دوار" کی ناکتھا لڑکیاں معلوم ہوتی تھیں جو بڑے بڑے دن کی چارین اور بچوں

گذشتہ صفحات میں جن بتوں اور دیوتاؤں کے نام لکھے گئے ہیں، گو وہ بہت تفحص اور تلاش سے جمع کیے گئے ہیں، تاہم انکی اصلی تعداد کا احاطہ نہیں ہو سکتا، بخاری میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر جب آنحضرت صلعم خانہ کعبہ میں داخل ہوئے ہیں، تو اسوقت خلیل بت شکن کا معبد ۳۶۰ بتوں مسکن تھا، یہ خانہ کعبہ کے اندر کے بتوں کی تعداد ہے، اسکے علاوہ ملک کے گوشہ گوشہ میں جو بت بچ رہے تھے، انکی کثرت کا اندازہ اسی سے کیا جاسکتا ہے، قاعدے کے مطابق خاص بنائے ہوئے بتوں کے علاوہ عربوں کی جہالت کا یہ عالم تھا کہ راستہ چلتے چلتے جو اچھا سا پتھر بھی اُنکو مل جاتا، اُسکو دیوتا بنا لیتے تھے، اگر کبھی اُس سے اچھا پتھر مل گیا تو

۱۔ صحیح بخاری، فتح مکہ

پھیلے تھے عیسائی تھے، حیرہ کے عرب بادشاہوں نے گو مستقل طور سے عیسائیت قبول نہیں کی تاہم اس بنا پر کہ ان کے حرم میں عیسائی عورتیں تھیں، انہیں متعدد بادشاہ عیسائی ہو گئے تھے، حیرہ میں انھیں عورتوں نے دیر اور کلب بنوائے تھے، یہاں راہب لوگ بہت تھے، اور ان کے ذریعہ سے یہاں نوشت و خواند کا کسب و کار رونما تھا، چنانچہ سلاطین حیرہ کے حالات انھیں دیرون میں مورخین اسلام نے قلمبند پائے تھے،

اندر و ان عرب میں بھی عیسائیت کے نشانات ملتے ہیں طے کا قبیلہ چونجد کے قریب آباد تھا، عیسائی تھا، قبیلہ قریش کے خاندان بنی اسد میں چند آدمی عیسائی ہو گئے تھے، جن میں ورقہ بن نوفل کا نام تو احادیث صحاح میں مذکور ہے، عثمان بن حویرث بھی اس خاندان کے ایک عیسائی تھے، اوس دختر بچ میں بھی ایک دو آدمی عیسائی تھے، جنوبی عرب میں بخران ایک مقام ہے، وہاں تمام لوگ عیسائی تھے، وہاں کلیسے بھی تھے، جس میں راہب رہا کرتے تھے، خاص میں کے اندر باوجود اسکے کہ عیسائی حبشیوں نے ۴۰۰-۵۰۰ برس حکومت کی، عیسائیت فروغ نہ پاسکی، تمام سلاطین میں میں عبد کلال نام ایک بادشاہ صرف عیسائی تھا،

لیکن بجائے اسکے یہودیت نے یہاں بڑا بڑا بار پیدا کیا، حمیر یہودی تھے، بنی کنانہ، بنی الحارث بن کعب اور کندہ میں بھی یہودیت تھی، یثرب سے شام تک عرب کے اکثر سرسبز مقامات یہودیوں کے قبضہ میں تھے، بنو قریظہ، بنو قنیقاع، اہل خیبر تمام کو تمام یہودی تھے، یثرب یعنی مدینہ منورہ میں یہودیوں کی آبادی تھی، یہاں انکا ایک بیت المقدس تھا، جہاں علمائے یہود اپنی مذہبی کتابیں عربی زبان

۱۰ یہ تمام بیانات مذکورہ معارف ابن قتیبہ، در معتمدی جلد اول ص ۹۰ سے ماخوذ ہیں

جُدا جُدا قوموں اور جُدا جُدا قبیلوں کے تھے، اور وہ ایک کعبہ میں اسلئے جمع کر دیے گئے تھے کہ تمام عرب کی مرجعیت اسکے بغیر قائم نہیں رہ سکتی تھی،

عرب میں دیگر مذاہب کا وجود اہل بت پرستی کے علاوہ عرب میں بعض اور مذاہب بھی موجود تھے، بلکہ

انہیں ایسے لوگ بھی تھے جو متحد اور بے دین تھے عربوں میں قیامت اور دوبارہ زندگی سے انکار کف خیال

عام طور سے پایا جاتا ہے، عام مذاہب میں سے چار مذہبوں کا وجود عرب میں غیر

مشکوٰۃ طریقہ سے تھا، صابئیت، مجوسیت، یہودیت اور عیسائیت صابئیت یعنی

ستارہ پرستی زیادہ تر اہل مین نظر آتی ہے، اور کسی قدر شمالی عرب میں بھی اُس کا

سُراغ ملتا ہے، اور یہ نہایت قدیم زمانہ سے عرب میں موجود معلوم ہوتا ہے مجوسیت

نے عرب پر بہت کم اثر ڈالا تھا، حالانکہ سیاسی حیثیت سے آخر زمانہ میں اہل ایران

میں، عمان اور دیگر ساحلی مقامات پر قابض تھے، کیتباد کے عہد میں امرالقیس کے

باپ حجر آکل المرار شاہ کندہ نے مجوسیت اسلئے اختیار کر لی تھی کہ شاہ ایران کا وہ ملک

عرب میں نائب بن سکے، اسکے علاوہ اور بھی خال خال مجوسی تھے، قبیلہ تمیم میں زرارہ

بن عدس، اور اُسکا بیٹا حاجب، اور اقرع بن حابس، اور اسود بھی اسی مذہب کے

پیرو تھے،

عیسائیت شام کا شاہی مذہب تھا، اسی لئے شمالی عرب کے وہ قبائل

جو حدود شام میں جا کر آباد ہو گئے تھے، انھوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا،

چنانچہ حم، جذام، عالمہ مذحج، بہراء، سلیم وغیرہ قبائل میں عیسائیت عام تھی، حدود

شام کے عرب روساء، جنکو غسان کہتے ہیں عیسائی تھے، حدود شام سے بڑھ کر عیسائی

کی تبلیغ حدود عراق تک پہنچ چکی تھی، تغلب اور تنوخ کے قبیلے جو عراق کی سمت میں

قرآن مجید

اور

مذہبِ عرب قبلِ اسلام

گذشتہ صفحات میں عرب کے مذاہب کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے، اُس سے ظاہر ہو گا کہ اسلام کو آغازِ نبوت میں کسی ایک سے نہیں بلکہ سیکڑوں مذاہب اور مختلف الاصول عقاید سے برسرِ پیکار ہونا پڑا، یہ پڑھ چکے ہو کہ عرب، اختلافِ عقاید اور کثرتِ مذاہب کی بنا پر گویا کائناتِ مذہبی کا عالمِ اصغر تھا، اور تعجب نہیں کہ قرآن کے نزول کے لیے عرب کی سرزمین کا انتخاب منجملہ اور وجوہ کے ایک اس بنا پر بھی ہو کہ یہاں بحث و مناظرہ کے لیے اُس کو ہر قسم کے مخاطب اور ہر مذہب کے کویل بلجائیں گے،

۱۔ مذہب کی ابتدائی تاریخ کا منظر یعنی ”اعانہ پرستی“ عرب میں موجود تھی۔ صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ ”عرب کے مشہور بت لات، وڈ، یغوث وغیرہ پہلے زمانہ کے بزرگوں کے نام ہیں، بعد میں اہل عرب انکی صورتیں بنا کر پوجنے لگے“ قرآن مجید ذیل کی آیت پاک میں اسی مذہب کی تردید کرتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ خَلَقُوا مِنْ نَفْسِهِمْ
أَمْ تَأْتِيهِمْ السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا آتِي
”مخلوق“ ہیں۔ (اعراف)

إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي
”یعنی ہر اُس شے کی پرستش جو انسان کی نظر میں بڑی معلوم ہو۔“

میں ترجمہ کر کے سامعین کو سنایا کرتے تھے، شرب میں یہودیوں کے مذہبی تقدس کا اتنا اثر تھا کہ اوس خراج کے قبیلوں میں لوگ نذرمانتے تھے کہ بچہ اگر زندہ رہا تو شکوہ یہودی بنائیں گے،

پروفیسر ڈوزی جو عربی کا بہت بڑا عالم جرمنی میں گذرا ہو، اُسے ”مکہ میں بنی اسرائیل“ کے عنوان سے ایک رسالہ لکھا ہو، جس میں یہ ثابت کیا ہو کہ بنی اسرائیل شام سے بھاگ کر حجاز کے شہر میں آکر آباد ہو گئے تھے، اور کعبہ انھیں کا بنایا ہوا معبد ہو جسکو انھوں نے بتعل (بعل) دیوتا کے نام سے جس کو وہ اکثر گمراہی کے زمانہ میں پوجا کرتے تھے، تعمیر کیا تھا، عربوں میں اسی دیوتا کا نام ہبل مشہور تھا، اور جو محمد کے زمانہ تک خانہ کعبہ میں نصب تھا،

پروفیسر موصوف کے اس نظریہ نے گوجرمنی کے اکثر یہودی علماء میں بفرخندگی پیدا کر دی، لیکن ہم مسلمانوں کا جہان تک تعلق ہو، اس رے میں صرف جزئی تریم چاہتے ہیں، مکہ میں بنی اسرائیل نہیں، بلکہ اسرائیل کے عمزاد بھانی بنی اسماعیل آکر آباد ہوئے تھے، اس گھر کو بنی اسرائیل نے نہیں بلکہ اُنکے دادا ابراہیم نے تعمیر کیا تھا، وہ ”ہبل“ کے نام سے نہیں بلکہ ”خدائے عزوجل“ کے نام سے بنایا گیا تھا،

— ۳۰۰ —

۱۔ صحیح بخاری ۲۔ ابوداؤد
۳۔ ڈوزی کی تاریخ مسلمانانِ سپین کا مقدمہ ترجمہ انگریزی

وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ
جَمِيعًا مِنْهُ، جاثیہ
طرف سے اُسے تمہارے قابو میں کر دیا۔

هُوَ الَّذِي يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ وَيُسَبِّحُ الرَّحْمٰنُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلٰئِكَةُ دُكَّاهُنَّ فِيهَا وَرُوحُ الْقُدُسِ فِيهَا يُحَيِّوْنَ الْأَمْواتِ وَأُولٰٓئِكَ اسْمُهُمْ فِي الْاَكْثَرِ
مِنْ خِيفَتِهِمْ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقُ فَيُصِيبُ بِهَا مَن يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ وَهُوَ شَدِيدُ الْحُكْمِ
الْمَعَالِ رعد
چاہتا ہے اسکو گرد دیتا ہے کیا یہ کافر خدا کی بابت جھگڑا کرتے ہیں حالانکہ

اس کے ہم معنی قرآن مجید میں اور بت سی آیتیں ملین گی۔

۳۔ تیسرا درجہ ”ستارہ پرستی“ کا ہے، جس میں چاند اور سورج کو اپنی عظمت کے لحاظ سے خاص اہمیت حاصل ہے، حضرت ابراہیم کے قصہ میں ستارہ پرستی کی نہایت روشن دلائل کے ساتھ تردید کی گئی ہے، اسکی مزید تفصیل صائبیت کے ذکر میں آئیگی۔
مخصوص ستاروں کی پرستش کے متعلق اوپر گزر چکا ہے کہ مشہور قبیلہ قیس
ستارہ شمری کا پرستار تھا، قرآن نے کہا:

وَافْتَرَبُ الشُّعْرٰى، اور یہی خدا شمری کا مالک ہے۔

قبیلہ کنانہ چاند کو اور حمیر آفتاب کو پوجتے تھے، قرآن مجید ان کو خطاب کے

کتاب ہے:

لَا تَسْجُدْ لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ آفتاب و ماہتاب کو سجدہ نہ کرو،

قوم سبا کے متعلق معلوم ہو چکا ہے کہ وہ آفتاب کو پوجتے تھے قرآن ایک بے زبان
لیکن گویا پرندہ کی زبانی انکو الزام دیتا ہے:

”غلام“ بنکر آئیوالی ہے۔

الرَّحْمَنِ عَبْدًا، (مریم)

قرآن مجید نے جا بجا کائنات کی ہستیوں کو خدا کا مخلوق بیان کیا ہے، اس سے

مقصود یہی ہے کہ یہ چیزیں لایق پرستش نہیں ہیں، اوپر گزر چکا ہے کہ انسان پہلے گھنے درخت اونچے پہاڑ، میب جانور، روشن چاند اور چکنے والے سوچ اور ستاروں کی پرستش کرتا تھا، کیونکہ یہ چیزیں اُسکو بُری اور اپنی ہستی اُنکے آگے حقیر نظر آتی تھی، قرآن نے اس کی تردید کی۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كَمَا نَحْنُ دِكْهَتے کہ آسمان وزمین میں جو بھی ہے
وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ اور سوچ چاند ستارے، پہاڑ، درخت اور جانور
وَالْأَنْبِيَاءُ ج سب خدا کے آگے سر جھکاے ہیں۔

۲۔ اسکے بعد ”توئی پرتی“ کا درجہ ہے **قرآن مجید** میں بیسیوں مقام پر تو اسے
فطریہ کو خدا کا مخلوق اور اُس کے حکم سے انسان کا تابع فرمان بیان کیا ہے اس کا صریح
مطلب یہ ہے کہ جو چیزیں خود انسانوں کے لیے بنائی گئی ہیں، انسان کا اُن کو اپنا
معبود ٹھہرانا انتہائی حماقت ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَخَرِّجُ لَكُمْ مِمَّا فِي الْأَرْضِ خُشْکِی کہ اللہ نے خشکی میں جو کچھ ہے،
الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ اور کشتیاں جو تری میں چلتی ہیں اُنکو تھارے تابع
أَنْ تَقْعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ، ج فرمان کر دیا یہی آسمانوں کو رکھے کہ زمین نہ پڑے لیکن اُس کا حکم
وَهُوَ الَّذِي يَخْرِجُ الْبَحْرَ غُلًّا اور اُسی نے سمندر کو مسخر کیا، غل

اللَّهُ الَّذِي يَخْرِجُ لَكُمْ الْبَحْرَ لَتَجْرِي فِي الْفُلْکِ فِیْہِ وہ اللہ جسے سمندر کو تھارے تابع کر دیا تاکہ اُس میں اُسکے
بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ حکم سے جہاز چلیں اور خدا کی روزی ڈھونڈھو اور شکر

نہیں ہے، اس لیے قرآن کا یہ دعوے سراسر خلاف واقع ہے، اس اعتراض کا سرسری جواب تو جیسا بیضاوی نے لکھا ہے یہ ہے کہ قرآن نے اپنی یہ آواز مدینہ میں یہودیوں کے مجمع کے اندر بلند کی، اور کہیں سے اسکی تکذیب اور خلاف واقعیت کی صدا نہ اٹھی، اس سے یہ معلوم ہوا کہ عرب کے یہودیوں میں یہ اعتقاد موجود تھا، ابن جریر طبری نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ مدینہ میں اس اعتقاد کے چند لوگ موجود تھے ابن حزم نے مل میں لکھا ہے کہ یہودیوں کا صدیقی فرقہ جو مین میں تھا اُسی کا یہ عقیدہ تھا،

میرے نزدیک اصل یہ ہے کہ یہودیوں میں انبیت کا تخیل نہایت قدیم ہے
تکوین کے چھٹے باب میں ہے کہ:

”خدا کے بیٹوں نے دیکھا کہ انسان کی بیڈیاں خوبصورت ہیں“

”ابن اللہ کے معنی عبرانیوں کے محاورہ میں خدا کے محبوب اور پیارے کے تھے،

اسی لیے مسلمانوں کے مقابلہ میں عرب کے یہودیوں اور عیسائیوں کا دعویٰ تھا۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَةُ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ
ہم خدا کے مندرزند ہیں، اور اُس کے

وَأَحِبَّاؤُكَ (مائدہ)
چاہتے ہیں۔

ایسی حالت میں یہود عرب اگر عیسائیوں کے مقابلہ میں اُنکا غرور توڑنے کے لیے
حضرت عزیر کو حضرت عیسیٰ کا مائل اور ہمسر قرار دیتے ہوں تو کیا عجب ہے۔ قرآن
نے بھی اسی موقع پر یہودیوں کے اس قول کو نقل کیا ہے، چنانچہ پوری
آیت یہ ہے:

يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ، نمل خدا کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں۔

عرب کے مستند مذاہب | قرآن مجید کے نزول کے وقت عرب میں جو مستند مذاہب رائج تھے، وہ حسب ذیل تھے، یہودیت، نصاریت، مجوسیت، صائبیت، حنیت، حقیقت کے علاوہ اور مذاہب کو متعدد دفعہ قرآن نے یکجا بیان کیا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ (مسلمان) جو یہودی بنے ہیں
وَالصَّابِئِينَ، بقرہ اور نصیری اور صائبی،

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ جو ایمان لائے ہیں جو یہودی بنے ہیں، اور
وَالنَّصَارَىٰ، مائدہ صائبی اور نصاری۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ جو ایمان لائے ہیں جو یہودی بنے ہیں اور صائبی
وَالنَّصَارَىٰ وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا اور نصاری اور مجوس اور جو مشرک
، حج، ہیں۔

اب ہم بہ ترتیب ایک ایک مذہب کو لیکر بیان کرتے ہیں۔
یہودیت | یہ تو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ یہودیت عرب کے کن قبائل میں تھی؟ یہاں یہ سوال ہے کہ کیا عرب کے یہودی دوسرے ملکوں کے یہودیوں سے کچھ الگ اعتقاد رکھتے تھے؟ قرآن مجید نے عرب کے یہودیوں کے ذمہ اخلاق کو تو کھول کھول کر بیان کیا ہے، لیکن ان کے اعتقادات پر کوئی خاص حملہ نہیں کیا، صرف ایک موقع پر یہ آیت ہے۔
وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ (توبہ) یہود نے کہا کہ عزیر خدا کے بیٹے ہیں۔

عزیر سے مراد عزرا کا ہن ہیں جنھوں نے توراہ کو اپنے اعجاز سے دوبارہ زندہ کیا۔ معترضین اسلام کا بیان ہے کہ یہودیوں میں عزیر کی اہمیت کا کوئی عقیدہ

يَا هَلْ الْكِتَابِ لَا تَعْلَمُوا فِي رِسَالَتِكُمْ وَلَا تَعْلَمُوا عَالِي ۱۰ اے اہل کتاب! پوچھنا میں نے اعتدال سوا کے نہ بڑھوا اور خدا
اللہ غَیْرِ الْحَقِّ اِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَىٰ ابْنُ مَرْيَمَ کی نسبت حق بات کو سوا کچھ اور منہ سے نہ نکالو، مریم کو بیٹے
رَسُولُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ اُنْفِثَتْ اِلَىٰ مَرْيَمَ عِيسَىٰ مَسِيحُ صَرْفِ خُدا کے بول تھے اور اس کے حکم جو مریم تک
وَرُوحٌ مِنْهُ فَاَمِنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا بِنِجَالِیْہَا اور اس کی طرف سے ایک بھیجی ہوئی روح تھی پس
ثَلَاثَةً، اِنْتَهُوَ اَحَدُ الْكَلِمَاتِ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَاحِدٌ خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین (خدا) نہ کہو اس
سُبْحٰنَہٗ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ وَلَدٌ، (نساء) باز اویسی تمہاری بہتر و خلاق ایک خدا اور اس پاک کے سوا کوئی رکھا ہو

دوسری آیت:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيحُ ۱۱ وہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ یہی مسیح ابن مریم خدا
ابْنُ مَرْيَمَ، (مائدہ) ہیں۔

تیسری آیت:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا اِنَّ اللّٰهَ ثَلَاثٌ ۱۲ وہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ خدا تین میں کا تیسرا ہے
وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اِلٰهٌ وَاحِدٌ، (مائدہ) حالانکہ ایک خدا کے سوا کوئی اور خدا نہیں۔

چوتھی آیت:

يَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اَنْتَ قُلْتُ لِلنَّاسِ ۱۳ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! کیا تم نے لوگوں سے
اَتَّخَذْتُ وِلْدَانًا مُّثْلَ الْهٰٓئِلِیْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ، کہا کہ خدا کے سوا مجھ کو اور میری ماں کو بھی
(مائدہ) دو خدا مانو،

ہمارے ملک کے عیسائی اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن نے ہم عیسائیوں کی طرف
مختلف قسم کے عقائد منسوب کیے ہیں جو ہمارے نہیں مثلاً حضرت مریم کو خدا سمجھنا، اور
لہٰذا یہ آیت اسی سورہ میں دو دفعہ ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ دُعَاؤُكُمْ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصْرَىٰ يَهُودُ نَعْنِي كَمَا عَزَّرَ خُدا كَا بِيَا هِي، ادر نصری نے کہا
 الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ سِخْ خُدا كَا بِيَا هِي۔ یہ اُن کا صرف زبانی دعوے
 يَصَاهُتُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ (توبہ) ہو۔ یہ اگلے کافروں کی بات کی نقل اتارتے ہیں۔
 آیت بالا کے اخیر حصہ کے مطلب بیان کرنے میں ہمارے مفسر مضطرب
 البیان ہیں کہ انیت کے مسئلہ میں یہ کس اگلی قوم کے عقیدہ کی نقل اتارتے ہیں حقیقت
 یہ تخیل تمام بت پرست قوموں کی میتھا لوجی کا جزو رہا ہے۔ لیکن خصوصیت کے ساتھ
 عیسائیوں نے جس قوم سے اس عقیدہ کو حاصل کیا وہ اہل مصر ہیں، اور یہودی فرقہ نے
 عیسائیوں کی دیکھا دیکھی یہ کلمہ منہ سے نکالا۔

عیسائیت | عرب میں عیسائیوں کا کوئٹہ آباد تھا، خود عرب میں تو عیسائی حضرت
 عمر فاروقؓ کے زمانہ سے ناپید ہیں۔ اس لیے عیسائیوں کا ہر فرقہ مدعی ہے کہ وہ ہمارا
 ہم مذہب تھے، ابو الفرج ملطی جو چھٹی صدی میں ایک یعقوبی العقیدہ عرب عیسائی مورخ
 تھا، بو ثوق تمام کہتا ہے کہ عرب تمام تر یعقوبی (جا کو بائیٹ) تھے، اسکی تاریخ کا عیسائی
 محشی جو بیروت کا ایک مشہور کیتھولک فاضل ہے دعویٰ کرتا ہے کہ نہیں وہ کیتھولک
 تھے، کیونکہ کیتھولک رومیوں کے ساتھ انکے تعلقات تھے، ڈیرسپر کا منشا معلوم ہوتا ہی
 کہ وہ نسطوری تھے، ہیکو حافظ کا فیصلہ پسند ہے۔ ۶

بیا کاین داویر ہارا بہ پیش داورا اندازیم
 خدا کی کتاب یعنی قرآن مجید میں عیسائیوں کے عقیدوں کی چار مقام
 پر تردید کی گئی ہے،

۱۷ تاریخ مختصر الدول ملطی مطبوعہ بیروت، صفحہ ۱۴۸، ۱۴۹ معرکہ مذہب و سائنس،

نے لکھا ہے کہ ان میں برابرانی مسرتہ تھا جو سیح اور مرجم دونوں کو خدا سمجھتا تھا۔
روح القدس کو عیسائیت کے اکثر فرقے حضرت عیسیٰ کے ساتھ الوہیت کا تیسرا
اقنوم سمجھتے ہیں مسلمانوں کے اعتقاد کے مطابق روح القدس فرشتہ کا نام ہے
اسی لیے قرآن نے کہا:

وَلَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَدْبَابًا ۚ إِنَّكُمْ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (نور)
اِیامُرُكُمْ بِالْكَفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ (بقرة)
اس تفصیل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ملک عرب میں کن کن فرقوں کے عیسائی
آباد تھے،

خدا جانے کن اسباب عربوں کو حضرت عیسیٰ سے محبت نہ تھی اور اسی لیے وہ
اسلام سے بھڑکتے تھے، وہ کہتے تھے کہ عیسائیوں کے خدا کا بیٹا ہمارے دیوتاؤں
سے کس بات میں اچھا ہے:

وَإِذَا ضَرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ وَقَالُوا آلُ هَارُونَ أَكْثَرُ ۚ أَمْ هُوَ سِوَا سِوَا هَارُونَ ۚ كَذَّبَ هَارُونَ وَتُوبَ ۚ أَمْ هُوَ سِوَا سِوَا هَارُونَ ۚ كَذَّبَ هَارُونَ وَتُوبَ ۚ أَمْ هُوَ سِوَا سِوَا هَارُونَ ۚ كَذَّبَ هَارُونَ وَتُوبَ ۚ
(ذخرف)

اس آیت سے عیسائیوں کے اس دعویٰ کی بنیاد کھولی ہو جاتی ہے کہ اسلام
سے پہلے عرب میں عیسائیت کو بڑا فروغ اور قبول عام حاصل تھا،

جوہیت مجوسیت، ایران کا قدیم مذہب جس کا بانی زرتشت بتایا جاتا ہے زرتشتی مذہب
کو مجوس نہیں کہتے، عربی میں مجوس کا لفظ یونانی سے آیا ہے، یونانی انگریزی میں کہتے
ہے فصل فی الملل داخل جلد ۸ ص ۴۸

صرف حضرت عیسیٰ کو خدا سے واحد مانا، ان میں سے کوئی چیز ہمارے اعتقادات میں داخل نہیں، لیکن شاید ان پیغمبروں کو معلوم نہیں کہ پندرھویں صدی عیسوی کا پیدا شدہ پروٹسٹنٹ فرقہ چھٹی صدی کے عرب میں موجود تھا، عرب، نسطوری، یعقوبی، مارونی اور ملکانی فرقے کے عیسائی آباد تھے، جنکے عقاید یورپ کے نئے فرقوں سے الگ تھے، پہلی آیت عیسائیت کے اُن تئلیٹ پرست فرقوں سے متعلق ہے، جو باپ بیٹے اور روح القدس تینوں کی مستقل الوہیت کے قائل ہیں، اس آیت میں انکے عقیدہ کلمۃ اللہ (ورڈ آف گاڈ، یا لوگس) کے صحیح معنی بھی بیان کیے گئے، جسکی صحیح تفسیر میں عیسائی فرقے باہم ایک دوسرے سے ایک مدت سے معرکہ الاراتھے، دوسری آیت جس میں یہ بیان ہے کہ مسیح ہی خدا ہے، یہ یعقوبی فرقہ (جاکو بائیٹ) کی تردید ہے اس فرقہ کا عقیدہ یہ ہے کہ مسیح کی ایک ہی ذات خود خدا ہے، اُس میں شائبہ انسانیت (ناسوتیت) نہیں وہ خدا ہی تھا، جو مریم کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ تیسری آیت نسطوری (نستورین) اور ملکانی (کیتھولک) فرقہ کی تردید میں ہے، جو اس بات کے مدعی ہیں کہ باپ اکہ کامل ہی، بیٹا لاہوتی و ناسوتی دونوں سے مرکب ہے، روح القدس الوہیت کا تیسرا عنصر (افنوم) ہے۔ جس آیت میں مریم کی خدائی کا ذکر ہے وہ عیسائیوں کے اُن فرقوں کی تردید میں ہے جو قائم ثلثہ کے ساتھ مریم کو خدا کی ماں کی حیثیت سے لائق پرستش جانتے تھے نسطوری فرقہ خاص اسی سلسلہ کے سب سے رو میں کیتھولک سے الگ ہے کیونکہ نسطوری مریم کو لائق پرستش نہیں سمجھتا تھا، اور اسی لیے اس کو قسطنطنیہ سے جلا وطن ہونا پڑا۔ مارونی یا مریمی فرقہ یہاں تک بڑھا کہ اُس نے باپ، بیٹے، اور روح القدس کی جگہ باپ، بیٹے، اور بیٹے کی ماں کو مانا، عرب میں عورتوں کا ایک فرقہ تھا جو مریم کو خدا سمجھ کر پوجتا تھا، علامہ ابن جریر

مختصر حال | صائبین کا اصل مولد یا بل تھا، آغاز باب میں بتایا جا چکا ہے کہ اس ملک میں ستارہ پرستی کا رواج مدت سے تھا، اسی کے ساتھ ان میں ارواح پرستی بھی تھی ستاروں کے ہیکل ان کے بعد تھے، عربی اور انگریزی دونوں شہادتوں سے یہ بات پائیدار ثبوت کو پہنچتی ہے کہ یہ عراق کا نہایت قدیم مذہب تھا، رفتہ رفتہ سیاسی انقلابات کے ساتھ ساتھ ان پر جو مذہب غالب آتا گیا، ان کے کچھ اجزاء اُس میں شامل ہوتے گئے، ان میں بنی اسرائیل کی یہودیت، ایرانیوں کی مجوسیت، یونانیوں کا فلسفہ، میون کی عیسائیت ہر چیز میں سرایت کر گئی تھی، خدا سے واحد پران کا اعتقاد تھا، لیکن ستاروں کی ارواح کو خدا اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ سمجھتے تھے، تین وقت سلاہ دن گئی پڑیا کرتے تھے، صبح کو تا طلوع آفتاب، دوپہر کو عین زوال کے وقت، شام کو آفتاب لے ڈوبنے تک۔ ان کا اعتقاد تھا کہ تمام ستاروں کا مرکز قطب شمالی ہے، تمام ستارے آغاز عالم سے ہر وقت اپنی جگہ سے ہٹتے اور برہتے رہتے ہیں، لیکن قطب کا تارا ہمیشہ ایک حال پر اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے، اس لیے وہ قبلہ ہے، اسی طرف منہ کر کے وہ اپنی دعا اور مناجات پڑھا کرتے ہیں دن میں تین دنم ہر نماز کے لیے انگوٹھ لکڑی کا پڑاتا ہے۔

مسلمانوں کے بیانات | اس تفصیل کے بعد اس مذہب کے متعلق مفسرین کے الفاظ سننے چاہئیں۔ حافظ ابن کثیر نے سورہ بقرہ کی آیت وَالصَّابِئِينَ کی تفسیر میں تمام اقوال نقل کر دیے ہیں۔

مجاہد، عطاء، سعید بن جبیر، سفیان ثوری صائبی یہود نصاریٰ اور مجوس کے بین بین ایک قوم ہو چکا کوئی خاص مذہب نہیں۔

لے اسی لیے ان ۳۔ اوقات میں اسلام میں نماز ناجائز ہے کہ تشاہد نہ ہو۔

ہیں، اصل فارسی لفظ 'مُجَسَّس' ہے، مجوس، یزدان : دوسرے دُعاؤں کے قائل تھے، ایک فاعلِ خیر (یزدان) اور دوسرا فاعلِ شر (اہرن) یزدان کو نور اور اہرن کو ظلمت سے بھی تعبیر کرتے تھے، قرآن نے عرب کے مجوسی اعتقاد کا ابطال بھی ضروری سمجھا، چنانچہ کہتا ہے:

قَالَ اللَّهُ لَا تُشْحِنُ وَإِلَهُيْنِ اِثْنَيْنِ اِنَّمَا خَدَانِے فرمایا کہ دُعا نہ بناؤ، خدا تو ایک هُوَالَهُ وَاجِدٌ، (مغل) ہی ہے۔

میری رائے میں قرآن مجید کی یہ آیتیں:

اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (نور) خدا آسمان و زمین کی روشنی ہے
 اَحْمَدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَجَعَلَ حَمْدُہو اس اللہ کی جس نے آسمان و زمین کو پیدا
 الظُّلُمَاتِ وَالنُّورِ (انعام) کیا، اور تاریکی اور روشنی کو بنایا۔
 انھیں مجوس کی رو میں ہے،

مجوس کا نام ایک ہی دفعہ قرآن میں آیا ہے، سورہ حج میں۔

صَابِئِ قرآن مجید میں صابئین کا نام جیسا کہ اوپر کی آیتوں میں گزر چکا ہے، تین دفعہ آیا ہے، لیکن نام کے علاوہ کچھ اور حقیقت واضح نہیں کی ہے اسلئے اسکی تحقیق کہ اس مذہب کے اصول کیا تھے، اس کا مولد کہاں تھا، اس کا بانی کون تھا؟ کس کے نام سے یہ فرقہ قائم تھا بہت کم کی جاسکتی ہے، حالانکہ دین حنیف جسکی جانشینی کا مذہب اسلام مدعی ہے اسکی حقیقت کا انکشاف بہت کچھ صابئی مذہب کے فہم و تشریح پر منحصر ہے، مفسرین شریعہ حدیث، ارباب لغت اور مورخین بھی صابئیت کی تعیین حقیقت میں نہایت مختلف رائے ہیں، ان مختلف اسباب سے ہم اس داستان کو ذرا پھیلا کر لکھنا چاہتے ہیں۔

بعض علماء متاخرین

حاصل یہ ہے کہ یہ موجد ہیں لیکن تاثیر کو اکابر کے قایل ہیں۔

امام رازی

صابئی ستارہ پرست قوم جو ستارہ کو اس اعتقاد سے پوجتی ہو کہ خدا نے اسکو قبلہ بنایا ہو اور تدبیر عالم اس کے سپرد کیا ہے۔

حافظ ابن کثیر

مجاہد اور اسکے پیروں، اور وہب بن منبہ کا قول درست معلوم ہوتا ہے کہ یہ نہ یہود، نہ عیسائی، نہ مجوس اور نہ مشرکین کے مذہب ہیں، بلکہ سادہ خلقت پر قائم ہیں، کسی خاص مذہب کے متبع نہیں،

ابن ندیم نے فہرست کے ایک طویل باب میں صابئین کا ذکر کیا ہے، اور ان کے تمام اعمال و عقاید لکھے ہیں، کہ یہ اپنے کو حضرت ابراہیمؑ کے پہلے کے پیغمبر حضرت نوحؑ اور شیثؑ کا پیروں کہتے ہیں، ایک صحیفہ شیث بھی ان کے پاس ہے جس میں احسن لاتی باتیں درج ہیں۔

علامہ ابن تیمیہ نے صابئین کی تحقیق پر الرؤ علی المنطقین میں جو کچھ لکھا ہے، وہ محققانہ ہے۔ ہم اسکا یہاں لفظی ترجمہ کر دیتے ہیں۔

”اُن صابئین کا خاص مرکز حران تھا، حضرت ابراہیمؑ ہمیں پیدا ہوئے تھے، یا عراق سے یہاں آئے تھے، دونوں قول ہیں، یہاں علتِ اولیٰ عقلِ اول اور نفسِ کلیہ کے ہیکل تھے، نیز زحل، مشتری، مریخ، شمس، زہرہ، عطارد اور قمر کے

ابو العالیہ، یسع بن انس، سدی، جابر بن زید صائبی اہل کتاب کا ایک فرقہ ہے جو زبور
اسحاق بن راہویہ،
پڑھتا ہے۔

یہ مجوس کے مشابہ ہیں، فرشتوں کو پوجتے ہیں،
حسن بصری،
صائبی فرشتہ پرست ہیں، زبور پڑھتے ہیں اور
ابو جعفر رازی، قتادہ،
قبلہ کی طرف نماز ادا کرتے ہیں۔

صائبی ایک قوم ہے جو عراق کے قریب
ابو الزناد،
کوٹی میں رہتی ہے، تمام پیغمبروں پر ایمان
رکھتی ہے ہر سال ۳۰ روزے رکھتی ہے
پانچ وقت میں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتی ہے
صائبی وہ مذہب ہے جو خدا کی توحید کا قایل ہو
لیکن اسکے پاس کوئی شریعت نہ ہو۔

صائبی مصلحین میں ایک قوم ہے جو توحید
عبدالرحمن بن زید،
کی قایل ہے۔ لیکن عبادات، کتاب الہی
اور پیغمبر سے محروم ہے۔

صائبی مذہب عیسائیوں سے ملتا جلتا ہے
خلیل۔
انکا قبلہ باد جنوب کے ہونے کا رخ ہے، وہ سمجھتے ہیں
کہ ہم حضرت نوح کی شریعت پر ہیں۔

مجاہد حسن بصری، ابن ابی نجیح (بروایت قرطبی) یہ ایک قوم ہے جسکا مذہب یہود اور مجوس
سے مرکب ہے۔

دی روح ہین متوسط ہین، اور اس لیے اُن کے خوش رکھنے کی ضرورت ہے اور اسی بنا پر انکی پرستش کی جاتی ہے، حنفیہ رسالت کے قایل ہین اور صاحب رسالت ہی کو خدا اور بندہ کے درمیان واسطہ قرار دیتے ہین۔

قدیم عیسائی بیان: چھٹی صدی کا ایک عیسائی مورخ اپنی تحقیق کی بنا پر نہایت وثوق کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ صائبین کا مذہب قدیم کلدانیوں کا مذہب ہے، قطب شمالی انکا قبلہ ہے، تین رقت کی نمازیہ پڑھتے ہین، اول طلوع آفتاب کے آدھ گھنٹہ پہلے سے طلوع آفتاب تک ۴ رکعتیں، دوسرے عین زوال آفتاب، اور تیسرے عین غروب کے وقت پانچ پانچ رکعتیں، ہر رکعت میں تین سجدے روزے بہت ہین، اول تیس روزے ایک ساتھ، ۴۰ روز (ماہ) سے۔ ۴۰ روزے ایک دفعہ کا نون اول (دسمبر) سے۔ پھر سات دن کے روزے ۴۰ شباط (فروری) سے۔ ستاروں کی یہ پرستش کرتے ہین۔ قربانیان کثرت سے کرتے ہین لیکن کھاتے نہیں۔ بلکہ جلادیتے ہین۔ انکی باتیں حکما سے مشابہ ہوتی ہین، توحید کے مسائل ان کے ہاں نہایت مضبوط ہین، لسن، لوبیا، کرم کلا اور سور نہیں کھاتے، ان کا عقیدہ یہ ہے کہ گنہگار ۹ ہزار دورہ ہین عذاب اٹھا کر آخر رحمت الہی کے سایہ میں داخل ہو جائیگا۔

علمائے یورپ کا بیان: اہل یورپ کو اس فرقہ کا حال ابتداء ایک یورپین سیاح کی زبانی معلوم ہوا جو عراق کی سیاحت کر کے یورپ واپس گیا تھا، عراق میں صائبیوں کی اب تک تھوڑی سی آبادی ہے، یہ دیکھا کہ یہ حضرت یحییٰ (جان) کی بڑی عزت کرتے ہین، اُسے اپنے اہل وطن کو یہ پیغام بشارت سنایا کہ وہ حضرت یحییٰ کے عیسائیوں (۹) کا پتہ لگا کر آیا ہے، اس کے بعد مسلمان مصنفین کی کتابوں میں انکے حالات یورپ کو ملتے آئے، بعد ازیں ایک عیسائی مشنری نے عراق اگر ان میں کام کرنا شروع کیا، ایک دو نے عیسائی مذہب قبول

ہیکل تھے، عیسائیت سے پہلے ان کا یہی مذہب تھا، عیسائیت کے بعد اُن
 مشرک صائبین کے بقا کے ساتھ ساتھ ان میں عیسائیت پھیلی، یہاں تک کہ
 اسلام آیا اور وہاں یہ صائبین اور فلاسفہ حکومت اسلامی میں آخر وقت تک
 موجود رہے، انھیں میں سے وہ صائبین تھے جو بغداد وغیرہ میں طبیب یا منشی
 تھے، ان میں سے بعض اسلام نہ لائے، چوتھی صدی میں فارابی جب حراں
 گیا ہے، تو انھیں سے فلسفہ سیکھا۔..... اہل دمشق وغیرہ کا مذہب بھی عیسائیت
 سے پہلے ہی تھا، انکی نماز کا قبلہ ”قطب شمالی“ تھا اسی لیے دمشق میں بہت سی
 کہنہ مسجدیں ہیں جن کا ایک قبلہ قطب شمالی کی طرف ہے، دمشق کی جامع مسجد
 کے نیچے ایک بہت بڑا معبد ہے، جس کا ایک قبلہ قطب شمالی کی طرف ہے
 یہ انھیں لوگوں کا معبد ہے،

علامہ موصوف نے اس کے بعد صائبین کی دو قسمیں کی ہیں، ایک موحدین، یہ وہ ہیں
 جنھوں نے حضرت ابراہیم کی ملت کی پیروی کی، دوسری جماعت وہ تھی جو مشرک تھی،
 قرآن شریف نے دجیوتوں سے صائبین کا ذکر کیا ہے، ایک میں اول کا ذکر ہے اور دوسرے
 میں دوم کا۔

علامہ ابن حزم ظاہری نے مل میں لکھا ہے کہ صائبیت دنیا کا قدیم ترین مذہب ہے
 شہرستانی نے اپنی مل میں صائبیہ اور حنفیہ کا باہم و مستقبل مذہب کی حیثیت سے ذکر کیا ہے
 اور ان کے اختلافات و مناظرات نہایت تفصیل سے لکھے ہیں، جن کا حاصل یہ ہے کہ صائبین
 خدا کے قایل ہیں۔ رسالت کے قطعاً منکر ہیں، خدا اور بندوں کے درمیان یہ تارے جو
 لے کر یا مسلمان ہونے کے بعد یہی ہیکل مسجد بنائی۔

مخلوط مجموعہ ہے، تمام اشیاء کی اصل ایک تاریک غار ہے، اس کے ساتھ دو چیزیں ہیں جو قوائے ازلیہ ہیں، ایک "ایار-زیو-رب" (فضائے منور اعظم) اور دوسری 'مان رب' (روح اعظم جلال) جسکو وہ ملک النور بھی کہتے ہیں۔ مان رب نے برترین قوائے ازلیہ حی قدیمای (حیاء قدیمہ) یعنی حیاء اُبدی، یا علت اولیٰ کو پیدا کیا، اور اس کے بعد خود پردہ راز میں چھپ گیا، اور صرف نیک صابیون کو موت کے بعد نظر آئے گا، اب یہی حیاء قدیمہ اولیٰ علما اس فرقہ کا خدا ہے۔ تمام مناجاتوں اور دعاؤں میں اسی کی حمد و ثنا ہوتی ہے۔ ملک النور جاہ و جلال کے ساتھ سمت شمال میں سکونت گزین ہے، نورِ اول کے پانچ مظاہر ہیں، نورِ خاص و بلند، بانسٹیم، لطیف صوت، قوائے ازلیہ کی آواز، اور انکا حسنِ تخلیق، ان سے ملکر پندرہ روحانی قوتیں (ملائکہ) پیدا ہوئیں، ان میں سے اکثر کی نام بنام پوجا ہوتی ہے۔

حیاء اولیٰ سے پھر حتیٰ ثنائی (حیاء ثانیہ یا علت ثانیہ) پیدا ہوئی، اس کا دوسرا نام 'نیٹو' بھی ہے، اسکے بعد اس کا دوسرا مظہر رسولِ حیاء یعنی 'ماند' ہے، جسکی نسبت سے اس فرقہ کا 'ماندین' نام پڑا ہے اور جسکو وہ اپنا نجات دہندہ سمجھتے ہیں، ماند، مان ربا کا فرزند اول، فرزند عزیز، رسول برتر، اور کلہ حیاء ہے۔

حیاء نے اس عالم ظاہری میں اپنے تین مددگار پیدا کیے، ہیبیل شیتل، اور آئوش یہ تینوں محافظ ارواح ہیں۔ آئوش کا دوسرا نام حتیٰ تلیتھامی (حیاء ثالثہ) ہے، عقیق، یعنی قدیم بھی اسکو کہتے ہیں ادنیٰ دنیا اور آخرت کے بیچ میں عالم نور کی آخری سرحد پر رہتا ہے، اس دنیا سے اس دنیا میں جو جاتا ہے یہ اپنی ترازو میں اس کے اعمال پہلے تول لیتا ہے اُسکے نیچے ایک تاریک غار میں میلا پانی تھا، جس میں اُس کا عکس پڑا تو ایک صورت پتا ہل، نام لہ یہ تینوں نام توراۃ کے ہابل، ٹیٹ اور نوح کی بابلی صورت ہے۔

کیا اور اپنے قدیم مذہبی عقائد کا طلسم خود اپنی زبان سے کھولا۔

صابین اپنے آپ کو **ماندیین** کہتے ہیں ساحل فرات پر بصرہ اور خوزستان کے پاس انکی مختصر آبادی ہے (ماند) کے لفظی معنی انکی زبان میں (علم) کے ہیں انکی بول چال کی زبان فارسی اور عربی ہے۔ لیکن مذہبی زبان ایک قسم کی آرامی ہے، خط، قدیم تدمری (پالمائر) خط کے مشابہ ہے، اسی خط اور زبان میں ایک مذہبی صحیفہ انکے ہاتھ میں ہے جس کے بعض حصے نہایت قدیم ہیں اور کسی پرانے لٹریچر سے ماخوذ ہیں، ان میں سے سب سے طویل اور اہم ٹکڑے کا نام **سدر ربیع** یعنی بڑی کتاب ہے اور اسی کا دوسرا نام ”گنز“ (گنج یا کنز) یعنی خزانہ ہے، اس کے دو چھوٹے بڑے حصے ہیں بڑے کو ”یامین“ (دائیں ہاتھ) اور چھوٹے کو ”سما“ (شمال) بایان ہاتھ کہتے ہیں، پہلا حصہ زندگی کے لیے ہے، اور دوسرے میں مذہبی عہدہ داروں کی تجویز و تکفین کی دعائیں ہیں، یامین کا آخری باب کتاب الملوک ہے جس میں ایرانی اور عرب بادشاہوں کے تذکرے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حصہ ساتویں اور نوین صدی عیسوی (یا پہلی اور تیسری صدی ہجری) تک کے درمیان کا ہے، رسوم مذہبی کچھ زیادہ پرانے یعنی ساسانیوں کے عہد کے معلوم ہوتے ہیں۔

ان کے عقائد اور اصول مذہب پر ایک مجموعی نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلان کے قدیم مذہب ستارہ پرستی، یونان کے فرقہ ناشک، اور ایران کے مسئلہ نور و ظلمت کا ایک لے سامی زبانوں میں رب کے معنی بڑے کے ہیں۔

تیسری صدی ہجری کے اواخر میں یعنی خلیفہ معتمد کے زمانہ میں ثابت بن قرہ صائبی نے صائبی مذہب کے فرائض و سنن و تجویز و تکفین میت و قواعد نجاست و طہارت و حیوانات قربانی و اوقات نماز پر ایک کتاب لکھی تھی،

(ابوالفرج لمطی ص ۲۶۵) کیا وہ بھی حصہ ہے ؟

مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ الَّتِي كُنْتُمْ تُخْفُونَ عَلَيْنَا سَاءَ مَا كُنْتُمْ عَمَلِينَ
وَلَا وَالْبُغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدُّكَ، ہمارے تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے عداوت اور دشمنی پیدا
(مستحضر) ہوگئی، یہاں تک کہ تم ایک خدا پر ایمان نہ آؤ۔

لغوی تشریح | لفظ صائبی کی لغوی تشریح بھی کسی قدر تفصیل طلب ہے، کہتے ہیں، کہ صبا، عبری لفظ
صَبِغ کا آرمی تلفظ ہے، صَبِغ، عربی لفظ صَبِغ کے ہم معنی ہے جس سے عربی میں دوسرے لفظ صَبِغ
نبا ہے۔ اس کے اصلی معنی نہانے اور دھونے کے ہیں اور اصطلاحاً بپتسمہ کے معنی میں
بولا جاتا ہے، چونکہ یہ فرقہ مذہباً دن میں کئی دفعہ غسل کرتا ہے اس لیے ان کا آرمی نام صائبی
پڑا اور اسی سے عربی میں آیا، لیکن ہمارے سامنے ایک اور لغوی تشریح اس سے زیادہ سہل
اور بامعنی موجود ہے اصل یہ ہے کہ سامی زبانوں میں صبا کا لفظ ستاروں کے مفہوم میں عام
طور سے مستعمل ہے۔ عبرانی میں اس کے معنی جماعت ستارگان کے ہیں۔ عربی میں صبا کے
معنی ستارے کے طلوع ہونے اور نکلنے کے ہیں۔ چنانچہ قاضی بیضاوی نے صائبی کا اشتقاق
اسی لفظ سے کیا ہے،

تنبیہ اہم | منادین کے لیے صائبین کا لفظ سب سے پہلے ان کے دشمنوں نے استعمال کیا لیکن
آپ تعجب سے سنیں گے کہ خلافت عباسیہ نے جب ان کے وطن عراق میں اپنا سیاسی مرکز قائم
کیا تو انھوں نے نہایت فخر کے ساتھ خلیفہ مامون کے عہد میں اس لقب کو اختیار کیا اور چونکہ
یہ یونانی زبان اور فلسفہ سے واقف تھے، اس لیے خلافت کے علمی صیغوں میں انھوں نے
بڑے بڑے درجے حاصل کیے اور بعد کو ان میں عربی زبان کے اچھے اچھے ادیب بھی پیدا

۱۰ سبیل کے ترجمہ متران کا مقدمہ چیمبرس ڈونٹسمہ سگری ڈکٹری لفظ نہیں لے سان العرب لفظ صبا،
۱۱ مفاتیح العلوم خوارزمی طبع یورپ صفحہ ۳۶ و کتاب الفہرست ابن ندیم،

کے اکثر مباحث اسی فلسفہ کے اوراق ہیں، اثبات و انکار کی حیثیت سے اسرائیلی پیغمبروں کے نام یہودیت کے آثار میں خصوصاً حضرت آدم، حوا، نوح، شیت کا ان میں مقبول ہونا دعویٰ کی کافی شہادت ہے اور اسی سبب سے ہمارے مورخین نے انکو حضرت شیت کی امت بتایا ہے۔
پتسمہ روح القدس اور کلمہ کا ان میں تخیل عیسائی تصور ہے۔

سب سے زیادہ تعجب انگیز اور حیرت زنا اس مذہب کا وہ پہلو ہے جس میں حضرت ابراہیم اور انکی نسل کے دیگر پیغمبروں کی شدید مخالفت بلکہ عداوت پنہان ہے، یہ حیرت زانی اور تعجب انگیزی ایک اہم نکتہ کی طرف ہماری رہبری کرتی ہے، یہ معلوم ہے کہ حضرت ابراہیم کا مولد بابل کل شہر اور مشا شہر حران ہے۔ یہ وہ مقامات ہیں جو صابئیت کے مرکز اور درگاہ ہیں اس بنا پر ہمارے مفسرین اور خصوصاً علامہ ابن تیمیہ کا یہ دعویٰ قابل قبول ہونا چاہیے کہ یہی وہ بدبخت قوم ہے جس میں خلیل بت شکن نے ظہور پایا تھا اور ان کے بتوں اور مورتوں کو توڑ کر تارہ پستی سے روکا تھا، لیکن شومی قسمت نے انکی دعوت کے قبول کے بجائے ان کا دشمن بنا دیا اور وہی دشمنی و عداوت کا خیر اب تک اس فرقہ کا عنصر بطور وراثت موجود ہے، اور خدا جانے کتنے قدیم زمانہ سے اوسنے عقیدہ کی صورت اختیار کر لی ہے، غالباً یہی سبب ہے کہ نسل ابراہیم کی ایک بڑی شاخ (عرب) میں صابی کا لفظ مرتد بے دین اور بد مذہب کے معنی میں مستعمل ہے۔ چنانچہ آغاز اسلام میں کفار کی طرف سے مسلمانوں کو یہی خطاب ملا تھا۔ اس موقع پر ہینچکر قرآن مجید کی اس آیت کی تفسیر علامہ ہماری آنکھوں کے سامنے نمایاں ہو جاتی ہے،

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيِ اِبْرَاهِيْمَ وَالَّذِيْنَ
مَعَهُ اِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَّاءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ
اِبْرَاهِيْمَ اور اسکے ساتھیوں میں تھا کہ یہ بہترین اقتدار ہے
جب انہوں نے اپنی قوم (بابل) کو کہا ہم تم سے اور جنکو خدا کے

اور اس کوشش میں کہ وہ حقیقت میں اہل کتاب ہیں انھوں نے اپنے مذہب کی ایسی تجدید و اصلاح کی کہ وہ اپنے کو اسلام کے قریب تر ثابت کر سکے، یہی سبب ہے کہ بعض علماء اسلام نے ان کے عقاید و طرز عبادات کو اسلام سے قریب بیان کیا، اور اس سے عیسائیوں کو یہ دھوکا ہوا کہ وہ سمجھے کہ اسلام کے بعض رسوم و عبادات انھیں صائبین سے ماخوذ ہیں، حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے، اور خوشی کی بات ہے کہ اب ان حملہ آوروں کو بھی اپنے راستہ کی غلطی معلوم ہو رہی ہے۔ مذہب صائبی اور قرآن مجید | قرآن مجید میں صائبی مذہب کا نام بقرہ، مائدہ، اور حج، تین سورتوں میں آیا ہے، اس کے علاوہ ان کے مذہب کا کوئی اور ذکر مذکور نہیں چونکہ ہم کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ان کا اصل ابتدائی مذہب بعد کی آمیزشوں سے پہلے خدا کے اقرار کے ساتھ ساتھ ستاروں، روحوں اور ان کے مجسموں کی پرستش ہے، تو بآسانی یہ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ ان عقاید کی تردید و ابطال میں قرآن مجید نے جو کچھ کہا ہے اس کا اصلی مخاطب انھیں سے ہے۔

قرآن بتاتا ہے کہ صائبی قوم کی ہدایت و اصلاح کے لیے سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام مامور ہوئے، تورات میں تصریح ہے کہ حضرت ابراہیم کو عراق کے شہر اُور اور حران سے تعلق تھا، اور ان کا خاندان غیر خداؤں کو سجدہ کرتا تھا، قرآن مجید حضرت ابراہیم کی زبانی انہی صائبی مجسمہ پرستوں کو خطاب کر کے کہتا ہے:

اَتَّبِعُوا مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ (انعام) کیا بتوں کو خدا ٹھہرتے ہو،
مَّا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي اُنْتُمُ لَهَا (انبیاء) یہ کیا مورتیں ہیں جنکو تم گھیرے
رہتے ہو۔

لے سورس آت القرآن سرولیم میور لے برٹانیکا لفظ صائبین، لٹریری ہسٹری آف پرشیا، مصنفہ براؤن جلا
صفحہ ۳۸۴-۳۸۵ تکریم، لے یوش ۲۲-۲۳

النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝ (طارق) کا مہمان کیا ہے چمکنے والا ستارہ،

اہل تفسیر کہتے ہیں کہ چمکنے والے ستارہ سے مراد رطل ہے۔

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ (نجم) قسم ہے اس ستارہ کی جب وہ گرے۔

النجم عرب میں خاص ثریا کو کہتے ہیں، اُسکے گرنے سے مراد افق رویت کے نیچے چلا جانا ہے اور یہ اہل عرب کے نزدیک آغاز موسم کی علامت ہے۔

وَالْقَمَرُ إِذَا اتَّسَقَ (انشقاق) قسم ہے چاند کی جب وہ کامل ہو جائے۔

أَمَّا أَقْتُمُ بِالْخُنُوسِ الْجَوَارِ الْكُنُوسِ قسم ہے ہٹنے والے چلنے والے اور چھپنے والے ستاروں کی۔

اکثر ارباب تفسیر متفق ہیں کہ اس سے مراد سبع سیارہ ہیں۔

عام ستارہ پرستوں اور صابیون میں فرق یہ ہے کہ وہ ان ستاروں کو درحقیقت خدا سمجھتے ہیں اور صابی خدا کے اقرار کے ساتھ ان ستاروں کو خدا کا منظر سمجھ کر انکی عبادت و تعظیم کرتے ہیں، اسی لیے قرآن نے صابیون پر خدا کے اقرار کے ساتھ ستارہ پرستی کا الزام قائم کیا ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَن فِي السَّمَوَاتِ کیا نہیں دیکھتے کہ ”خدا“ ہی کو سجدہ کرتا ہے آسمان اور زمین میں وَالْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَمِنْ جَوْہِہِی ہر اور سورج اور چاند اور کل ستارے رات دن اسوچ اور چاند آیتہ اللیل والنہار وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا يَسْجُدُونَ سجدہ کی نشانیوں میں نہ ہیں اسوچ اور چاند کو سجدہ نہ کرواؤ خدا وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا يَسْجُدُونَ وَاللَّهُ الَّذِي خَلَقَهُنَّ کو سجدہ کرو جس نے ان کو پیدا کیا، اگر تم درحقیقت خدا اِنْ كُنْتُمْ رِیَّآ لَا تَعْبُدُونَ، (حمل السجدة) ہی کو پوجتے ہو۔

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ لِّیَجْرِيَ إِلَىٰ آخِلٍ مُّسَمًّی اور چاند اور سورج کو اسے منفر کیا ہر ایک اپنی مقرر شدہ وَاِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ذَالِکَ یَا بَانَ اللہ تمک چل رہا ہے اور خدا تمہارے کاموں سے باخبر ہے

عدنانی عربوں کی مذہبی حالت جہاں بیان ہوئی بتایا گیا ہے کہ نزول قرآن کے وقت کس قبیلہ میں کون ستارہ پوجا جاتا تھا، عربوں نے دنیا کے تمام طبعی کاروبار کو انہی ستاروں کے طلوع و غروب کی طرف منسوب کر رکھا تھا، ان کا خیال تھا کہ منازل قمر کے ۲۸ ستاروں میں سے ایک جب غروب ہوتا ہے تو اور دوسرا اس کے مقابل میں طلوع ہوتا ہے۔ وہ جب تک ڈوب نہ جائے اُس کا عمل قائم رہتا ہے۔ اسکو اپنی اصطلاح میں نَوَّء (نکھر) کہتے تھے، النَوَّء اسی کی جمع ہے، صحیح بخاری میں ہے، ایک دفعہ آنحضرت صلم نے فرمایا کہ ارشاد الہی ہے کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ ”فلان نوء کے بسبب ہم پانی برسائے گئے“ وہ میرا منکر ہے اور ستارہ پر اُس کا ایمان ہے، صحیح مسلم کی روایت ہے کہ یہ آیت اسی عقیدہ کی تردید میں ہے۔

فَلَا تُسْمِعُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ (واقعہ) ستاروں کے جاے غروب کی قسم،

محقق مفسرون نے لکھا ہے کہ ان چیزوں کی خدا نے جو قسم کھائی ہے اُس سے مراد یہ ہے کہ وہ اُسکی ہستی، قدرت اور کمال صنعت اور اپنی محکومی، بندگی اور غلامی کی خود گواہ اور شاہدین، اس بنا پر ذیل کی آیات پاک سے اسی ستارہ پرستی کے بطلان کی طرف اشارہ سمجھیے۔

وَالشَّمْسُ وَضُحَاهَا وَالْقَمَرُ إِذَا تَلَّهَا، (شمس)

قسم ہے آفتاب اور اس کے دن چڑھنے کی پہچان کی جہاں کے پیچھے چلے،

وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ قسم ہے آسمان کی اور رات کے عہان کی اور رات کے

اس کتاب الازمہ والاکنہ امام مرزوقی طبع حیدرآباد جلد اول صفحہ ۷۷، فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۴۳۴

بحوالہ کتاب النواہ ابن قتیبہ، صحیح بخاری، صلوۃ الاستسقاء،

کے معنی ہٹنے اور ٹیڑھے ہونے کے ہیں، حالانکہ یہ مذہبِ حق ہے، اس کے معنی سیدھے ہونے کے ہونے چاہئیں۔ یورپ میں مصنف ہلکے بتاتے ہیں کہ سریانی میں اس کے معنی 'کافر' کے اور عبرانی میں منافق کے ہیں۔ اور طعنہ دیتے ہیں کہ مقدس پیروان محمدؐ نے اسکی لفظی تحقیق کی پروا نہیں کی، اور مشورہ دیتے ہیں کہ قبیلہ بنو حنیفہ کے جھوٹے پیغمبر **سیلہ** کے نام کو اس لفظ کا ماخذ بنائیں، یعنی یہ کہ سیلہ سے 'سلم' اور حنیفہ سے 'حنیف' کا لفظ لیا گیا ہے، یورپ کے مشرقی تاجر کا طرف بائیں ہمہ ادعا ہے وسعت بہر حال تنک ہے، اسلئے اسکی ہم کو شکایت نہیں کہ مایہ نازِ فرنگ نہ صرف آغاز تاریخ اسلام سے نا آشنا، بلکہ آئین زبان عرب سے بھی آگاہ نہیں، دنیا میں کس نے اپنا امتیازی لقب دشمن کے نام و خاندان پر رکھا ہے، اصل یہ ہے کہ نری عربی دانی اور بات ہے اور اسلامی واقفیت اور چیز ہے۔

عشق بازان دیگر اند عشق سازانِ گراند
 انچہ در فراموشی بنیم در پر وزیر نیست

اہل عرب کے نزدیک حنیف حضرت ابراہیمؑ کا لقب تھا، اسلئے انکے مذہب کا نام **ملت حنیف** انھوں نے رکھا تھا، عرب کے بعض نیک دل لوگ جو عرب کے تمام موجودہ مذاہب بت پرستی، یہودیت اور عیسائیت کے مفاسد سے گھر کر تلاشِ مذہب میں نکلتے تھے وہ آخر اسی آستانہ دین حنیف پر آکر تسلی اور اطمینان پاتے تھے۔

لغوی تحقیق | 'حنیف' حَفْتُ سے مشتق ہے، عربی میں اس کے معنی 'مڑنے' اور 'جھکنے' کے ہیں، اسلئے حنیف وہ شخص ہے جو ایک طرف سے جھک کر اور مڑ کر دوسری طرف جائے،

لے لایف آف محمدؐ مارگو لیو تھ صفحہ ۱۱۶۔ ۱۱۷ بحوالہ سابق۔ ۱۱۷ حنیف کا لقب اسلام سے پہلے عرب میں موجود تھا، سیلہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخر عمر میں دعوائے نبوت کیا تھا لہٰذا کسی عربی قاعدہ کے مطابق بنو حنیفہ سے حنیف اور سیلہ سے سلم کا لفظ مشتق نہیں ہو سکتا۔

یہ لفظ اچھے اور بُرے دونوں معنوں میں مستعمل ہو سکتا ہے، اگر یہ فرض کیا جائے کہ اُس نے اچھی بات کو چھوڑ کر بُری بات اختیار کی ہے تو حنیف کے وہ معنی ہو سکتے ہیں جس میں عبرانی و سریانی میں وہ مستعمل ہے، یعنی کافر و منافق، اور اگر یہ سمجھا جائے کہ بُرے کام کو ترک کر کے اس نے کوئی اچھا کام پسند کیا ہے، تو اُس کا وہ مفہوم ہو گا جس میں اہل عرب اسکو بولتے ہیں، یعنی دین دار اور در خدا پرست، اس بنا پر اس لفظ کے اچھے یا بُرے مفہوم کی تعیین موقع استعمال اور حرف صلہ ہوگی۔ اصل میں اس کا ابتدائی استعمال لِلّٰہِ بِاللّٰہِ کی تخصیص کے ساتھ ہوتا تھا یعنی اَلْحَنِیْفُ لِلّٰہِ خدا کی طرف جھکنے والا، اَلْحَنِیْفُ لِلّٰہِ سچے مذہب کی طرف جھکنے والا، کثرت استعمال اور زبان زدگی عام سے اس قید کی ضرورت نہ رہی اور مطلق حنیف (جھکنے والا) کے معنی بھی حنیف لِلّٰہِ (خدا کی طرف جھکنے والا) یا حَنِیْفٌ لِلّٰہِ (سچے مذہب کی طرف جھکنے والا) ہی کے سمجھے جانے لگے، چنانچہ قرآن مجید میں اس لفظ کا دونوں طرح استعمال ہوا ہے، سُوْرَہٗ حُجَّجِ مِیْنِ ہِے حُفَّاءَ لِلّٰہِ (خدا کی طرف مڑنے والے بنکر) لیکن سُوْرَہٗ بَنِیْ مِیْنِ بَغِیْرَ صَلَہٖ کے آیا ہِے مُخْلِصِیْنَ لَہٗ الدِّیْنَ حُفَّاءَ (اپنے اعتقاد کو خدا کے لیے خالص کر کے مڑنے والے بنکر) یہاں حفاء کے معنی حُفَّاءَ لِلّٰہِ سمجھنے چاہئیں۔

ہر زبان میں کثرت سے اس شتم کی مثالیں ملین گی، بلکہ اصطلاحات عموماً اسی طرح بنتی ہیں، مثال کے لیے حنیف کے معنی لفظ ”مسلم“ کو لیجے، مسلم کے اصلی معنی دسو نپنے والے ہیں، کوئی شخص اپنے دوست کو کسی دشمن کے حوالہ کر دے تو عربی میں اسکو مُسْلِم کہیں گے، اور یہ مذموم معنی ہونگے اس کا ابتدائی استعمال مُسْلِمٌ لِلّٰہِ اپنے کو خدا کے ہاتھ میں سونپ دینے والا تھا جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں ہے۔

ہے، اسی بنا پر قرآن مجید میں جہان جہان حنیف کا لفظ آیا ہے اُس کے ساتھ ساتھ شرک کی نفی بھی کی گئی ہے،

حَنِيفًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ (انعام) موجد بنکر اور میں شرکوں میں نہیں۔
خُفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرُ مُشْرِكِيْنَ، (حج) خدا کے موجد بنکر نہ شرک،

اَنْ اَقِمَّ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا وَلَا تَكُوْنَنَّ اِپَانِمُوْجے مذہب کی طرف کر د، موجد بنکر اور شرکین
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، (یونس) میں سے نہ بنو۔

بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ بلکہ ابراہیم موجد کا مذہب، وہ شرکوں میں سے نہ تھا،
فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، (آل عمران) ابراہیم موجد کی مذہب کی پیروی کر د، وہ شرکوں میں سے نہ تھا،

وَلٰكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، (العمران) بلکہ ابراہیم موجد مسلم تھا اور شرکوں میں سے نہ تھا۔

دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (انعام) پکا مذہب ابراہیم موجد اور وہ شرکوں میں سے نہ تھا۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُنْ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، (نحل) ابراہیم پیشوا تھا، متواضع اور خدا کا موجد اور شرکوں میں سے نہ تھا۔

اِنْ اَتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، (نحل) ابراہیم موجد کے مذہب کی پیروی کر اور وہ شرکوں میں سے نہ تھا۔

ان آیتوں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ مذہب دراصل حضرت ابراہیم کا تھا، اور انھیں کی یادگار کے طور پر اُن کی نیک دل اولاد میں اُس کا کسی قدر حصہ باقی رہ گیا۔

وَ اَنْ اَقْعُوْجَهَا لِلَّذِيْنَ حَنِيفًا ، (یونس) سچے مذہب کی طرف اپنا منہ کرو (باطل پرستیوں) منہ موڑ کر،
 اَقَامُوْا وُجُوْهَكُمْ لِلَّذِيْنَ حَنِيفًا فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ، (سورہ) پھر اپنا منہ سچے مذہب کی طرف سیدھا کرو (باطل پرستیوں) منہ
 موڑ کر خدا کی یہ بنائی ہوئی فطرت ہی جس پر نے لوگوں کو پیدا کیا۔
 بعد کو بڑھتے بڑھتے اس لفظ کے معنی زاہد و عابد و دیندار کے ہو گئے،

جاہلی شاعر جرّان العود کا شعر ہے،
 وَاَذْرَلْنِیْ اَكْحَاۤذًا مِّنَ اللَّیْلِ بَعْدَ مَا اَقَامَ الصَّلٰوۃَ الْعَابِدُ الْمُتَحَنِّنُ
 سوار یوں نے رات کے آخری حصہ کو بالیا جبکہ عابد دیندار اپنی نماز ادا کر چکا،
 جاہلیت کا مشہور شاعر ابو ذؤبب ہذلی کہتا ہے:

اَقَامَتْ بِہٖ کَمَفَاتٍ مِّنَ الْحَنِیْفِ شَہْرِیْ جَمَادِیْ وَ شَہْرِیْ صَفَرِ
 اُس نے وہاں قیام کیا جس طرح دیندار (حنیف) جمادی کے دو مہینے اور صفر کے دو مہینے قیام کرتا ہی،
 یہ دونوں شعر لسان العرب میں ہیں،

یہاں پہنچ کر ہم کو ایک دقیق نکتہ کی طرف توجہ دلانا ہے۔ معلوم ہو چکا ہے کہ صابئی کے
 معنی عبری میں پاک اور طاہر کے ہیں لیکن عربی میں کافر کو کہتے ہیں، حنیف کا حال اسکے
 بالکل ضد ہے، عبرانی و آرامی میں کافر و منافق کے ہم معنی، اور عربی میں دیندار و موجد کے
 مرادف ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں لفظ مقابل کے فرقوں کے نام ہیں
 اور ان کے اچھے اور بُرے مفہوم صرف مذہبی اتحاد و مخالفت پر مبنی ہیں، یہی سبب ہے
 کہ مسلمان خود اپنے کو حنفا کہتے تھے، لیکن کفار اُن کو تعصیبِ صباۃ، (صابئی کی حبس) کا لقب دیتے تھے،

قرآن مجید کی آیتوں پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حنیف کا مقابل مُشْرِک

كَانَ خَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (آل عمران) اور مشرکوں میں سے نہ تھا۔

اور اے اسماعیلی عربو! یہی:

مذہب تمہارے باپ ابراہیم کا ہے۔

مِلَّةَ آبَائِكُمُ ابْرَاهِيمَ (ہج)

باپ کی یہ وراثت بیٹوں میں موجود تھی، اس مذہب کے قبول کی رسمی علامتوں میں سے سب سے بڑی علامت ختنہ ہے جو اولاد ابراہیم کے ساتھ مخصوص ہے، عربوں میں یہ رسم ہمیشہ سے موجود تھی، عبادت کی چیزوں میں بُیْتُ الْوَحْدِ یعنی بیت اللہ کا طواف، دین ابراہیمی کی سب سے پرانی یادگار ہے، عرب نے اپنے باپ کی اس پرانی یادگار کو بھی ہمیشہ باقی رکھا، باقی توحید وغیرہ کے اصلی عقاید وہ اکثر سینوں سے مٹ کر محو ہو گئے تھے، اسی بنا پر عرب میں خلیف کے معنی صرف یہ رہ گئے تھے کہ ”جو مختون ہو“ اور جس نے حج کیا ہو۔

اسلام سے کچھ پہلے جب یہودی اور عیسائی مذہب عربوں میں فروغ پانے کے لیے ہر طرح لوٹان تھی پر انے مذہب کو جبکہ صرف ڈھانچا رہ گیا تھا، بعض نیک دل اور نکتہ فہم عربوں نے نئے سرے سے زندہ کرنا چاہا، لیکن اسکی صورت اس قدر مسخ ہو گئی تھی کہ خود مستنار عالم کی کارفرمائی کے بغیر انسانی سیمائی اسکو حیات ثانی نہیں بخش سکتی تھی۔

آغاز اسلام میں جن چند نیک لوگوں کے نام ”حق“ کے لقب سے لیے جاتے ہیں، دچو اپنے مذہب سے آگاہ نہ تھے، اور حق کے متلاشی تھے، قس بن ساعدہ، ورقہ بن نوفل، عثمان بن حویرث، ایسہ بن صلت، زید بن عجم بن نفیل، قیس بن نشیبہ، عبداللہ بن جحش، وغیرہ بت پرستی سے بہرہ ور کر حق کی راہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے یا عیسائی ہو گئے، (مثلاً قس اور ورقہ) یا اصل خلیفہ مذہب کی تائید میں سرگرم ہو گئے، (مثلاً زید اور ایسہ) اور یا اسلام کی روشنی جب چمکی تو حق کو دیکھا اور دین خلیف

لہ لسان العرب، لفظ خلیف،

یہود اور نصاریٰ مسلمانوں کو کہتے تھے، مذہب حق تو یہودیت یا عیسائیت ہے، یہ قیصر کو نہ مذہب ہے؟ قرآن نے جواب دیا کہ یہ دونوں تو بعد کی شاخیں ہیں اصل مذہب وہ ہے جس کی دعوت ”قوموں کے باپ“ ابراہیمؑ نے دنیا کو دی۔

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارًا تَهْتَدُوا قُلْ اُنْهَوْنَ نَعْمَ كَمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ
بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (بقرہ)

ہاؤ، کہو کہ نہیں بلکہ ابراہیمؑ موحّد کا مذہب اور وہ شرکوں میں سے نہ تھا۔

اگے چلکر خدا ارشاد فرماتا ہے۔

اَمْ تَقُولُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاسْمٰعٖلَ وَاسْحٰقَ تَمَّ كَتَمَہُ كَمَا كَانُوا يَفْعَلُوْنَ اَوْ نَصَارًا
وَيَعْقُوبَ وَالْاَسْبَاطَ كَا تُوْا هُودًا اَوْ نَصَارًا اَوْ اِسْمٰعٖلَ اَوْ اِسْحٰقَ اَوْ اِسْحٰقَ اَوْ اِسْحٰقَ
قُلْ عَا نَتَمَّ اَعْلَمُ اَمَ اللّٰهُ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَہَادَتَہٗ جَانِسَہٗ ہُوَ اَعْدَاہُ اَوْ اِسْمٰعٖلَ اَوْ اِسْحٰقَ اَوْ اِسْحٰقَ
عِنْدَ اللّٰهِ (بقرہ)

اپنی شہادت چھپاتا ہو۔

یعنی یہ ظاہر ہے کہ یہودیت اور عیسائیت ان بنیبرون سے بہت بعد کی چیزیں ہیں، اس لیے اسلام اُس اصلی اور سچے مذہب کا داعی ہے جو ان پھپھلی آمیز شون سے پاک ہے۔

وَمَنْ يَرْغَبْ عَنْ مِلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنِ سَفِيَ بے وقوف کے سوا اور کون مذہب ابراہیمؑ

نَفْسًا، (بقرہ)

سے پھرے گا

کوئی

مَا كَانَ اِبْرٰهٖمَ يَہُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلٰكِنْ اِبْرٰهٖمَ يَہُودِيًّا تَحَاہُہٗ عِيسٰیؑ، بلکہ موحّد مسلم تھا

بہرہ بردار ہیں کہ ابراہیمؑ کے نقلی معنی قوموں کے باپ کے ہیں۔

کاسراغ پایا اور قبول کیا مثلاً عثمان اور عبداللہ بن جحش اور قیس بن نشیہ وغیرہ۔
زمانہ جاہلیت میں ایسے متعدد شعراء گزرے ہیں جن کے کلام میں حق کی باتیں الفاظ کی
تاریکی میں ستاروں کی طرح چمکتی ہیں، مثلاً بلید (قبل اسلام) نہیر، امیہ بن الصلت، علات بن
شہاب التیمی، قس بن ساعدہ الایادی، وغیرہ شعراء کے کلام میں توحید، حشر و نشر اور محاسن انلاق
کی تعلیم ملتی ہے۔ آجکل کے بعض عرب عیسائی مصنفوں نے اس قسم کے عرب شاعران کو عیسائی
نابت کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن افسوس ہے کہ انھوں نے اپنی کوشش کی بنیاد ریت
پر قائم کی، اور ایک دلیل بھی وہ دعویٰ کی استواری میں پیش نہ کر سکے۔ میرے خیال میں یہ
شعرا حقیقی العقاید تھے چنانچہ ان میں سے بعض کے کلام میں اسکی تصریح بھی ملتی ہے۔
لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ بعد کو بعض سادہ لوح مسلمانوں یا شریرو لوگوں نے بہت سے
جھوٹے شعربانکاران لوگوں کی طرف منسوب کر دیے ہیں، قرآن کی آیتوں کی آیتیں لے کر
ان کو موزون کر کے ان کے نام سے شعر کہہ دیے ہیں آجکل کے عربی دان عیسائی ان اشعار
کو بڑی چالاکی سے اس ثبوت میں پیش کرتے ہیں کہ دیکھو محمدؐ نے شعراء جاہلیت کے کلام
کو الٹ پلٹ کر قرآن بنا دیا ہے، ان اشعار میں صحیح اور غلط اور سچے اور جھوٹے کی تیز صرف
عربی کی زبان کے باریک بین اور نکتہ شناس ادیب ہی کر سکتے ہیں، جو جاہلین اور مولدین
کے کلام کو بیک نظر دیکھ کر سمجھ لیتے ہیں کہ ان میں موتی اور پوت کون ہے؟۔
شُرک عرب کا سب سے وسیع الاثر مذہب شرک تھا، شرک کے یہی ہیں کہ ایک خدا کو مان کر
اسکی اعانت و امداد کے لیے اس کے اعوان و انصار کا یقین رکھا جائے۔
عرب میں زیادہ تر اسی عقیدے کے لوگ تھے، وہ گوہر قسم کے دیوتاؤں اور دیویوں کے
قابل تھے، بتوں کو سجدے کرتے تھے، جنات اور فرشتوں کو نذر چڑھاتے تھے، تاہم ایک تو اعلیٰ

گنایا ہے اور ہر فرقے کے بعد پوچھا ہے، "عَالِدِیْہِمْ اللّٰہُ" کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ہے؟ ان آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ خداے برحق کے قایل تھے، اب ذیل کی آیتوں سے ثابت ہوگا کہ وہ دیگر معبودوں کا کیا رتبہ سمجھتے تھے، اور ان کو کس نظر سے پوجتے تھے۔

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ خدائے سوا وہ مسکوپہ جے ہین جو نہ انکو نقصان پہنچاتا نہ فائدہ اور کہتے

وَيَقُولُونَ هُوَ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ شَفَاعَتَنَا عِنْدَ اللّٰهِ (یونس) ہین کہ یہ ہمارے معبود اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہین۔

سورہ زمر میں ہے:

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِہٖ اَوْلِیَاءَ مَا نَنْبَغُہُمْ اور جن لوگوں نے خدا کے سوا اور دگومد گار بنایا اور جو کہتے ہین

اَلَا یُقِرُّ لَنَا بِاللّٰهِ ذُلْفٰی کہ ہم تو انکو ایسے پوجتے ہین کہ وہ خدا سے ہمکو قریب کر دیں۔

فرشتوں کے متعلق ان کا اعتقاد یہ تھا کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہین اور اسی لیے ان کو عورت

کہتے تھے، قرآن نے کہا:

اَلَمْ نَكُنْ لَّکُمْ وَاٰلَہٗٓ اِلٰہٰتِیْ تِلْکَ اِذَا قَسَمْتُ لَکُمْ کہ تمہارے بیٹا ہوا اور خدا کے بیٹی ہو۔ یہ تو نامنصفانہ تقسیم ہے، فقط

ضِیْرٰی اِنْ هٰی اِلَّا اَسْمَاءٌ سَمَّیْتُمُوہَا اَنْتُمْ وَاٰبَاؤُکُمْ خند نام ہین جنکو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیا اور خدا نے

مَا نَزَّلَ اللّٰہُ بِہَا مِنْ سُلْطٰنٍ، (نجم) انکی کوئی دلیل نہیں اتاری۔

پھر آگے چل کر خدا فرماتا ہے،

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَیَسْمُنَّ الْمَلَائِکَۃَ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کا نام عورت کا نام

تَسْمِیۃً اِلٰہٰتِیْ، (نجم) رکھتے ہین۔

سورہ طور میں ہے:

اِنَّ اہل عذاب لڑکی سے ناراض ہوتے تھے اور نہیں چاہتے تھے کہ گھر میں لڑکی پیدا ہو، گویا لڑکی کو برا سمجھتے تھے اور لڑکے کو پسند کرتے تھے۔ لیکن خدا کے بارے میں ان کا اعتقاد الٹا تھا۔ یہ اسکی تردید ہے۔

سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُصِفُونَ
اور ایک دوسرے پر غالب آجاتا ہے۔ یہ شرکین جو باتیں بیان کرتے ہیں خدا اُن سے پاک ہے۔
(مومنون)

ان آیات میں شرکین کے عقاید کا بہ تفصیل ذکر ہے، ولدیت کی اس میں جو تردید ہو وہ عیسائیوں سے متعلق نہیں بلکہ شرکین کے متعلق ہے، وہ فرشتوں کو خدا کے فرزند سمجھتے تھے، دوسری آیتوں میں اسکی توضیح آئے گی، آیات مابقی کے ہم معنی یہ آیتیں بھی ہیں۔

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمُ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ أَمَّنْ
پوچھو تم کو آسمان و زمین سے کون رزق دیتا ہے کون تمہارے
يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ
حاشہ سمع اور حاشہ بصارت پر قدرت رکھتا ہے کون ذی حیات چیز
الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدْبِرُ الْأُمُورَ
مردہ (جہاد) شر اور مردہ و جامد سو ذی حیات چیز پیدا کرتا ہے اور کون دنیا کا انتظام
فَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ، (یونس)
چلاتا ہے۔ جواب دین گے اللہ کہو کہ پھر اُس سے ڈرتے نہیں۔

شرکین کو اس بات کی چڑھ تھی کہ محمد (مسلم) تنہا اللہ کا نام کیوں لیتے ہیں اُسکے ساتھ دیوتاؤں کو کیوں شریک نہیں کرتے۔

إِذَا ذُكِّرْتُ بِرَبِّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدًا وَلَوْ
جب تو اپنے پروردگار کا نام تنہا قرآن میں لیتا ہے تو وہ
عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ تُفَوَّرُ (اسرائیل)
پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہیں۔

إِذَا ذُكِّرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ
جب تنہا خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو انکے دل جنگو آخرت کا یقین نہیں
الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَإِذَا ذُكِّرَ الَّذِينَ
کڑھے لگتے ہیں اور جب اُسکے سوا اوروں کا نام لیا جاتا ہے تو وہ
مِنْ دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ (زمر)
خوش ہو جاتے ہیں۔

إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ ثُمَّ عُرِفْتُمْ
جب تنہا خدا کا نام پکارا جاتا ہے تو تم انکار کر بیٹھے ہو اور اگر اُس کا
بِهِ تَوَكَّلُوا (مومن)
کئی شریک کیا جائے تو مانتے ہو۔

سورہ نمل میں نہایت بلیغانہ انداز میں قرآن نے خدا کی مختلف قدرتوں اور صفوں کو

أَمَلَهُ الْبَنَاتُ وَكَمَّ الْبَنُونَ، کیا اسکے لڑکیاں ہوں اور تمہارے لڑکے ہوں،

سورہ انبیاء کی آیت:

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا اَبْلُ عِبَادُ یہ مشرک کہتے ہیں کہ خدا نے لڑکا بنایا ہے، نہیں، بلکہ وہ تمکرمون۔ معزز بندہ بن (یعنی فرشتے)

شرکین بھوت پریت اور جنات کے بھی قایل تھے، انکو خدا یا خدا کے ہمپا یہ سمجھتے تھے انکی دھالی مانگتے تھے، اور انکے غضب سے ڈرتے تھے،

وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ اِئْجَنَ وَخَلَقْنَاهُمْ وَخَرَقْنَاهُ اور جنات سے جنون کو خدا کا شریک بنایا حالانکہ خدا بنین و نبات بغیر علم

ہی نے ان کو پیدا کیا ہے اور خدا کے لیے بیٹے بیٹیاں

(انعام)

صحیح مسلم کی کتاب التفسیر میں ہے کہ ذیل کی آیت اُن عربوں کی شان میں نازل ہوئی ہے جو جنات کی پرستش کرتے تھے۔

اُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ اِلٰی رَبِّهِمْ وہ جنکو یہ مشرکین پکارتے ہیں اُن میں سے انکے خیال میں جو اَلْوَسِيلَةَ اِلَيْهِمْ اقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَةً و زیادہ مقرب ہیں وہ بھی اپنے پروردگار کی طرف قربت کا ذریعہ سمجھتے یَخَافُونَ عَذَابَهُ، (اسوئیل) میں اور اسکی رحمت کے امیدوار اور اسکے عذاب سے خوفزدہ ہیں۔

سورہ جن میں اللہ تعالیٰ نے جنون کا مقولہ نقل فرمایا ہے:

وَاِنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاَلْسِ يَعُوْذُوْنَ اور بات یہ تھی کہ کچھ انسان بعض جنون کی دھالی مانگا کرتے تھے رِجَالٌ مِّنَ اِجْنٍ فَرَادُوْهُمُوهَقًا، (جن) اور انھوں نے ان جنون کو اور مغرور بنا دیا۔

خدا اور جنات میں رشتہ ناتا کرتے تھے،

وَعَمَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ لَبِئًا، (صافات) خدا اور جنات میں رشتہ قائم کیا ہے۔

سورہ ق میں ہے۔

بَلْ يَحْسِبُونَ أَنَّهُمْ مُّؤْتَدُونَ فَتَالِٰٓءِیْكَ اَلْکَافِرُوْنَ هَٰذَا شَیْءٌ یَّحْجِبُ عَٰذَا مِتْنَا وَكُنَّا بِاَیْکُمْ مُّحْجَبًا لِّمَا کُنَّا نَعْمَلُ فَاَیْنَ اَنۡتُمْ یَّوۡمَ اَلۡحِسَابِ ۝۱۰۰
اور مٹی ہو جائیں گے یہ داپسی تو شکل ہے۔

قرآن مجید میں شرکین کے ان اعتقادات کی تردید و ابطال کی اس قدر آیتیں ہیں
کہ ان کا استقصا کرنا گویا قرآن کو ایک صفحہ میں جمع کرنا ہے۔ تاہم ان سیکڑوں آیتوں
میں جو اصولی باتیں مذکور ہوئی ہیں وہ یہی ہیں۔

دہریت قرآن مجید کی ان آیتوں سے۔

وَقَالُوا مَا هِيَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا ۚ (جانشیہ)
ہیں اور جیتے ہیں۔ اور ہم کو نہیں مارتا بلکہ لیکن زمانہ۔

اِنَّ هِيَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا ۚ
ہیں (مومنون) یہی ہماری دنیاوی زندگی ہے اور بس۔ مرتے ہیں اور جیتے
ہیں (یہی سلسلہ ہی ہم دو بار۔ ہر زندہ کئے جانے والے نہیں

بعض صاحبوں نے استدلال کیا ہے کہ عرب کچھ دہریہ بھی تھے۔

بت پرستی گذشتہ صفحات میں تفصیل گزر چکا ہے کہ عرب میں بت پرستی کا بھی شیوع تھا، سٹی پتھر
اور لکڑی کی مورتیں بنائی جاتی تھیں، انکی پوجا ہوتی تھی، قرآن میں ان بتوں کے لیے چار
الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں اَصْنَامٌ، اَوْثَانٌ، اَنْصَابٌ نُّصُبٍ۔ تَمَٰثِلٌ خاص اہل عرب
کے بتوں کے لیے ایک دفعہ صرف دوسرا اور دو دفعہ تیسرا لفظ آیا ہے۔

عرب میں یہ بت مٹی کے بھی بنتے تھے۔

اَوۡ تَتَّخِذُوۡنَ اِلٰہَۃً مِّنۡ اَلۡاَرۡضِ ۚ هُمۡ یُسۡتَمَرُّوۡنَ ۚ (انبیاء) کیا یہ کافر مٹی سے بنا کر بتلاتا، اٹھاتا ہیں اسکو خدا بتاتے ہیں

ثَلَاثُ الْغَرَائِقِ الْعِلْمُ وَانْ شَفَاعَتُهُمْ لَتَرْجَعِيْ اُنْكِ سَفَارَشْ كِي اُميد ہے۔

سورہ نوح کے بتوں کے متعلق حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ عرب کے مختلف قبائل میں انکی پرستش ہوتی تھی، و ذقیلہ کلب کا بت تھا، سواع کی ہذیل پرستش کرتے تھے، یغوث، مراد اور بنی غلیف کے قبیلوں کا دیوتا تھا، یعوق ہمدان میں پجتا تھا، انسرحمیر کے خاندان ذبی الکلاع کا معبود تھا، بعل کی پرستش شام میں ہوتی تھی۔

ان ناموں کی لغوی | ان الفاظ کی ابتدائی صورتیں اور انکے اصلی ماخذ اس قدر فراموش ہو گئے
و سنوی تحقیق | ہیں کہ شکل انکی حقیقت کی تہ تک پہنچا جاسکتا ہے، عربی زبان کے ائمہ لغت نے انکی لغوی تحقیق ایک حد تک کی ہے اور آجکل کے مستشرقین بھی اس بنا پر اسکی دریافت کے مدعی ہیں کہ انھوں نے عرب اور دیگر سامی ممالک کے قدیم کتبات کا ایک ایک حرف پڑھا، اور عرب کی معاصر اور ہمسایہ قوموں کی زبان و تاریخ سے بھی واقفیت پیدا کی ہے۔ ذیل میں قدیم و جدید معلومات کے موازنہ کے ساتھ ایک ایک نام کی تحقیق کی کوشش کی جاتی ہے۔

۱۔ اللات حضرت ابن عباسؓ اور بعض دیگر راویوں سے مروی ہے کہ لات لُت سے مشتق ہے، جسکے معنی گھولنے کے ہیں، (اُر دو میں اسی سے لُتُنا، یا لُت کرنا بنا ہے) عرب میں ایک شخص تھا جو زمانہ حج میں ایک چٹان پر بیٹھ کر ستو گھول گھول کر حاجیوں کو پلایا کرتا تھا، اُسکے مرنے کے بعد لوگوں نے اُسی چٹان کو پوجنا شروع کر دیا اور اُس کا نام لات یعنی گھولنے والا رکھا۔ لیکن اس بیان سے علاوہ اس کے کہ یہ ایک غیر معقول توجیہ ہے یہ لازم آتا ہے کہ لات (بالتحقیق) کے بجائے لات تشدید کے ساتھ ہو، اور یہ قراۃ متواترہ کے خلاف ہے یا قوت پنے

لے نجم یا قوت، لفظ، عزلی، لے صحیح بخاری تفسیر آیت مذکورہ۔ لے تفسیر یضیاء وی تفسیر صافا ست
لے صحیح بخاری تفسیر سورہ نجم مع فتح الباری۔

وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَاقُ رَجَسٌ مِّنْ عَمَلٍ يَرْتَابُ اور پانے ناپاک ہیں، شیطان کے
الشَّيْطَانُ (مایدہ) کاموں میں سے۔

قرآن میں اصنام کا ذکر عرب کے جن اصنام کا ذکر اوپر کے صفحات میں کہیں گزرا ہے ان میں
چند قرآن مجید میں بھی مذکور ہیں جن میں سے لآت، عَزْزٰی اور مَنَاة کا ذکر سورہ نجم میں
آیا ہے:

أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ كَمَا تَمْنَى لَات، عَزْزٰی اور تیسرے بت
الْآخَرٰی مَنَاة کو دیکھا۔

سورہ صافات میں بَعْلٰی کا نام ہے
أَتَذْكُرُونَ بَعْلًا وَتَذْكُرُونَ أَحْسَنَ بَعْلٰی کو پکارتے ہو اور اُس سب سے اچھے پیدا کرنے
الْمَخْلُوعِينَ، والے کو چھوڑ دیتے ہو۔

سورہ نوح میں وَدَّ، سُوعًا، يَعْثُو، يَعْثُو اور نَسْرٰی کے نام آئے ہیں۔
وَلَا تَذْكُرْنَ وَدًّا وَلَا سُوعًا وَلَا يَعْثُوًّا وود۔ سواع۔ یعوث۔ یعوق۔ اور نسر کو
وَيَعُوقُ وَنَسْرًا، مت چھوڑو۔

ان کے پرستار قبائل لآت اور عَزْزٰی قریش کے دیوتا تھے، قاعدہ تھا کہ سونے سے پہلے
قریش انکا پوجا پاٹ کر لیتے تب سولتے۔ قریش انھیں کی قسم کھایا کرتے تھے، مَنَاة کو اَوْس
وخریج سے خصوصیت تھی، وہ حج میں اُسی کا طواف کرتے تھے۔ حج میں ان تینوں کی بجے
پکاری جاتی تھی۔ قریش طواف کے وقت کہتے۔

اللَّات وَالْعُزَّىٰ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْآخَرٰی لآت اور عَزْزٰی اور تیسرا مَنَاة یہ بزرگ لوگ ہیں۔

۱۰ مسند امام حنبل جلد ۲ صفحہ ۲۲۲ ۱۱ صحیح بخاری تفسیر سورہ نجم ۱۲ صحیح بخاری تفسیر سورہ نجم۔

۲۔ لفظ اللہ کے متعلق مارگو لیتھ صاحب کی تحقیق کہ ”یہ اصل میں قریش کے خاندانی دیوتا کا نام تھا اس لیے محمدؐ کی توحید پرستی کے یہ سنی ہیں کہ انھوں نے دوسرے قبائل کے دیوتاؤں کو مشاکر اپنے خاندانی دیوتا کو منوایا“ یورپ کے ”مشرقی تاجر علمی“ کی شرمناک مثال ہے۔ سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ اس عظیم الشان عربی زبان میں ”حقیقی خدا“ کے مفہوم کے لیے کوئی لفظ موجود نہ تھا، تم کہتے ہو کہ محمدؐ سے پہلے عرب میں موحّدین موجود تھے، بہتر ہے، لیکن کیا وہ اپنے خدا کے لیے اللہ کے سوا کوئی اور لفظ پیش کرتے تھے؟ موجودہ عیسائی ادبائے عرب کے بیان کے مطابق، عرب میں عیسائی شعرا بکثرت پیدا ہوئے ہیں، ان سچ ہے، عرب میں عیسائی شعرا ہوئے ہیں۔ لیکن کیا ان کی زبان سے لفظ اللہ تم نے نہیں سنا؟ قرآن نے اللہ تعالیٰ کی صفات خود مشرکین کے اقرار کے مطابق جو بیان کیے ہیں، وہ کیا کسی دیوتا پر صادق آسکتے ہیں؟ سب سے آخر یہ کہ اللہ کی اصل تو اِکالاہ ہے، اِلہ تو صرف عربی میں نہیں بلکہ تمام سامی زبانوں میں خدا تعالیٰ ہی کے لیے مستعمل ہے، کم از کم اَلُوہ اور اَلُوہِیْم سے تو نادانیت نہوگی، قریش اپنے دیوتاؤں کے مجسمے بنا کر پوجا کرتے تھے، کیا اس سب سے بڑے قریشی دیوتا کا بھی کہیں کوئی مجسمہ تھا؟

۳۔ اَلْعُزْیٰ، اس کے متعلق تو یہ ظاہر ہے کہ یہ (عزّٰ) سے مشتق ہے، جس کے معنی غلبہ کے ہیں، عزّٰ، کا اسم تفضیل مونث عُزْیٰ ہے۔ یعنی بہت غالب آنے والی ویسی۔ عجب نہیں کہ یہ قریش اور ان کے ہم نسب قبائل کی لڑائی کی ویسی ہو۔ اور غالباً یہی سبب ہے کہ جنگ اُحُد جب مسلمانوں کو شکست ہوئی اور وہ کوہ اُحُد پر چڑھ گئے، تو ابو سفیان نے دامنِ کوہ میں کھڑے ہو کر مسلمانوں کو خطاب کر کے عزّیٰ کی جے پکاری تھی کہ لَنَا الْعُزْیٰ وَلَا عُنْیٰ لَكُمْ، ہماری طرف

مُنْعَم میں اسکوئیت سے مشتق کیا ہے، جسکے معنی پھیرنے کے ہیں لائت یعنی مصیبتوں کا پھیرنے والا لیکن اس اصول پر اس کو لائت ہونا چاہیے اور ان دونوں نظریوں پر یہ اعتراض لازم آتا ہے کہ اس حالت میں تائے اصلی ہو اور تائے ثانیت نہ ہو۔ حالانکہ یہ مؤثر ہے۔

مستشرقین یورپ نے بحال لیاقت ہکویہ بتانا چاہا ہے کہ اللہ اور اللات ایک ہی لفظ کی دو صورتیں ہیں۔ اللہ مذکر دیتا کے لیے قریش میں مستعمل تھا۔ اور اللات یعنی ہی اُسی لفظ اللہ کی قریش نے تائیت بنائی تھی۔ ان عقلمندوں سے پوچھنا چاہیے کہ اللہ کی تائیت عربی قواعد کے موافق اللات کیونکر ہو سکتی ہے؟ اس کی تائیت اگر ممکن ہے تو اللہ تہ چاہیے، یا اللاتہ، اللہ کی تائے اصلی کیونکر تائیت سے ساقط ہو گئی۔ اگر ہمارا مشورہ مستحق قبول ہو تو اس زمانہ لفظ کی پیدائش کے لیے عربی کی خشک سرزمین کے بجائے ملک شام کا سرسبز علاقہ مناسب ہوگا۔ کیونکہ عرب کے اکثر دیوتا ملک شام ہی کے باشندے تھے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ہیرودوٹس مورخ نے مسیح سے چار سو برس پہلے عرب کے ایک دیوتا کا نام الیلات بتایا ہے، حالانکہ اس وقت قریش کا وجود بھی نہ تھا، اس لیے ان کی زبان کا لفظ بھی اس وقت موجود نہیں ہو سکتا۔

قدیم سامی زبانوں میں خدائی کے لیے اِل یا ایل کا لفظ عام طور سے موجود تھا۔ تائے تائیت لگنے سے ایلوت ہو گیا۔ جسکے معنی دیوی کے ہونگے۔ عربوں نے جب اس لفظ کو اختیار کیا تو اپنا الف لام تعریفی اوپر اضافہ کیا، اور پہلے الف کو اپنے قاعدہ کے مطابق جیسا کہ اللہ میں ہوا ہے، گرا کر اللوت بنا لیا اور اس سے اللات ہو گیا، کیا اس ”فیلولوجی“ کو ہمارے یورپین محققین پسند کرتے ہیں؟ لات کا نام بطلی کتبات میں ایلات کی صورت میں ملا ہے،

یہ جارج سیل، مترجم قرآن، ولوسن مترجم واقدی اور مارگو لیتھ مصنف محمد کی تحقیق ہے، دیکھو سیل کا مقدمہ اور مارگو لیتھ کی پڑ صفحہ ۱۶۔ سے ابن ہشام، اصنام العرب، بخاری شریف، فتح مکہ و مناقب قریش،

تھا، ان کے ہاں صیغہ مضارع کو بطور علم استعمال کرنے کا خاص دستور تھا، چنانچہ یعرب، یثیب، یسرب، یعرب، یبھرش، یوہمین، وغیرہ اصلی نام کے ساتھ صفت کے طور پر مستعمل ہوئے ہیں یعوق کے معنی روکتا ہے۔ یعنی مصیبتوں کو روکتا ہے۔

۸۔ یغوث۔ بھی یعوق کے قاعدہ سے علم ہے، غوث (فریاد کو پہنچنا) اس کا مصدر ہے۔ یغوث کے معنی فریاد رسی کرتا ہے۔ یغوث دیوتا کا نام کتبہ میں بھی ملتا ہے۔

۹۔ نَسْر، کے لغوی معنی گدھ کے ہیں۔ اسی شکل کا ایک مجموعہ کو اکب آسمان میں ہے

جسکو نسر کہتے ہیں، نسر دیوتا کی حیثیت سے، سامی قوموں میں بہت مدت سے پوجا جاتا تھا، اہل بابل کے دیوتاؤں میں ایک نسر وکٹ تھا، اب بابل میں اس دیوتا کا مجسمہ بھی نکلا ہے

۱۰۔ بَعْل، کی نسبت بہ تحقیق گزر چکا ہے کہ یہ دیوتا شام کا مہبود تھا، قرآن مجید نے ان

اسی ضمن میں اس کا ذکر کیا ہے بَعْل کے لغوی معنی قوت کے ہیں، اسی سے مجازاً آقا کے معنی

اور اس کے بعد شوہر کے معنی میں یہ لفظ مستعمل ہوا، چنانچہ دوسرے معنی میں یہ لفظ قرآن میں

بکثرت آیا ہے، عرب کا مشہور دیوتا ہِیْل جو قریش کا خدائے اعظم تھا، اسی بَعْل کی تعریف سے

عبرانی میں یہ کلمہ تعریف ہے، بَعْل کو وہ ہَبْعَل کہتے تھے، عمرو بن لُحی شام کے دیوتاؤں کو ب

عرب لیکر چلا تو مکہ پہنچتے پہنچتے ہَبْعَل کی صورت ہِبْل سے بدل گئی،

ایک غیر مرفوع روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بت گذشتہ بزرگوں کے مجسمے تھے۔ جنکو

اہل عرب نے بعد میں پوجنا شروع کر دیا تھا۔ ممکن ہے کہ ان میں بعض ایسے بھی ہوں لیکن

زیادہ صحیح خیال یہ ہے کہ اصل میں یہ مختلف ستاروں کی خیالی صورتیں تھیں، انہر کے متعلق

۱۱۔ دیکھو ارض القرآن جلد امین شاہان ساویمیر کے نام ۱۱۷ سفر

۱۲۔ صحیح بخاری تفسیر سورہ نوح و سورہ نوح۔

عزّی ہے تمھاری طرف کوئی عزّی نہیں۔ آنحضرت صلعم کی تعلیم سے حضرت عمرؓ نے اس کے جواب میں فرمایا اللہ مولانا ولا مولیٰ لکھ اللہ ہمارا آقا ہے تمھارا کوئی آقا نہیں،

۴۔ منّا، اس لفظ کا اشتقاق چند ماخذوں سے ہو سکتا ہے۔ سب سے کمزور پہلو یہ ہے

کہ وہ مَنّیٰ سے مشتق ہو، جس کے معنی بہانے کے ہیں، اسی سے مکہ کے مقام مَنّیٰ کا نام ماخوذ ہے۔ یعنی خون بہانے کی جگہ، منّا شاید قربانی کا دیوتا تھا، جس کے نام سے خون بہایا جاتا ہوگا۔ لیکن بجز قیاس کے اس اشتقاق کی صحت کی اور کوئی دلیل نہیں۔ یا قوت نے اس کے مختلف اشتقاق بتائے ہیں، ہمارے نزدیک ان میں سے سب سے صحیح یہ ہے کہ وہ منّا سے مشتق ہے، اس کے معنی تقدیر کے ہیں، اور اس کے معنی ثانی موت کے ہیں، صاحب لسان العرب نے بتایا ہے کہ اس میں لا فقط علامت تائید کے لیے ہے، گویا منّا تقدیر اور موت کی دیہی تھی، بطنی کتبات میں ہی منّا موت کی صورت میں ہے، قرآن مجید میں بھی اس کا املا منوۃ ہے،

۵۔ وُدّ، کے متعلق معلوم ہو چکا ہے کہ یہ وُدّ سے ہے، جس کے معنی محبت کے ہیں اور اس کے مقابل دوسری دیہی نکرہ تھی جس کے ناپسندیدگی اور عداوت کے معنی ہیں، یہ بت بھی کتبات میں مذکور ہے۔ ایک خیال یہ بھی ہے کہ وُدّ کی اصل اُدّ ہے، بابلی میں آفتاب کو کہتے ہیں۔

۶۔ سَوَاع، اس لفظ کا مشتق منہ کلام عرب میں نہیں ملتا، ممکن ہے کہ سَوَاع سے مشتق ہو جس کے معنی زمانہ کے ہیں۔

۷۔ یَعُوّق۔ عوق سے (روکنا) مضارع کا صیغہ ہے، اہل یمن میں یہ بت پوجا جاتا تھا

۱۔ صحیح بخاری غزوہ اُحُد

یہودیوں کے بعل کی شکل بھی یہی تھی، فرق یہ ہے کہ یہ تاسر سونے کا تھا، بعل خاص خانہ کعبہ میں نصب تھا، فال کے پانے ایسی کے آگے ڈالے جاتے تھے،

اہل عرب دیوتاؤں کے نام زیادہ تر مونث رکھتے تھے، کیونکہ انکو مونث سمجھتے تھے، مثلاً لات، عزی، مناتہ وغیرہ سب مونث ہیں، فرشتوں کو بھی بیٹیاں سمجھتے تھے، غرض خدائی کا کارخانہ زیادہ تر عورتوں ہی کے ہاتھ میں دے رکھا تھا۔ اسی لیے قرآن مجید نے کہا:

إِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا (نساء) خدا کو چھوڑ کر یہ عورتوں (بیویوں) کو پکارتے ہیں۔

عجیب بات ہے، توحید پرست عرب نے سب سے پہلے یورپ کے ملکوں میں روشنی پھیلائی، اسی طرح عرب کا تاریک زمانہ بھی یورپ کے بت پرستانہ عہد کا علم ہے۔ عرب تاجروں کے ذریعہ سے یونان میں اور یونان سے یورپ کے دوسرے ملکوں میں عرب کے دیوتا سنا کر پھرتے تھے اور ان جاہل ممالک کے باشندے انکے آگے سجدے میں گرے پڑتے تھے، کہتے ہیں کہ یونان کا دیوتا ایڈیسو عرب کے لات کی تحریف ہے، اسی طرح ہینس حریان کی اور ڈوسینوس، ذوالشریٰ کی مسخ شدہ صورتیں ہیں، یورپ کے بعض اساتذہ مشرقیات نے اس بحث پر پُر زور رسائل لکھے ہیں۔

لفظ رحمان خدا کے لیے رحمن کا لفظ اسلام سے پہلے عام طور سے عربوں میں مستعمل تھا اصل میں یہ عبرانی لفظ ہے اور صرف یہود و نصاریٰ اور بعض دیگر ارباب مذہب اس کو بولتے تھے، چنانچہ میں کے آخری کتبات میں رحمان ہی کا نام ملتا ہے، سید عرم کے عیسائی کتبہ کا آغاز بِنِعْمَةِ الرَّحْمَنِ

لہ تو کی نیکیاں فتح الباری تفسیر سورہ نوح میں مذکور ہے، وداو بعل کی تفصیلی شکل یا قوت نے بمعہ میں بیان کی ہے۔ بعل کی شکل معالم النزل نبوی کے حوالہ سے ہے ۷۷ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام جلد ۸ صفحہ ۳۸۰ ۳۷ برٹانیکا، مضمون سبا طبع یازدہم۔

تو تحقیق ثابت ہے کہ وہ ایک آسمانی شکل کا نام ہے۔ اسی پر دوسرے بتوں کو بھی قیاس کرنا چاہیے
بعد میں مرور زمانہ سے انکی اصلیتیں ذہنوں سے اتر گئیں، اور وہ صرف پتھر اور مٹی کا ڈھیر بن کر
رہ گئے، چنانچہ لات، غزی اور مناتہ کی یہی صورت تھی۔

صورت

نام

گول سپید پتھر اور اسپر ایک عمارت بنی تھی،

لات

ایک درخت تھا اس کے نیچے ایک بت تھا، چاروں طرف

غزی،

پہا۔ دیواری تھی

پتھر کی ایک چٹان تھی۔

مناتہ

دوسرے بتوں کی مختلف صورتیں تھیں۔

وَدّ، دراز قدم مرد کی صورت ایک تھمکڑ میں لپیٹے، ایک چادر اوڑھے، گلے میں تلوار
حائل، کمان لٹکی ہوئی ایک طرف ترکش پڑا ہوا۔ سامنے نیزہ، اُس میں جھنڈا بندھا ہوا، ستارہ
جبار کی تقریباً یہی شکل ہے، سواع کی شکل عورت کی تھی، آسمان میں مرۃ سلسلہ، ذات الکری وغیرہ
عورت کی شکلیں ہیں، یغوث (فریادرس) کی شکل شیر کی تھی، ستارہ اسد ہوگا، ایک فریادرس
اور مددگار کی صورت شیر سے بہتر کیا خیال کی جاسکتی ہے؟ یعوق (مصیبتوں کو روکنے والا)
کی صورت گھوڑے کی تھی۔ تارون کی ایک شکل فرس بھی ہے۔ عربوں کے نزدیک تو فرس
حقیقت میں اونکے مصائب کا چارہ گر ہے، نسما ایک پرندہ کی شکل پر تھا، نسر طائر اور واقع تارون
کی دو مشہور شکلیں ہیں، بابل میں نسر وک کی جوگی صورت ملی ہے وہ بالکل گدھ کی شکل ہے۔

ہبل قریش کا معبود اعظم تھا۔ اسکی انسان کی صورت تھی۔ عقیق سرخ سے بنایا گیا تھا،
اس کا داہنا ہاتھ ٹوٹا تھا۔ قریش کو اسی حالت میں ملا تھا۔ انھوں نے سوز کا ہاتھ بنوا کر لگایا تھا۔

کی اوپر والی آیت سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ رحمان خدا کی صفت نہیں بلکہ علم ہے۔
 ہم سمجھتے ہیں کہ عرب میں دو متضاد جماعتیں تھیں جن میں سے ایک اپنے معبود
 اللہ اور دوسری رحمان کہتی تھی، اسلام ان دونوں کو یکجا کرتا ہے کہ تم جسکو اللہ کہتے ہو اور وہ
 جسکو رحمان کہتے ہیں، درحقیقت ایک ہی ذات کی دو تعبیریں ہیں، اور یہ باہمی اختلاف محض
 نزاع لفظی ہے، اس بنا پر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے معنی ہمارے نزدیک یہ ہیں، ہم اپنا کام اُس
 خدا کے نام سے شروع کرتے ہیں جسکی دوسرا نام رحمان ہے اور جو رحمت والا ہے“

بسم اللہ اولاً و احسناً

۲۲ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ

مطابق

۲ جولائی ۱۹۱۸ء



سے ہوتا ہے، اسی لیے اسلام نے جب ابتداءً رحمان کا نام لیا تو قریش کو اچنبھا ہوا کہ یہ کون
 مانا نام ہے، صلح حدیبیہ میں جب حضرت علیؑ نے عہد نامہ کی پیشانی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم
 لکھا تو قریش نے ماننے سے انکار کیا کہ ہم رحمان کو نہیں جانتے،
 قرآن مجید میں قریش کے اس انکار کی تصریح مذکور ہے۔

وَإِذْ أَقْبَلَ لَهُمْ حَاجِدٌ وَالرَّحْمَنُ قَالُوا وَمَا
 الرَّحْمَنُ أَنَّىٰ تَعْبُدُهُمْ إِنَّا نَزَّلْنَاهُمْ
 نَفُورًا ه (فرقان) میں اور ترقی ہوئی ہے۔

وَهُمْ يَدْعُوا الرَّحْمَنَ هُمْ كَافِرُونَ (انبیاء) رحمن کی یاد سے وہ منکر ہیں
 قرآن نے انکو بتایا کہ خدا کے لیے تمام اچھے نام بولے جاسکتے ہیں، اللہ اور رحمان
 ایک ہی ذات کے مختلف نام ہیں۔

قُلْ ادْعُوا اللَّهَ أَوْ ادْعُوا الرَّحْمَنَ أَيًّا مَا
 تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ (اسرائیل) اس کے لیے سب اچھے نام ہیں۔

مترآن کے ہر سورہ کا آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ہوتا ہے ہمارے
 مفسرین نے رحمان اور رحیم، دو ہم معنی صفوں کی یکجائی کی متعدد تاویلین کی ہیں، اور ان
 دونوں الفاظ کے معانی کے درمیان نہایت نازک اور دقیق فرق نکالے ہیں، لیکن ہمارے
 نزدیک یہ سب کوہ کا دی و نمونگانی ہو مترآن کے استعمال سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُسے
 رحمان کا استعمال بطور صفت کے نہیں بلکہ بطور علم کے کیا ہے، چنانچہ تمام قرآن میں ۵۳
 دفعہ یہ نام خدا کے لیے آیا ہے۔ اس بنا پر اسکو صفت قرار دینا صحیح نہیں ہے، سورہ اسرائیل

فہرست مأخذ انگریزی

چونکہ ارض القرآن کے حاشیوں پر جو انگریزی حوالے ہیں، لیتھو میں اُن کے املا صحیح نہیں رہے ہیں، اس لیے احتیاطاً الگ چھاپکر ضمیمہ کر دیئے جاتے ہیں :

- Bevan, The Ancient Geography. بیوان کی جغرافیہ قدیم
 Brugsh, History of Egypt under the Pharoahs, 1881. بزدگش
 Burton, The gold mines of Media, 1875. برٹن کی طلاے مدین
 Brocklman, Semitic languages.
 Butlen, Atlas of Ancient Geography, 1866.
 Carlyle, Heroes and Hero-worship.
 Cruden's Concordance, 1761.
 Duncker, History of Antiquities. ڈنکر کی تاریخ قدیم
 Encyclopædia Britannica, 1910-1911.
 Encyclopædia of Islam.
 Encyclopædia of Jews.
 Forster, Historical Geography of Arabia. فارستر
 Guide to Egyptian collection, British Musium, 1904.
 Gibbon, Roman Empire. گبن
 Harris, Journey through the Yaman, 1893.
 Heeren, Historical Researches of Antiquities. ہیرون
 Herodotus, Edited by H. Carey, 1850. ہیروڈوٹس
 Historian's History of the World, 1907.
 Hogarth, The Penetration of Arabia. ہوگارتھ
 Josephus, The Jewish War. یوسفوس کی مہاربات یہود
 Josephus, The Antiquities of the Jew. قدامت یہود

تنامش

Josephus, Against Apion. مخالفۃ يہود

Palgrave, A journey through central and eastern Arabia.

Rawlinson, Manual of Ancient History, 1869.

Rawlinson, History of Ancient Egypt.

Rogers, History of Babylonia and Assyria, 1901.

راجرس امريڪاني

Sale, Translation of Quran.

Sammual Laing, Human Origins.

سموئيل لينگ اوائل الانسانية

Sprenger, Ptolemy's map of Arabia.

Wright, Grammar of Semitic languages.

فرنسي

Huarth, Histore L. Arabee.

هوارتهه کي تاريخ عرب

Jornal Asitique, 1873, 1874.